پاکستان میں
لوکل گورنمنٹ
(تاریخ اور تجزیہ)

زاہد اسلام

ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ،پاکستان

حسیب میموریل ٹرسٹ بلڈنگ،ناصر آباد،2کلومیٹر رائیونڈ

روڈ،ٹھوکر نیاز بیگ،لاہور

فون نمبر:042-5311701-6 فیکس:042-5311710

ای میل:info@sappk.org

تحریر:	زاہد اسلام
ایڈیٹر:	انور چودھری / شبنم رشید
کمپوزنگ/لے آؤٹ :	شمائلہ حسان /انجم شہزاد خاں
ٹائیٹل/آرٹ ورک:	محبوب علی
تعداد:	5000(پانچ ہزار)
اشاعت :	اگست،2008ء
قیمت:	250روپے
پرنٹر:	شیخ غلام علی اینڈ سنز
ناشر:	ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ،پاکستان

کینیڈین انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی (CIDA) اور
سوئس ایجنسی فار ڈویلپمنٹ اینڈ کو آپریشن (SDC)کی مالی معاونت کا
شکریہ

مندرجات

پیش لفظ

حرف آغاز

1- مقامی حکومتیں- چند مغالطے

2- پاکستان کا سیاسی و سماجی ارتقاء

3- برصغیر میں مقامی حکومتوں کاتصور

4- مقامی حکومتوں کے چند عالمی ماڈل

5- پاکستان میں مقامی حکومتیں

6- مخصوص نشستوں پر نمائندگی

7- سول سوسائٹی اور مقامی حکومتیں

8- چند بنیادی مسائل

ضمیمہ جات:

1- مقامی نظامِ حکومت 2005 ء کا بنیادی خاکہ

2- بنیادی اعدادو شمار

3- سٹیزن کمیونٹی بورڈز (سی سی بیز)

4- پولیس آرڈر 2002ء

حوالہ جات

پیش لفظ

پاکستان میں جمہوری ادارے پوری طرح نشونما نہیں پا سکے اس کی وجہ سب جانتے ہیں کہ جمہوری حکومتوں کے تسلسل کو کئی دفعہ توڑ کر فوجی آمریت آکر براجمان ہو گئی۔ مرکزی اور صوبائی سطح کے جمہوری حکومتی اداروں کی طرح مقامی سطح کے حکومتی نظام کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا گیا اور انہیں کئی بار معطل کر کے سرکاری افسرشاہی کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا اور یوں ان کا ارتقاء ہمیشہ مجروح ہوتا رہا۔دلچسپ بات تویہ ہے کہ مقامی حکومت جیسے جمہوری نظام کو ہمیشہ فوجی آمریت کے دور میں اوپر سے نافذ کیا جاتا رہا۔ ہر دفعہ کچھ نہ کچھ فرق کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ماڈل پیش کیا جاتارہا ۔موجودہ ماڈل ماضی کی نسبت زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں خواتین، کسانوں مزدوروں اور اقلیتوں کو مناسب نمائندگی دی گئی ہے۔

اس کتاب میں مقامی نظامِ حکومت کی مکمل تاریخ بیان کی گئی ہے جس میں تمام ماڈلوں کی تفصیلات، ان پر تنقیدو تحسین کے علاوہ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دیگر ممالک میں مقامی حکومتوں کے ماڈل بھی متعارف کرائے گئے ہیں۔ اس طرح ہم پاکستان کا باقی دنیاکے ساتھ ایک تقابلی جائزہ لے سکتے ہیں۔ بلاشبہ یہ کتاب اس موضوع پر اب تک لکھی جانے والی تحریروں میں سب سے زیادہ جامع اور مستند ہے۔ اس سلسلہ میں اس کتاب کے لکھاری **زاہد اسلام** کی کاوش کو خراج تحسین پیش کیا جانا ضروری ہے ۔ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ پاکستان جمہوری گورننس کو مضبوط بنانے کے پروگرام پر گزشتہ کچھ عرصہ سے کام کر رہی ہے۔ یہ

پروگرام مقامی حکومتوں کے منتخب نمائندوں اور مقامی سطح کے کسان مزدور خواتین اور مردوں کے ساتھ مل کر چلایا جا رہا ہے۔ یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ میں ان تمام ساتھیوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا۔

محمد تحسین

ایگزیکٹو ڈائریکٹر

سائوتھ ایشیاء پارٹنرشپ، پاکستان

حرفِ آغاز

لوکل گورنمنٹ کا موضوع پاکستان کے تناظر میں ہمیشہ سے ہی بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ دوسروں لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ ہماری روز مرہ زندگی کا ہر لمحہ ایسی مصروفیات سے مزین ہے جو لوکل گورنمنٹ کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔ صبح سویرے دن کے آغاز سے لے کر بستر میں جانے تک کا عرصہ جن کاموں میں گزرتا ہے، ان کا بندوبست، فراہمی، انتظام اور مسائل کا تعلق ایسے شعبوں سے ہوتا ہے جو لوکل گورنمنٹ کاموضوع بحث ہیں۔ پاکستان میںلوکل گورنمنٹ کی سیاسی اہمیت اس لئے بھی نمایاں بن کر اُبھری ہے کہ گزشتہ 60 سالوں میں‌سے نصف عرصہ ہمارے حکمرانوں کا تعلق فوج سے رہا ہے اور فوج نے ہمیشہ بزور قوت اقتدار سنبھالا ہے، مگر ان کی واپسی ایک مقررہ سیاسی راستے سے ہوئی ہے۔ اس سیاسی راستے کے تعین میں لوکل گورنمنٹ ہمیشہ سے ہی ایک وسیلہ کی حیثیت اختیار کرتی آئی ہے اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کی سیاسی قیادت میں ایک نمایاں حصہ لوکل گورنمنٹ کے تجربات سے ہی گزر کر اُبھرا ہے۔

انہی اسباب کی وجہ سے لوکل گورنمنٹ کے بارے میں پاکستانیوں کے تجربات بہت اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔مگر دلچسپ بات یہ

ہے کہ ملکی سیاست کے اتنے اہم سیاسی مسائل پر ہم سبھی شہری، حکمران، انتظامی مشینری اور سیاسی قیادت بڑا ہی سطحی (Casual) انداز فکر اپنائے ہوئے ہیں۔ اس کا اظہار کئی سطحوں اور کئی مظاہر کے ذریعے ہوتا رہتا ہے۔ لوکل گورنمنٹ تجربات کے بارے میں لکھا گیا لٹریچر بہت کم ہے۔ ہمارے نصاب تعلیم میں تو اس کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایک بھی سیاسی جماعت ایسی نہیں ہے کہ جس کے انتخابی منشور یا پارٹی پروگرام میں کوئی تفصیلی پروگرام، ماڈل یا اصلاحات کا فریم ورک موجود ہو۔ یہی حال تحقیق کے شعبے میں نظر آتا ہے۔ بعض پہلوئوں کے حوالے سے تحقیقی، تجزیاتی مواد ضرور موجود ہے، مگر یہ کم بھی ہے اور ان میں اُٹھائے گئے سوالوں اور مسائل پر بحث مباحثہ تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ اُردوزبان اور عام فہم انداز میں اس موضوع پر لٹریچر کی کمی شدت سے محسوس کی جاتی رہی ہے۔

اس صدی کے پہلے عشرے کا آغاز لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے ایک مثبت پیش رفت کے ساتھ ہوا۔فوجی حکمرانوں کے اس نظام کومتعارف کروانے کے جو بھی مقاصد کارفرماء رہے اس سے بحر کیف اس نظام سے متعلقہ مسائل پرمباحثوں کا آغاز ضرور ہوا ،بالخصوص غیر حکومتی سطح پر اس سلسلے میں زیادہ سنجیدگی کے ساتھ پیش رفت بھی ہوئی۔نتیجتاًآج ان مسائل پر کئی سطحوں پرزبانی اور تحریری بحث

ومباحثہ نظر آتا ہے اور عام شہری بھی باخبر ہے۔

زیرِ نظر کوشش اسی تسلسل کا حصہ ہے۔ میں نے کوشش کی ہے انتہائی سادہ زبان اور عام فہم انداز میں پاکستان کی لوکل گورنمنٹ کے تاریخی ارتقاء کا مختصراً جائزہ پیش کر سکوں۔ اب تک جو ماڈل پیش کئے گئے ہیں ان کا تجزیاتی نچوڑ سامنے رکھتے ہوئے موجودہ ماڈل کے مختلف مثبت اور منفی پہلوئوں کو اُجاگر کر سکوں اور عصر حاضر میں دنیا کے دوسرے ممالک کے تجربات کا خاکہ بھی پڑھنے والوں کے سامنے لاسکوں، تاکہ لوکل گورنمنٹ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات بھی پڑھنے والوں کے سامنے آئیں اور ان بنیادی سوالات کو بھی اُٹھایا جا سکے جن پر بحث مباحثہ کے بعد ہم اپنے لئے مزید بہتری اور سہولیات کو یقینی بنا سکتے ہیں۔

☆ اس کتاب میں پاکستان کے سیاسی، سماجی اور معاشی ارتقاء کا مختصراً ذکر کیا گیاہے اگر ہمیں مقامی حکومتوں کے تاریخی سفر کو جانچنا ہو تو اس ماحول اور مجموعی کیفیت کو سامنے رکھنا ضروری ہو گا، تاکہ ملکی تاریخ کے اہم موڑ اور درجات سے آگہی ہو سکے جو مقامی حکومت کے لئے ہمیشہ سے ایک فریم ورک کی حیثیت

رکھتے ہیں۔ اسی طرح میں نے کوشش کی ہے کہ آج کی دنیا میں غالب رحجانات کی مختصراً نشاندہی بھی کرتا چلوں،تاکہ عصر حاضر کے تناظر میں موجودہ لوکل گورنمنٹ سسٹم کا معروضی جائزہ لیا جا سکے۔

☆ اِس کتاب میں عالمی سطح پر فعال چند دیگر ماڈلوں کا بھی مختصراً تعارف شامل ہے تاکہ ہم اپنے نظام کا موازنہ کر سکیں اور ہمیں یہ بھی بخوبی نظر آئے گا کہ موجودہ ماڈل بنانے والوں نے کن کن ممالک کے تجربات کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے۔

☆ پاکستانی تاریخ میں ہم نے مقامی حکومتوں کے جتنے بھی ماڈل اپنائے ہیں۔ ان کے بنیادی ڈھانچے میں بہت مماثلت موجودہے۔ ان کے تسلسل کو دیکھتے ہوئے یہ بخوبی کہا جا سکتا ہے کہ ہم دور حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہوپائے بلکہ پرانی لکیروں کو ہی ابھی تک پیٹ رہے ہیں۔ جنہیں ہم نئی جہتیں قرار دے رہے ہیں وہ ظاہری ترامیم اور اضافوں کے علاوہ کچھ نہیں ہیں۔ ایسے پہلو جو کیفیتی لحاظ سے ماضی سے مختلف ہوں وہ کم ہیں۔ اس مسئلے کی وضاحت گزشتہ ماڈلوں کے تفصیلی جائزہ کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتی۔ اس ضرورت کے پیش نظر گزشتہ ماڈلوں کا مختصراً تعارف شامل کیا جارہا ہے۔

☆ کتاب کے آخر میں ان مسائل کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کو مخاطب کئے بغیر مقامی حکومتوں کے اصلاح احوال میں پیش رفت بہت سست اور کمزور رہے گی۔

1-مقامی حکومتیں۔۔۔ چند مغالطے

☆ مقامی حکومتوں کے مفہوم کو زیادہ گہرائی سے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اختیارات اور کنٹرول کے ضمن میں چند بنیادی اصلاحات پر ضروربحث کریں تاکہ مقامی حکومتوں سے وابستہ چند نظریاتی مفروضوں کی وضاحتیں ہو سکیں۔

لوکل گورنمنٹ (مقامی حکومت)

سیاسی اصطلاح کے طور پر لوکل گورنمنٹ یا مقامی حکومت سے مراد مرکزی حکومت یا بالائی حکومتی ادارے کی طرف سے کسی مخصوص ایریا کے لئے مخصوص ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لئے تفویض کردہ اختیار یا اتھارٹی ہے۔ عام طور پر مختلف ممالک میں مرکزی یا اعلیٰ حکومتیں بلدیاتی فریضوں (میونسپل ذمہ داریوں) کی انجام دہی کے مقامی سطح پر ایسے ادارے یا اختیارات کی حامل کونسلیں بنا دیتے ہیں جو مقامی آبادی سے منتخب یا نامزد نمائندوں کے ذریعے بنیادی نوعیت کی ذمہ داریوں کو سرانجام دیتے ہیں۔ سیاسی معنوں میں لوکل گورنمنٹ کو لوکل سیلف گورنمنٹ یا مقامی حکومت خود اختیاری بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ ان مقامی حکومتوں کے پاس اقتدار اعلیٰ نہیں ہوتابلکہ یہ کسی نہ کسی شکل میں محدود ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لئے مقتدر حلقوں یا اختیار اعلیٰ کو جوابدہ ہوتی ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا کے

مطابق مقامی حکومتیں مملکت یا صوبے سے کم تر انتظامی یونٹ ہیں۔ مقامی حکومتوں کی شکلیں مختلف ممالک میں مختلف ہیں اور ان کے اختیارات میں بھی ہر جگہ فرق موجود ہے۔

☆ مقامی حکومت یا لوکل گورنمنٹ ایک سیاسی اصطلاح ہے جس سے مراد ایسی حکومت ہے جو ایک خاص علاقے اور خاص ذمہ داریوں کو سرانجام دے۔ مقامی حکومت کبھی بھی اقتدار اعلیٰ کی حامل، آزاد یا خود مختار حکومت نہیں ہوتی، بلکہ مقامی حکومت کسی بڑے حکومتی فریم ورک کا جزو ہوتی ہے جو طے شدہ ذمہ داریوں کی انجام دہی پر معمور ہوتی ہے۔ عام طور پر مقامی سطح کی میونسپل ذمہ داریاں اور مقامی سطح کا نظم و نسق ان حکومتوں کے فرائض میں شامل ہوتا ہے۔

☆ مہذب جمہوری معاشروں میں مقامی حکومتیں منتخب افراد پر مشتمل ہوتی ہیں جو مقامی آبادیوں میں رہائش پذیر لوگوں کی شمولیت سے مقامی نظم و نسق چلاتی ہیں۔ اس مقصد کے لئے وہ ٹیکس بھی جمع کرتی ہیں اور مختلف ترقیاتی سکیمیں بھی شروع کرتی ہیں۔ بعض ترقی یافتہ ممالک میں تعلیم، صحت، پبلک ٹرانسپورٹ بھی انہی حکومتوں کے دائرہ کار میں آتی ہے۔

اختیارات کی عدم مرکزیت

عدم مرکزیت یا عدم مرکوزیت سے مراد ہے کہ اختیارات کو کسی ایک جگـہ، ایک سطح، کسی ایک شخص، ایک ادارہ میں جمع نہ رکھا جائے، بلکہ انہیں پھیلایا جائے۔ یعنی یہ فرض کیا جاتا ہے کہ اختیارات کسی فرد واحد یا کسی بالائی ادارے میں جمع نہیں کئے جاتے بلکہ انہیں کئی مراکز میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ عدم مرکزیت اور اختیارات کی نیچے منتقلی عام طورپر ایک ہی معنوں میں استعمال کی جاتی ہیں، مگر ان دونوں اصطلاحوں میں کسی قدر فرق موجود ہے، اختیارات کی منتقلی میں کسی ایک جگہ سے اختیار کو نکال کر نیچے منتقل کیا جاتا ہے یعنی اس اختیار سے اُوپر والا شخص یا ادارہ فارغ ہو جاتا ہے، جبکہ عدم مرکزیت کی شکل میں اختیار کا استعمال مقامی ہو جاتا ہے۔

اختیارات کو تفویض کرنا

ایسے حالات میں اختیارات کا کچھ حصہ یا مکمل طورپر دوسرے شخص یا ادارے کو عارضی بنیادوں پر یا معینہ عرصے کے لئے یا پھر دائمی طورپر تفویض کر دیا جاتا ہے۔ یعنی اختیار جسے منتقل کیا جاتا ہے وہ پہلے ادارے یا شخص کے نام پر یا اس کی صوابدید پر اس اختیار کو استعمال کرتا ہے۔ اس کی مثال یوں لی جا سکتی ہے جیسے کسی گائوں کا نمبردار اپنے تحصیلدار کے نام پر آبیانہ جمع کرتا ہے۔ تحصیلدار

محکمہ مال (ریونیو) کا اہلکار ہوتا ہے جسے آبیانہ کی وصولی کا اختیار ہوتا ہے، مگر وہ یہ اختیار کسی پٹواری کو یا کسی نمبردار کو تفویض کر دیتا ہے۔ لوکل گورنمنٹ میں ایسے تفویض شدہ اختیارات بہت ہیں جو وفاقی اورصوبائی حکومتوں کی طرف سے انہیں تفویض کئے گئے ہوتے ہیں۔

اختیارات کی منتقلی

اختیارات کی نیچے منتقلی میں اختیارات کو اوپر سے ختم کر کے نیچے منتقل کر دیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اوپر والا ادارہ شخص یا اشخاص اپنے اختیار سے دستبردار ہو جاتے ہیں اور وہ اختیارات نیچے کسی ادارے، شخص یا اشخاص کو منتقل ہو جاتے ہیں۔ "نیچے منتقلی" میں اہم نکتہ یہ ہے کہ "اختیار" پہلے اوپر موجود ہو جسے نچلی سطح پر لے جایا جائے۔ عدم مرکزیت اور "تفویض کرنے" کے عمل میں اختیار اوپر ہی موجود رہتا ہے، جبکہ اس کے استعمال کی سطح یا درجہ میں تبدیلی واقع ہوتی ہے، جبکہ منتقلی میں اوپر والے دست بردار ہو جاتے ہیں۔ حالیہ لوکل گورنمنٹ سسٹم میں اختیار کی عدم مرکزیت تو لائی گئی مگر منتقلی نہیں ہو سکی۔

اختیارات کی منتقلی اور شراکت داری

جمہوری ریاستوں میں مقتدر حلقوں یا حکومتی اداروں کی تشکیل کے لئے بنیادی ذریعہ عام انتخابات ہوتے ہیں جن کے ذریعہ شہری

اپنی حکومت منتخب کرتے ہیں اور انتخابات کے نتیجے میں حکمران تو بدل جاتے ہیں مگر ریاست کے ادارے اور ریاستی نظم و نسق کے محافظ بدستور برقرار رہتے ہیں، تاہم ان میں کسی قدر تبدیلی تو ضرور آتی ہے۔ اختیارات اورطاقت باطنی معنوں میں ان ہی اداروں کے ہاتھ میں رہتے ہیں۔ یہی ادارے انتخابات کرواتے ہیں اور منتخب حکومتوں کی پالیسی سازی میں بھی اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ ترقی پذیر ریاستوں میں یہ ادارے حکومتوں کی نسبت زیادہ طاقتور ہو جاتے ہیں اور بسااوقات منتخب حکومتوں کو دباؤ میں بھی رکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں کئی بار ان اداروں نے منتخب حکومتوں کا تختہ بھی اُلٹا ہے۔ اس طرح کی مثالیں دیگر ترقی پذیر ممالک میں بھی موجود ہیں، ہر جگہ ایک ہی سوال زیر بحث آتا ہے کہ منتخب حکومتوں کے پاس حقیقی اختیار ہوتا بھی ہے یا انہیں بطور مہرہ استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ اس پس منظر میں انتقال اقتدار یا شراکت اقتدار کی بحث اہم بن جاتی ہے۔ لوکل گورنمنٹ کے ضمن میں یہ مسئلہ اور بھی اہمیت کا حامل بن جاتا ہے۔

☆ لوکل گورنمنٹ کی سطح پر بھی اہم سوال یہی ہے کہ مقامی حکومتوں کی خود مختاری یا مقامی سطح کی حکمرانی کے لئے مکمل اقتدار منتقل کیا جاتا ہے یا نہیں۔ پاکستانی تجربہ میں یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ زیادہ تر

معاملات میں ریاستی اداروں کی طرف سے مقامی حکومتوں کے امور میں کسی نہ کسی شکل میں مداخلت جاری رہتی ہے یا پھر متوازی پن کی بدولت مقامی حکومتوں کی خود مختاری زیر بار کرنے کی کوششیں جاری رہتی ہیں۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ ریاستی ادارے مقامی حکومتوں کو مکمل انداز میں مقامی سطح پر بھی اقتدار منتقل نہیں کرتے، بلکہ ان کی زیادہ سے زیادہ کوشش شراکت اقتدار تک محدود رہتی ہے۔

وفاق، وفاقیت اور تقسیم اختیارات

☆ پاکستان ایک جمہوری وفاقی ریاست ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وفاقی سطح اور وفاق کو تشکیل دینے والی اکائیوں کے مابین کسی طے شدہ فارمولے کے تحت اختیارات اور فرائض کی تقسیم ضروری ہے۔ وفاقیت کی اصل روح، تقسیم اختیارات اور خود مختاری کے احترام سے مشروط ہوتی ہے، اگر اسے نظر انداز کیا جائے یا کم اہم تصور کیا جائے تو وفاق کا وجود ہی خطرات سے دوچار ہو جاتا ہے۔وفاقیت کا اصل جوہر کسی بھی وفاق میں شامل وفاقی اکائیوں کے رضاکارانہ اتحاد پر مشتمل ہوتا ہے۔ پاکستانی تاریخ، مرکز صوبہ کشمکش اور چھوٹی قومیتوں کی طرف

سے اپنے حقوق تسلیم نہ کرنے کے خلاف جدوجہد کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔ اسی کشمکش کی بدولت ملک کا ایک حصہ (مشرقی پاکستان) بڑی خون ریزی کے ذریعے الگ ہو چکا ہے۔ ایک دوسرے صوبے میں مسلح مزاحمت اور شورش کی چنگاریاں ابھی تک جل رہی ہیں۔ایسے حالات میں لوکل گورنمنٹ کے بارے میں مرکزی سطح پر اختیار کی گئی پالیسیاں مزید اُلجھنوں کو پیدا کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

☆ ہمارے آئین 1973ء میں وفاقی اور صوبائی سطح پر قانون سازی کی غرض سے اختیارات کی تقسیم کے حوالے سے ایک حد تک مناسب وضاحتیں موجود ہیں۔ مشترکہ مفادات کونسل اور قومی مالیاتی کمیشن کی تشکیل کے ساتھ ساتھ وفاقی شعبہ جات پر مشتمل فہرست بھی موجود ہے۔ اس فہرست میں موجود تمام شعبوں اور موضوعات کے بارے میں وفاق کا حق قانون سازی مُسلّم ہے ۔ اس فہرست کے ساتھ دوسری فہرست جاریہ ہے جس میں شامل موضوعات اور شعبہ جات کے بارے میں وفاق اورصوبے دونوں سطح پر قانون سازی کی جا سکتی ہے،تاہم وفاقی سطح پر ہونے والی قانون سازی کو فوقیت حاصل ہو گی۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگر کوئی شعبہ یا موضوع دونوں فہرستوں

(وفاقی اور جاریہ) میں موجود نہ ہو تو اس بارے میں صوبوں کا کلی اختیار تسلیم کیا گیا ہے۔ لوکل گورنمنٹ کا موضوع وفاقی اور جاریہ فہرست میں موجود نہیں ہے اس لحاظ سے یہ صوبوں کے کلی اختیار میں شامل ہے، مگر ہمیشہ سے لوکل گورنمنٹ کے بارے میں صوبے نسبتاً خاموش رہتے ہیں، جبکہ ساری طبع آزمائی وفاقی سطح پر ہی ہوتی چلی آئی ہے۔ گوکہ قانونی لحاظ سے صوبے ہی قانون سازی کرتے ہیں، مگر اس قانون کی ڈرافٹنگ بھی وفاقی سطح پر ہوتی ہے اور لوکل گورنمنٹ کے بارے میں بنیادی پالیسی سازی صوبائی سطح کی بجائے مرکزی سطح پر کی جاتی ہے، حالانکہ اصولاًوفاقی سطح پر صرف مشاورتی نوعیت کے اقدامات ہونے چاہئیں مگر ہمارے ہاں پالیسی سازی اُوپر ہوتی ہے، جبکہ صوبائی سطح پر مشاورت کی جاتی ہے۔

☆ وفاقیت میں ایک اور بنیادی پہلو، وفاق اور وفاق کو تشکیل دینے والی اکائیوں کے مابین تقسیم اختیارات سے جڑا ہوا ہے۔ ہمارے ہاں وفاقی اکائیوں کا قومی تشخص بھی ایک اہم مسئلہ ہے جو بہت سے سیاسی پہلوئوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ یعنی صوبہ سندھ، سندھیوں کاہے بلوچستان، بلوچوں کا ہے۔ پنجاب پنجابیوں کا ہے اور صوبہ سرحد پختونوں کاہے۔ ان صوبوں میں دیگر نسلوں اور

زبانوں سے وابستہ عوام بھی ہیں، تاہم اول الذکر قومیتوں کی عددی برتری اور دھرتی سے تاریخی وابستگی کی بنا پر انہیں غالب حیثیت سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں مقامی حکومتوں کو وفاق کے مجموعی فریم میں ہی کام کرنا ہوتا ہے۔ جس ملک میں جمہوری وفاق کے حوالے سے مختلف مسائل زیر بحث ہوں وہاں مقامی حکومتوں کے حوالے سے دائرہ اختیار اور کنٹرول کا سوال انتہائی نازک بن جاتا ہے اور اس سے بھی زیادہ اہم وسائل کی تقسیم کا مسئلہ ہوتا ہے، کیونکہ وفاق میں مرکزی اور وفاقی اکائیوں کے لئے ریونیو مقامی سطح سے ہی پیدا کیا جاتا ہے۔ مقامی حکومتوں اور بالائی حکومتوں کے مابین یہ مسئلہ ایسی وفاقی مملکت میں جہاں پہلے سے مسائل موجود ہوں اور بھی پیچیدگی اختیار کر لیتا ہے۔

☆ اسی طرح ایک دوسرا مسئلہ جو ہمارے ہاں بڑی شدت سے پیدا ہوا جب مقامی حکومتوں کو حکمرانی کی تیسری سطح قرار دینے کی کوشش کی گئی اس پر وفاقی اکائیوں بالخصوص مختلف چھوٹی قومیتوں کی طرف سے شدید مخالفت کی گئی۔ کیونکہ پاکستان کے صوبہ جاتی نظام کو ایک طویل عرصہ سے تاریخی ورثہ کی حیثیت حاصل ہے جو کسی حد تک قومی وحدتوں کے تشخص کا مظہر بھی ہے۔

اگر اس حیثیت میں کسی بھی طریقے سے تبدیلی آجائے تو نئے مسائل پیدا ہونے کا احتمال ہے ۔اگر ضلعی حکومتوں کو صوبوں کے انتظامی کنٹرول سے آزاد کرکے حکمرانی کا تیسرا سرکل تسلیم کر لیا جائے تو صوبوں کے اندر بعض اضلاع اس قومی تشخص سے کسی قدر باہر نکل آتے ہیں۔ یہ فی الوقت کسی کو قبول نہیں۔ہو سکتا ہے تاریخی ارتقاء کا یہ منطقی انجام ہو کہ کسی نہ کسی وقت ضلعی سطح کی حکمرانی زیادہ خود مختاری حاصل کر جائے۔ مگر فی الوقت اس بحث کو ملتوی کرنا ہی سیاسی مصلحت ہے۔

2-پاکستان کا سیاسی، سماجی ارتقاء

☆ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام 14/اگست 1947ء کو ہوا اور آزادی ہند کے قانون مجریہ 1947ء کے آرٹیکل 8 کے تحت ''گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء''کو بعض ترامیم اور اضافوں کے ساتھ پہلا ورکنگ دستور بنایا گیا۔ اس ورکنگ دستور کے تحت پہلی آئین ساز اسمبلی کو دو بنیادی فریضے تفویض کئے گئے۔

اول : پاکستان کے نئے دستور کی تیاری۔

دوم : نئے دستور کے نفاذ تک بطور مقننہ ضروری قانون سازی کرنا۔

اس کے ساتھ ہی قائداعظمؒ کو گورنر جنرل کی حیثیت سے نامزد کیا گیا۔

☆ اس وقت آئین ساز اسمبلی 70 اراکین پر مشتمل تھی۔ وزیراعظم لیاقت علی خاں اور ان کی کابینہ اسمبلی کو جوابدہ تھی۔ چار صوبوں بنگال، پنجاب، سرحد اور سندھ میں صوبائی اسمبلیاں موجود تھیں۔ 1935ء کے ایکٹ کی رو سے یہ وفاقی مملکت کا نقشہ تھا جس میں صوبائی اور وفاقی قانون سازی کے اختیارات واضح تھے۔ ہر صوبہ کو مرکزی دستور ساز اسمبلی میں اپنے مندوب بھیجنے کا اختیار حاصل تھا۔

☆ پاکستان کو تشکیل دینے والے علاقوں کے اندر بعض خود مختار ریاستیں بھی موجود تھیں مگر ان سب میں معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی حوالوں سے یکسانیت موجود نہ تھی۔

بلوچستان حقیقی معنوں میں ایک واضح صوبہ نہ تھا، بلکہ اس کے دو حصے تھے۔ ایک حصہ داخلی طور پر خود مختار چار ریاستوں قلات، مکران، لسبیلہ اور خاران پر مشتمل تھا، جبکہ دوسرا حصہ آزادی سے قبل برٹش بلوچستان کہلاتا تھا۔ برٹش بلوچستان میں کوئٹہ میونسپلٹی 1946ء میں قائم ہوئی تھی، جبکہ دیگر 18 شہر اور قصبے "بازار" کے نام سے انتظامی لحاظ سے چیف کمشنر کے تحت تھے۔

☆ سندھ، پنجاب اور سرحد میں کمشنر اور ڈپٹی کمشنر موجود تھے اور سرکاری انتظامیہ کا ایک ڈھانچہ باقاعدہ فنکشنل تھا ماسوا چند ریاستوں کے جہاں اندرونی نظم و نسق و الیان کے زیر کنٹرول انتظامیہ کے سپرد تھا۔ انڈین سول سروس کے ذریعے انگریزی راج نے مقامی سطح کی سرکاری مشینری تقسیم ہند سے بہت پہلے ہی فعال انداز میں کھڑی کر دی تھی۔

☆ قیام پاکستان کے وقت ملک کے اندر معاشی ترقی کی سطحیں بھی غیر یکساں تھیں۔ کراچی، لاہور، لائل پور، اوکاڑہ کے علاوہ کوئی قابل ذکر صنعتی شہر موجود نہ تھا۔ ریلوے، بندرگاہ، مواصلات اور ٹیکسٹائل بنیادی

صنعتی شعبے تھے، جبکہ سندھ اور پنجاب کا بیشتر حصہ زراعت سے وابستہ تجارت کا مرکز تھا۔ کپاس، پٹ سن، چاول، گنا، گندم کو نقد آور فصلوں کی حیثیت حاصل تھی اور ان فصلوں کی پیداوار کے علاقوں کو اہم تجارتی منڈیوں کی حیثیت حاصل تھی۔

☆ سرکاری ملازمتوں میں مہاجروں کے بعد وسطی پنجاب، پوٹھوہار، ہزارہ اور برٹش بلوچستان کے علاقوں کے باشندوں کو عددی برتری حاصل تھی، جبکہ سندھی اور قبائلی بلوچستان کے عوام سرکاری ملازمتوں سے یکسر باہر تھے۔ اسی طرح اہم تجارتی شعبوں میں بھی مہاجروں کے علاوہ انہی علاقوں کے چیدہ چیدہ خاندانوں کو بالادستی حاصل تھی یا پھر ان کے مقابل کم تعداد میں غیر مسلم تھے جو تقسیم کے بعد بھی یہیں رہ گئے تھے۔

☆ سندھ، سرائیکی، پنجاب اور سرحد کے زرخیز اضلاع میں بڑی زمینداریاں اور جاگیریں موجود تھیں۔ بلوچستان کا زرعی رقبہ زیادہ تر قبائل کی اجتماعی ملکیت تھا۔ وسطی پنجاب اور سرحد کے ایک حصہ میں چھوٹے اور درمیانہ درجے کے زمینداروں کی اکثریت تھی۔

☆ ملک بھر میں گو کہ حکمران جماعت مسلم لیگ کو نمایاں حیثیت حاصل تھی، مگر اس کے شانہ بشانہ کئی ایک چھوٹی

بڑی سیاسی جماعتیں اور تحریکیں بھی موجود تھیں جن کا
واضح طور پر سیاسی پروگرام موجود تھا۔ ان میں جماعت
اسلامی، خدائی خدمت گار تحریک، خاکسار تحریک، مجلس
احرار، سندھ ہاری کمیٹی، قلات نیشنل پارٹی، کمیونسٹ پارٹی
کے علاوہ مزدوروں، کسانوں اور شاعروں، ادیبوں کی تنظیمیں
بھی موجود تھیں جو سیاسی امور پر واضح مؤقف رکھتی تھیں۔

☆ پاکستان اپنے قیام کے پہلے 11 سال کئی طرح کے بحرانوں کی
زد میں رہا۔ اس کی وجوہات کچھ بھی رہی ہوں مگر اس
بحرانی کیفیت نے پاکستان کے عوام کو جن مشکلات سے
دوچار کیا اس کے اثرات آج تک محسوس کئے جا سکتے ہیں۔
قائداعظم جو نہ صرف پہلے گورنر جنرل تھے، بلکہ وہ آئین ساز
اسمبلی کے صدر اور مسلم لگ کے بھی صدر تھے۔ ان کی
وفات 1948ء میں ہوئی۔ جس نے ایک بہت بڑا خلاء پیدا کر دیا،
ان کے دست راست خان لیاقت علی خان بھی 1951ء میں
شہید کر دیئے گئے۔ قیادت کے اس خلاء نے سیاسی مسائل کو
مزید گھمبیر بنا دیا، حکمران جماعت مسلم لیگ کو اقتدار سے
یوں ہاتھ دھونا پڑا کہ پہلی دستور ساز اسمبلی میں ان کے اپنے
اراکین نے ہی نئی سیاسی جماعت بنالی اور پھر 1954ء کے
صوبائی انتخابات میں مشرقی پاکستان کے عوام نے مسلم لیگ
کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ قومی زبان کے مسئلے پر ہنگامے

پھوٹ پڑے، رہی سہی کسر 1953ء میں قادیانی مسئلہ پر ہونے والے فسادات اور پھر محدود مارشل لاء کے نفاذ نے نکال دی۔ غرضیکہ پہلے 11 سال پہ در پہ بحرانوں سے بھرے رہے۔

☆ نوزائیدہ مملکت میں ایک مکمل حکومتی نظام کو استوار کیا جانا مقصود تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مملکت میں شمولیت اختیار کرنے والی مقامی قومیتوں اور نئے آنے والے مہاجرین کے مابین قومی یگانگت اور یکجہتی کو فرغ دینا بھی مقصود تھا ، مگر ان فریضوں کی ادائیگی کے لئے جس طرح کی بصیرت، فہم و دانش، قیادت، دستوری فریم ورک اور جمہوری طرز حکمرانی کی ضرورت تھی وہ موجود نہ تھی۔ اس کا نتیجہ محلاتی ریشہ دوانیاں، لوٹ کھسوٹ، رشوت، اقرباء پروری اور حکومتی نااہلی کی شکل میں برآمد ہوا۔ مہاجرین کی آباد کاری کے لئے آر ڈیننسوں اور کرفیو کا سہارا لینا پڑا۔ ایک مرکزی وزیر بحالیات نے کرپشن اور اقرباء پروری پر بطور احتجاج استعفیٰ دے دیا۔ جس طرح کی لوٹ کھسوٹ جاری تھی اس کا اندازہ ”خدا کی بستی“ شوکت صدیقی کے ناول سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ سیاسی بحرانوں کی حالت یہ ہے کہ پہلے 11 سالوں میں 4 گورنر جنرل اور صدورتبدیل ہوئے اور 8وزارتیں قائم ہوئیں۔ اگر ہم لیاقت علی خاں کے 3 سالہ دور وزارت کو طویل ترین

مان لیں تو ہر سال نئی حکومت بنی اور تبدیل ہوئی- یہی صورتحال صوبوں میں رہی- پنجاب اور سرحدمیں 1947ء تا 1955ء 6 گورنرز تبدیل کئے گئے، جبکہ اسی عرصہ میں سندھ میں 7 وزرائے اعلیٰ آئے اور گئے- دو آئین ساز اسمبلیاں ٹوٹی اور بحال ہوئیں- آئین ساز اسمبلی کی تحلیل اور سندھ ہائی کورٹ سے بحالی اورپھر فیڈرل کورٹ سے نظریہ ضرورت کی ایجاد کے اثرات آج تک چلے آرہے ہیں-

☆ اس عرصہ میں ایک دوسرا پہلو بھی غور طلب ہے کہ سیاسی جماعتوں کے مابین کشمکش اور سیاسی بحران سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ریاستی افسر شاہی نے سیاسی میدان میں اپنے قدم جما لئے

☆ 1954ء تا 1957ء کا عرصہ سول افسر شاہی جو ملک کے اقتدار اعلیٰ پر قبضہ جما چکی تھی اور پاکستان کی سیاسی قیادت کے مابین کشمکش کا زمانہ تھا- اس کشمکش کی بدولت چودھری محمد علی، حسین شہید سہروردی، آئی آئی چندریگر اور پھر فیروز خاں نون کی وزارتوں کا بننا اور ٹوٹنا نظر آتا ہے- یہ کشمکش فوجی مداخلت کا ذریعہ بنی اور آخرکار 1958ء میں ملک مارشل لاء کی گرفت میں آگیا- 1956ء کا آئین جو بڑے عرصہ کے بعد منظور ہوا تھامارشل لاء کی بدولت معطل کر دیا گیا-

☆ پاکستان کے پہلے 11 سالوں میں ملکی سطح کے انتخابات نہ

منعقد کرائے جا سکے، جبکہ صوبائی سطح پر تین صوبوں میں انتخابات ہوئے۔ دو کے بارے میں سرکاری مداخلت کے الزامات عائد کئے گئے، جبکہ تیسرے انتخابات 1954ء میں ہوئے، انہی کے نتیجے میں ہونے والے ہنگاموں اور محاذ آرائی کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں گورنر رول نافذ کر دیا گیا۔

☆ کسی بھی نو آزاد ملک کے لئے پہلی دہائی ایسا عرصہ ہوتا ہے جس میں حکومتی نظام وضع کیا جاتا ہے۔ عوامی یکجہتی کے فروغ کی بنیادیں مضبوط کی جاتی ہیں۔ آئینی قانونی فریم ورک تشکیل دیئے جاتے ہیں، ادارے بنتے ہیں، جمہوری ذہن کی نشوونما ہوتی ہے، ملک کی داخلی اور خارجہ پالیسیاں بنتی ہیں اور معاشی بنیادیں رکھی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ تبھی ہو سکتا ہے جب ملک میں سیاسی استحکام ہو، امن و امان کی صورتحال بہتر ہو، لگن اور ویژن کی حامل قیادت موجود ہو جو رہنمائی بھی کر سکے اور ضرورتوں کا خیال بھی کر سکے، مگر ہمارے ہاں سبھی کچھ مفقود تھا، بلکہ ہر وہ عفریت منہ کھولے موجود تھی جو ہمارے محفوظ ارتقاء کے لئے خطرہ پیدا کر سکے۔

☆ ہم نے ابتداء ہی میں اپنے لئے خطرات بڑھا لئے، قومی یکجہتی کی جگہ قوموں میں تصادم کھڑے کر دئیے، افسر شاہی اور فوج نے خود کو سیاست میں ملوث کر لیا، اقربا

پروری، لوٹ کھسوٹ، محلاتی سازشوں کو سیاست میں شامل کر لیا، اختیارات کی مرکزیت پر مبنی نظام حکمرانی اختیار کر لیا۔ طاقت کو مقصد کے حصول کا ذریعہ بنا لیا، عالمی سطح پر جانبدار پالیسی اختیار کر لی، حکمرانی نیچے سے اوپر لے کر جانے کی بجائے اوپر سے نیچے لانے کی طرح ڈالی۔ سیاسی مخالفت پر عدم برداشت کو مضبوط کیا، پریس پر پابندیوں کی ابتداء کی، سیاسی جماعت پر پابندی عائد کر دی، اسمبلیوں کو برخاست کیا، اسمبلی فلور پر لوٹا ازم کی سرپرستی کی، آئین اور قانون کی سخت بے حرمتی کی، سول سوسائٹی کی آزادانہ نشوونما پر قدغن لگا دی۔ یہ سلسلہ ایسا پروان چڑھا کہ 1971ء میں ملک کا اکثریتی آبادی والا حصہ الگ ہو گیا۔

☆ 1958ء سے لے کر 2008ء تک پچاس سالوں میں نصف سے زائد دورانیہ فوجی حکومتوں کا اقتدار رہا جس کے دوران بڑی بڑی سیاسی تحریکیں نظر آتی ہیں جن سے مزاحمت اور کشمکش کی عکاسی ہوتی ہے ۔باقی ماندہ عرصے میں انتخابات کے ذریعے جمہوری حکومتیں بنی تو ضرور مگر ان کے خلاف کسی نہ کسی شکل میں ریاستی اشرافیہ کی طرف سے عدم تعاون بلکہ کسی حد تک مزاحمت نظر آتی ہے جو ان جمہوری حکومتوں کی قبل از قت برطرفی کا ذریعہ بھی ثابت ہوتی رہی۔ سیاسی

قیادت آج ماضی کے مقابلے میں خاصی مضبوط اور تجربہ کار ہے، مگر طاقت کے مراکز ریاستی انتظامیہ کے کنٹرول میں ہی نظر آتے ہیں۔

☆ پہلی فوجی حکومت کے زمانے میں پاکستان کے ریاستی اداروں میں تیزی سے پھیلائو ہونا شروع ہوا۔ اس کی وجہ سے ملازمت پیشہ افراد کی تعداد بھی بڑھنا شروع ہو گئی، کیونکہ نت نئے سرکاری محکمے وجود میں آنا شروع ہوئے۔ خدمات کی فراہمی باقاعدہ سیکٹر کی حیثیت اختیار کر گئی۔ مواصلات اور تعمیرات میں تیزی آئی۔ زرعی اصلاحات کی بدولت نہ صرف روایتی جاگیرداری کمزور ہوئی، بلکہ سبز انقلاب کی حکمت عملی نے چھوٹے زمینداروں کو بھی پروان چڑھایا، تیز رفتار صنعتی ارتقاء نے بڑے بڑے صنعتی مراکز کا قیام ممکن بنایا اور صنعتی سرمایہ کاری کی نشوونما ہوئی۔

☆ پہلی فوجی حکمرانی کے دور میں فوجی اشرافیہ کی سیاسی اور اقتصادی شعبے میں مداخلت کاری زیادہ مضبوط ہو گئی ۔شخصی آمریت کی ابتدا بھی اسی دوران ہوئی جب ملک میں سیاسی جماعتوں پر پابندی اورسیاسی قیادت کی زبان بندی کے ساتھ ساتھ پریس اینڈ پبلیکیشنز پر پابندیوں نے جمہوری روایات کو بری طرح نقصان پہنچایا۔

☆ ملک میں موجود نیم خود مختار ریاستوں کو بالکل ختم کر دیا گیا، جس طرح کی اندرونی پالیسیاں اختیار کی گئیں ان

کے نتیجے میں مختلف خطوں، قومیتوں اور طبقوں کے مابین ناہمواری بڑھتی چلی گئی۔

☆ ایوب آمریت کے گیارہ سالہ دور حکومت میں عوامی سطح پر سیاسی، معاشی و قومیتی تحریکیں زیادہ شدت اور بہتر تنظیم کے ساتھ نمایاں ہوئیں۔ گیارہ سالوں میں تقریباً 4 دفعہ ملکی سطح کے اُبھار نمودار ہوئے جنھوں نے "سیاسی خاموشی" اور "ترقی" کا پردہ چاک کر دیا۔ ان ہی تحریکوں نے 1968ء میں انتہائی شدت اختیار کرلی جس کے نتیجے میں ایک نیا مارشل لاء نافذ ہو گیا۔

☆ دوسری فوجی حکومت کی آمد زبردست عوامی بیداری اور سیاسی مزاحمت کے پیش نظر دبائو میں رہی اور اسی دبائو کی بدولت توجہ نئی آئین ساز اسمبلی کے انتخابات پر مرکوز رہی، اسی دبائو اور عوامی بیداری کا اثر تھا کہ ملکی تاریخ کے پہلے آزادانہ انتخابات نسبتاً بہتر جمہوری اور شفاف انداز میں منعقد ہوئے اور حیران کن نتائج نے ایک نئی کشمکش کو جنم دیا جس کا حتمی نتیجہ ملک کے دولخت ہونے کی شکل میں نکلا۔

☆ دوسری فوجی حکمرانی کے دور میں سیاست کو نظریاتی، طبقاتی اور قومیتی بنیادوں پر ازسرنو استوار ہونے کا موقع ملا۔ 1970ء کے انتخابات نے ان بنیادوں کو تنظیمی

لحاظ سے مزید پختگی سے ہمکنار کر دیا۔ سیاسی میدان میں روایتی قیادت کو نوجوان اور نئی اُبھرتی قیادت نے شدید بحران سے دوچار کر دیا۔ ملکی حکمرانی میں روایتی قیادت کا مجموعی کردار کم ہو گیا۔

☆ نئے پاکستان کے لئے نہ صرف نیا سیاسی و معاشی ڈھانچہ وضع کیا گیا، بلکہ جدید دنیاسے ہم آہنگی کے مقاصد پر مبنی داخلی، خارجی پالیسیوں کی بدولت پاکستانیوں کی بہت بڑی تعداد نے ترقی یافتہ ممالک کا رُخ کرناشروع کیا۔ آبادی کی اس منتقلی نے پاکستانی معاشرے میں درمیان طبقے کی نشوونما کو تقویت دی۔ نئی جمہوری حکومت کی نیشنلائزیشن اور زرعی اصلاحات پر مبنیٰ پالیسیوں کی بدولت پاکستان میں مضبوط پبلک سیکٹر کو فروغ حاصل ہوا جس کی بدولت ملازمت پیشہ افراد میں نہ صرف عددی قوت کا اضافہ ہوا، بلکہ ان کا معاشرتی اور سیاسی اثرورسوخ بھی مضبوط ہوتا گیا۔ اس دور میں پاکستان جدید ترقی پذیر ممالک کی صف میں اہم حیثیت حاصل کر گیا۔

☆ یہ وہ دور تھا جب نہ صرف جمہوریت کے استحکام کے لئے گنجائش پیدا ہو گئی تھی، بلکہ گزشتہ 15 سالوں سے اقتدار پر قابض اہم ترین ریاستی ادارے کمزور ہو رہے تھے اور سول سوسائٹی اداروں میں مضبوطی آرہی تھی۔ پاکستانی تاریخ

میں پہلی بار پاپولر سیاست نے محدود اشرافیت پر مبنی
سیاست کو بالکل ختم تو نہیں، تاہم انتہائی کمزور کر دیا
تھا، مگر اس کیفیت کی بدولت نئی قیادت میں آمرانہ
رحجانات بھی فروغ پا گئے اور دوسری معاشرتی قباحتیں
جیسے رشوت، کرپشن، ملکی وسائل کی لوٹ کھسوٹ،
اقربا پروری میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ عوامی تحریک کا ”جِن“
جو 1970ء۔1969ء میں باہر نکل آیا تھا 1972ء کے بعد
اسے واپس بوتل میں بند کرنے کی ناکام کوششیں کی
گئیں۔ 1972ء میں کراچی کے صنعتی مزدوروں پر دو دفعہ
(جون اور اکتوبر) میں گولی چلائی گئی۔ 1973ء میں
چارسدہ، مردان میں کسانوں کے خلاف ایف ایس ایف کو
استعمال کیا گیا۔ 1973ء میں ہی دو صوبوں میں حکومتوں
کی برطرفی کے بعد بلوچستان میں عوام کی مسلح
مزاحمت کو کچلنے کے لئے فوج کشی کی
گئی۔برسراقتدار پارٹی کے اندر اختلاف رائے پیدا ہوا جسے
قوت سے خاموش کرانا پڑا۔لیاقت باغ میں اپوزیشن کے
جلسے پر فائرنگ سندھ میں لسانی مسئلہ پر فسادات اور
سیاسی قیادت کے خلاف ریاستی تشدد میں اضافے نے پاپولر
حمایت کو مخالفت میں بدل دیا۔ نیشنل عوامی پارٹی پر
پابندی عائد کر دی گئی جسے سپریم کورٹ نے ریفرنس

میں جائز قرار دے دیا۔ اس سارے عرصہ میں بیرون ملک پاکستانیوں نے بہت سرمایہ ملک میں بھیجا جس سے اندرون ملک طبقاتی سطح میں بہتری بھی آئی، مگر نیشنلائزیشن کی پالیسی ناکام ہو گئی۔ پیداواری عمل سست ہو گیا اور چھوٹا تاجر و صنعت کار اپوزیشن کی طرف متوجہ ہوتا چلا گیا۔ بالآخر 1977ء میں ویسا ہی عوامی اُبھار نظر آیا جیسا 1970ء میں تھا مگر اب کی بار اس اُبھار میں سول، جمہوری، پاپولر حکومت کی مخالفت اور نئی فوجی اشرافیہ کی حمایت کا پہلو نمایاں تھا۔ فوج نے ایک بار پھر مارشل لاء کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کرلیااور جولائی 1977ء میں ملک کا تیسرا مارشل لاء نافذ ہو گیا۔

☆ تیسرے مارشل لاء کو ایک بار پھرسیاسی قیادت کے ایک حصے نے خوش آمدید کہا اور حکومتی عہدے بھی حاصل کئے۔ پہلے اور تیسرے مارشل لاء کی سیاسی حمایت میں قدرے فرق تھا۔ پہلے فوجی حاکموں کو پرانی سیاسی قیادت کو یکسر نظر انداز کرکے نئی سیاسی قیادت کی دریافت مقصود تھی، جبکہ تیسرے مارشل لاء کو اس طرح کی قیادت پہلے سے ہی خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھی۔ پہلے مارشل لاء دور حکومت میں سوسائٹی میں طبقہ جاتی نشوونما اور تقسیم مکمل ہوئی تھی، جبکہ تیسرے

مارشل لاء کے دور میں معاشرے میں مختلف مفاداتی گروہوں کی نشوونما ہوئی۔ اسی طرح پہلی فوجی حکمرانی نے سیاسی میدان میں قدم رکھا تو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے وردی اُتار کر صدر کا عہدہ سنبھالا، جبکہ تیسرے مارشل لاء میں وردی اُتارنے کی رسمی کارروائی بھی غیر ضروری بن گئی۔ خارجہ میدان میں پہلی فوجی حکومت نے چین سے دوستی کی بنیاد رکھی اورسوشلسٹ بلاک سے مراسم کاآغاز کیا، جبکہ ضیاء الحق کے زمانے میں افغان مسئلے کی وجہ سے پاکستان سوشلسٹ روس کے خلاف فرنٹ لائن اسٹیٹ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس حکمرانی کے عرصہ میں ملکی سیاست پر فوجی حاکموں کی گرفت مضبوط ہوئی اور فوجی شرکت ملکی زندگی کے ہرشعبے میں نظر آنا شروع ہو گئی۔ معاشرتی زندگی میں اس فوجی بالادستی نے سیاسی حلقوں کو فاصلے پررکھناشروع کر دیا جو ان کے ہمراہی تھے۔ وہ مخالفت پر اُتر آئے اور ملکی تاریخ کی طویل ترین عوامی مزاحمت بھی اسی دور میں رقم ہوئی۔ اس دور کا خاتمہ ضیاء الحق کی حادثاتی موت کے سبب ہوا اور سویلین حکمرانی کا دروازہ ایک بار پھر کھل گیا جو تقریباً ایک دہائی تک برقرار رہا۔ گو کہ اس دوران 4 حکومتیں بنی اور ٹوٹیں، تاہم کسی نہ کسی شکل

میں جمہوری عمل جاری رہا۔

☆ پاکستانی سیاسی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی سول حکومتیں وجود میں آئی ہیں۔ ان کے خلاف تحریکیں بھی پیدا ہوئی ہیں اور پھر یہ انکشاف بھی سکتہ طاری کر دیتا ہے کہ ان مخالف تحریکوں کو منظم کرنے کے لئے ریاستی ایجنسیاں بھی متحرک رہی ہیں۔ ظاہر ہے جب ہم ریاستی ایجنسیوں کی بات کرتے ہیں تو جو سب سے زیادہ مضبوط ہو گی وہی زیادہ فعال نظر آئے گی۔ چنانچہ اکثر قیاس کیا جاتا ہے یہ مضبوط ایجنسیاں نہ صرف تحریکیں منظم کرتی ہیں، بلکہ سیاسی قیادت اور سیاسی تنظیم سازی میں بھی کردار ادا کرتی ہیں۔ 1980ء سے لے کر 2000ء تک یہ بات کئی مظاہر کی بنا پر ثابت کی جا سکتی ہے، تاہم ایک نتیجے پر سبھی متفق ہیں کہ گزشتہ صدی کی آخری دو دہائیاں پاکستان میں تشدد آمیز اور انتہا پسندی پر مبنی سیاست کے فروغ پر مشتمل ہیں۔ اس عرصہ کے دوران مذہبی فرقہ پرستی، نسل پسندی، برادری ازم، قبائلیت نے ایک بارپھر زور پکڑا اور روشن خیالی، جمہوری فکر، جدیدیت پرستی کو سخت دبائو میں ڈال دیا۔ افغان جہاد نے اسلحہ کا پھیلائو اور ملکی و غیر ملکی عسکریت پسندی کو بھی فروغ دیا۔ پاکستان ایسے لاتعداد غیر ملکی و عالمی

جہادی گروہوں اور ان سے وابستہ ہزاروں افراد کا مسکن بنتا چلا گیا۔ اس طرح کے ملکی حالات نے مقامی اور عالمی سطح پر کام کرنے والے ریاستی اور بین الریاستی اداروں اور ایجنسیوں کا کردار اور مقامی سطح پر فعالیت کی گنجائش بڑھا دی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ 1980ء سے 2000ء کے 20 سالوں میں پاکستان میں عالمی طاقتوں کے مفادات کی نوعیت میں وسعت آگئی اور گہرائی پیدا ہوئی۔ اس تبدیلی کا منطقی نتیجہ پاکستان کے ریاستی اداروں کی داخلی مضبوطی اور معاشرے میں ان کی بالادست قوت کی شکل میں برآمد ہوا۔اس کا اظہار دومنتخب حکومتوں کی برطرفی کے دوران بھی ہوا اور ”کارگل آپریشن“ کی ذمہ داری بھی اسی کا مظہر ہے۔

☆ جنرل پرویز مشرف کی آمد اور ان کے ابتدائی اقدامات سے بھی اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ پاکستان کے مستقل، مربوط، منظم اور طاقتور ترین ریاستی ادارے خود کو پاکستان کا حقیقی کسٹوڈین سمجھتے ہیں اور اپنے مقابل سول سوسائٹی اور دیگراداروں کو کم تر جانتے ہیں۔ ان کا یہ تصور ایک حد تک حقیقت کے قریب بھی ہے کہ وہ پاکستان کی 61 سالہ زندگی میں نصف کے لگ بھگ اقتدار پر براہ راست براجمان رہے ، جبکہ باقی نصف سالوں میں انہیں کنگ میکرز

کی حیثیت حاصل رہی ہے - بادشاہت کے خواہش مند ہمیشہ ان کی آشیرباد اور سرپرستی کی بدولت ہی تاج پہننے کی خواہش پوری کرتے چلے آئے ہیں-

☆ پاکستان میں جمہوریت کو انتہائی محدود معنوں میں لیا جاتا ہے- جمہوری حکومت سے مراد ”انتخابی عمل کے ذریعے سول حکمرانی“ سمجھی جاتی ہے- چنانچہ سارا زور زیادہ سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے پر ہوتا ہے- ووٹ کے حصول اور عوامی حمایت بڑھانے کے لئے کسی منشور یا پروگرام کا سہارا کم اور دیگر ذریعے اختیار کرنے پر زیادہ قوت لگائی جاتی ہے-اگر ہم 1970ء کے انتخابات کو بنیاد بنا کر موازنہ کریں تو ہر نیا انتخاب اپنے پیش رو کے مقابلے میں زیادہ غیر سیاسی پروگرام کی بنا پر منعقد ہوتا چلا آیاہے- جو سیاسی کلچر پروان چڑھا ہے اس نے اقتدار کو ہر جگہ پر کچھ خاندانوں تک ہی محدود کر دیا ہے- باقی عوام ان ہی خاندانوں کو منتخب کرنے پر مجبور چلے آرہے ہیں-

☆ گزشتہ 8 سال ہماری تاریخ میں ”ہر طرح کے بحرانوں سے بھرپور دور“ کی حیثیت میں ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے-ہر طرح کے اور ہر سطح کے پے درپے بحرانات اور عوام کی بے پناہ قوت برداشت کے مظاہرے ہمیں اس دہائی میں دیکھنے کو ملے ہیں- اس طرح کے حالات میں مثبت اور منفی دونوں

طرح کے رحجانات اور عناصر کو تقویت ملی ہے۔ اگر لاقانونیت بڑھی ہے تو قانون کے احترام اور نفاذ کی طاقت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ تشدد آمیزی بڑھی ہے تو تشدد کے خلاف مزاحمت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ آمرانہ فکر و عمل میں اضافہ ہوا ہے تو اس کے خلاف مزاحمت میں اس سے بھی بڑھ کر اضافہ دیکھنے میں آیا ہے ۔آئین و قانون کو نظر انداز کیا گیا ہے تو آئین اور قانون کے تحفظ کی تحریک کو بھی عروج حاصل ہوا ہے۔ غرضیکہ ایسے معاشرے میں ہم جس طرح چاہیں گے اس کے لئے معروضی حالات میں گنجائش اور سازگار فضا بھی میسر ہو گی، اسی حقیقت کے پیش نظر معاشرے کی مثبت قوتیں اپنا رول منوانے کی جستجو اور جدوجہد میں مصروف کار ہیں۔ تاریخ کا پہیہ ان کے حق میں گھوم رہا ہے، عوام کی اکثریت ان کی طرف ہے۔ کارل مارکس نے انیسویں صدی میں کہا تھا۔

”یہ بورژوازی کی عارضی کامیابیاں ہوتی ہیں جو جلد ہی عروج پاتی ہیں اور پھر زوال بھی، جبکہ عوامی انقلابات طویل اور دیرپا سماجی عمل ہوتا ہے، بالکل مکڑی کے جالے کی طرح جسے باریکی اور محنت سے بنا جاتا ہے۔ یہ عمل زیادہ دیرپا اور مستقل مزاجی کا مظہر ہوتا ہے“۔

تاریخ عوام ہی بناتے ہیں، لیکن ضروری نہیں ہوتا کہ عوام جو چاہتے ہیں ویسا ہی نتیجہ نکلے کیونکہ ماضی کی نسلوں کا کیا دھرا ہمیشہ سے ایک نظام کی حدودقیود بن جاتا ہے۔ یہی کچھ آج ہو رہا ہے پاکستانی عوام جدوجہد، جبر و استقلال، ہمت و جرأت کی نئی تاریخ رقم کر رہے ہیں، مگر مثبت نتائج کے لئے شاید مزید انتظار درکار ہو۔

3۔ برصغیر میں مقامی حکومتوں کا تصور

برصغیر میں مقامی حکومتوں کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنا انسانی تہذیب کی تاریخ ہے۔ موئنجودڑو اور ہڑپہ کی قدیم بستیوں میں اس طرح کی حکومتی شکل کی موجودگی کا امکان نظر آتا ہے۔ اسی طرح بلوچ، سندھی اور پختون قبائل میں جرگہ کا تصور بھی قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے اور اسے اب بھی تہذیبی روایت کے طور پر لیا جاتا ہے اور سب سے زیادہ مؤثر بھی سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح پنجاب میں پنچایت بھی بہت قدیم دور سے مقامی حکمرانی کی ایک شکل کے طور پر رہی ہے جو اب بھی کہیں کہیں مؤثر نظر آتی ہے۔ جرگہ اور پنچایت دونوں شکلوں میں اجتماعی فیصلہ سازی کو اپنایا جاتا ہے، تاہم فیصلہ سازی کے عمل میں عوام الناس کی شمولیت براہ راست نہیں ہوتی، بلکہ خاندانی، نسلی اور قبائلی یا پھر علاقائی طور پر ممتاز اور بااثر افراد ہی اس فیصلہ سازی میں بااختیار تصور ہوتے ہیں۔ فیصلہ سازی کے عمل میں دلائل، بحث مباحثہ اور صفائی دینے کا رواج بھی موجود رہا ہے، بلکہ شہادتوں اور دوسرے واقعاتی حقائق کی چھان بین کر کے فیصلے ہوتے چلے آئے ہیں اور پھر ان فیصلوں پر معاشرتی دباؤ کو بروئے کار لا کر عملدرآمد بھی بڑا مؤثر انداز میں ہوتا چلا آیا ہے۔ اس لحاظ سے انہیں ہم مقامی حکومتوں کی قدیم شکل سے مشابہہ قرار دے سکتے ہیں۔ بادشاہت اور بعدازاں جاگیردارانہ ریاستوں میں بھی اسی طرح کی مقامی

حکمرانی چلتی آئی ہے گو کہ ان کے متوازی سرکاری مشینری بھی قائم ہوتی گئی ۔ جدید ریاستی اداروں کی تشکیل انگریزی راج کے بعد ہی مکمل ہوئی ہے اس لئے مقامی حکومتوں کا جدید تصور بھی ہم انگریزی دور کے بعد ہی زیادہ واضح طور پر دیکھتے ہیں۔

1870ء میں وائسرائے ہند کی کونسل میں لارڈ میو کی قرارداد کو اہم سنگ میل کی حیثیت دی جاسکتی ہے جس میں مقامی سطح کی حکومت کے ادارے قائم کرنے اور ان میں مقامی آبادی کو نمائندگی دینے کی وکالت کی گئی۔ اس قرارداد کی عملی توثیق کرتے ہوئے 1883ء میں برطانوی ہند کے بعض اضلاع میں لوکل ڈسٹرکٹ بورڈ تشکیل دیئے گئے جن میں سرکاری افسران کے علاوہ علاقے کے چیدہ چیدہ بااثر شخصیات کو بھی ممبر نامزد کیا گیا۔ یہ بورڈ 1900ء تک کام کرتے رہے بلکہ تقسیم ہندوستان کے بعد بھی کئی جگہوں پر ترامیم اور اضافوں کے ساتھ مؤثر طور پر برقراررہے ۔ اس طرح ہم بخوبی کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں مقامی حکومتوں کا ارتقاء بتدریج ہوا ہے۔

بہرحال لارڈ رپن کو ہندوستان میں لوکل سیلف گورنمنٹ کا بانی قرار دیا جاتا ہے، کیونکہ لارڈ رپن نے مقامی حکومتی اداروں کا نیٹ ورک قائم کرنے، سرکاری افسروں کا کنٹرول کم کرنے، انتخابات کے ذریعے نمائندگی اور مالیاتی عدم مرکزیت قائم کرنے کی تجاویز دی تھیں جن کی بدولت اس وقت کی مقامی حکومتیں جدید لوکل

گورنمنٹ کے تصور سے ہم آہنگ ہو گئیں۔ یہ وہ دور تھا جب 1870ء کے بعد قائم ہونے والے لوکل بورڈوں میں کئی طرح کے مسائل پیدا ہو رہے تھے۔ 1907ء میں "رائل کمیشن آف ڈی سنٹرلائزیشن" قائم کیا گیاجس نے ان اداروں کی ناکامی کے اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے سرکاری مداخلت اور کنٹرول کو ضرورت سے زائد قرار دیا اور رائے دہندگان کو اختیارات کی محدودیت اور مالی ذرائع کی کمیابی کو بنیادی خرابی گردانا۔ اس کمیشن کی سفارشات کو بتدریج تسلیم کیا گیا۔ حتیٰ کہ 1909ء میں "لوکل گورنمنٹ" کو ایک تفویض کردہ موضوع کا درجہ دے دیا گیا جس کے لئے ہندوستان میں ایک مکمل وزارت قائم کر دی گئی۔ مقامی حکومتوں کے ٹیکس لگانے کے اختیارات بڑھا دیئے گئے۔ نمائندگی میں وسعت کے ساتھ ساتھ حلقہ نیابت کو بھی وسیع کیا گیا۔ سرکاری نمائندگی کم کرکے مقامی نمائندگی بڑھائی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان اداروں کی سربراہی ڈسٹرکٹ آفیسران کی بجائے منتخب چیئرمینوں کو سونپ دی گئی۔ یہ سسٹم بعض خامیوں اور خوبیوں کے ساتھ 1937ء تک چلتا رہا۔ اس دوران بڑے شہروں میں میونسپل اداروں کی تشکیل ہوتی چلی گئی۔ 1919ء میں سائمن مشن ہندوستان آیا تو اس نے مقامی حکومتوں کی کارکردگی کو جزوی کامیاب تجربہ قرار دیا۔

☆ ہندوستان کے قدیم میونسپل اداروں میں مدراس (چنائی) کی میونسپلٹی 1688ء میں بمبئی (ممبئی) 1772ء میں تشکیل دی گئی۔ اسی طرح موجودہ پاکستان کے شہروں میں بھی میونسپل کمیٹیاں بہت عرصہ قبل تشکیل پا گئی تھیں۔ پنجاب میں لوکل گورنمنٹ کے بارے پہلا قانون 1867ء میں جاری ہوا۔ 1884ء میں پنجاب میونسپل ایکٹ جاری ہوا۔ کراچی میونسپل کمیٹی 1853ء میں قائم ہوئی۔ 1933ء میں اسے میونسپل کارپوریشن کا درجہ دے دیا گیا۔ پنجاب میں پنچایت ایکٹ 1912ء میں لاگو ہوا جس کے تحت دیہی علاقوں میں پنچایتیں قائم کی گئیں۔ قیام پاکستان کے وقت پنجاب کے 40 ہزار گائوں میں 4 ہزار پنچایتیں کام کر رہی تھیں۔ اسی عرصہ میں ایف ایل برائم نے دیہی ترقیاتی منصوبہ پر کام شروع کیا جسے بعدازاں سرمانکم ڈارلنگ نے امداد باہمی کی انجمنوں کی تشکیل کے ذریعے آگے بڑھایا۔ برطانیہ کے زیر کنٹرول بلوچستان میں چیف کمشنر بااختیار ہوتا تھا۔ 1910ء سے مقامی حکومتی اداروں کی ابتدائی شکل ''بازار ایڈمنسٹریشن'' تھی۔ چیف کمشنر کو اختیار حاصل تھا کہ وہ کسی شہر، قصبے یا ٹائون کو ''بازار ایریا'' قرار دے کر وہاں ٹیکس لاگو کرنے، جمع کرنے اور خرچ کرنے کے

لئے مقامی ایڈمنسٹریشن کے سپرد کر دے۔ اس طرح کی مقامی حکومت نہ تو مکمل طور پر نمائندہ تھی اور نہ ہی مکمل طور پر خود مختار تھی۔ بہرحال ایڈمنسٹریشن کی واحد شکل تھی جس میں مقامی سطح کی معاشرت کو ریگولر بنانے کی ایک کوشش قرار دیا جا سکتا ہے۔ جدید لوکل گورنمنٹ کی ابتداء کوئٹہ میونسپلٹی کے قیام سے ہوئی جب 1946ء میں اسے باقاعدہ قائم کیا گیا۔

مانٹیگو چیمپس فورڈ اصلاحات کے بعد 1935ء کے بعد ہی ''دیہات سدھار پروگرام'' شروع کیا گیا۔ 1935ء کا دستور نافذ ہوا تو مقامی حکومتوں کی قانون سازی میں بہتری آ گئی۔ 1937ء میں جب باقاعدہ وزارتیں ہندوستانیوں پر مشتمل قائم ہوئیں تو لوکل گورنمنٹ اداروں کو بہت بڑھاوا ملا۔ مگر 1937ء میں یہ وزارتیں بطور احتجاج مستعفی ہو گئیں کیونکہ حکومت برطانیہ نے ہندوستانیوں کی مرضی کے خلاف ازخود ہی ہندوستان کو دوسری جنگ عظیم میں ملوث کر دیا تھا۔ اس استعفیٰ کی بدولت مقامی حکومتیں ایک بار پھر سست روی کا شکار ہو گئیں۔ ازسرنو تقویت 1946ء کے صوبائی انتخابات کے بعد ملی جب مزید شہروں میں میونسپل ادارے اور دیہی علاقوں کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈ تشکیل دیئے گئے۔ پنجاب میں 1939ء کے پنچایتی راج ایکٹ کے تحت پنچایتیں کام کر رہی تھیں۔

برصغیر میں چونکہ انگریزی راج کا عرصہ خاصا طویل رہا ہے۔ لہٰذا جدید ریاستی اداروں کی نشوونما پر انگریزوں کا اثرورسوخ بہت نمایاں ہے۔ لوکل گورنمنٹ کا تصور جمہوریت کے استحکام سے مشروط ہے۔ برصغیر میں جوں جوں دستوری اور قانونی ارتقاء ہوتا گیا لوکل گورنمنٹ کی نشوونما اور ترقی بھی اسی رفتار سے ہوتی گئی ۔ لوکل گورنمنٹ کی ترقی میں نمایاں پہلو مرکزی حکومت کی بالادستی ہے۔ برصغیر میں لوکل گورنمنٹ ادارے بالائی سطح کی حکومتیں ہی تشکیل کرتی چلی آئی ہیں اور ہر سطح کی مقامی حکومت مرکزی اوربالائی حکومتوں کی صوابدیدی رویوں کا شکار ہوتی آئی ہے۔

☆ برصغیر کے سبھی ممالک مثلاً انڈیا، پاکستان اور بنگلہ دیش مقامی حکومتوں کے حوالے سے ایک جیسا ماضی رکھتے ہیں۔ ماسوائے پاکستان کے شمال مغربی حصوں کے جہاں معاشرتی سطح پر قدیم تہذیبی روایات ابھی بھی بااثر ہیں، باقی پاکستان میں مقامی حکومتیں خاص طویل تاریخ کی حامل ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ پاکستان میں مقامی حکومتوں کا تجربہ نسبتاً نیا ہے سراسر غلط ہے۔

☆ پاکستان اور بنگلہ دیش میں تو سیاسی تاریخ بھی دو دہائیوں تک سانجھی رہی ہے۔ اس دوران دونوں ممالک نے ایک ہی طرح کا تجربہ کیا ہے۔ بنیادی جمہوریتوں کا ماڈل

دونوں ممالک میں اپنایا گیا۔ فوج اور افسر شاہی کی سیاسی بالادستی دونوں ممالک میں موجود رہی ہے۔ دونوں ممالک تقریباً ایک جیسا عرصہ مارشل لاء اور فوجی حکمرانی سے دوچار رہے۔ جمہوری اداروں کی آزادانہ نشوونما دونوں جگہ مسئلہ رہی ہے۔ البتہ سیاسی اور سماجی معاشی ارتقاء میں دونوں جانب عدم یکسانیت رہی ہے جس کی بدولت مقامی حکومتوں پر بھی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

4 - مقامی حکومتوں کے چند عالمی ماڈل

بھوٹان

ہمالیہ کے دامن میں واقع ایک چھوٹا سے ملک ہے جہاں تبت کے لاما عرصہ دراز سے بااثر چلے آرہے ہیں۔ آبادی کی اکثریت بدھ مت لوگوں کی ہے۔ بدھ مونک کو ابھی تک قیادتی حیثیت حاصل ہے۔ گو کہ ملک میں بادشاہت موجود ہے، مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ملک میں نیپال کی طرح جمہوری ادارے بھی نشوونما پا رہے ہیں۔ یہ ملک براہ راست انگریزی نو آبادی نہیں رہا۔ تاہم بعض انتظامی معاملات پر نو آبادیاتی نظام کا رنگ نمایاں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ موجود تو ہے مگر اس میں روایتی اور جدیدیت کا امتزاج نظر آتا ہے۔

بادشاہ کے علاوہ درج ذیل حکومتی ادارے موجود ہیں-قومی اسمبلی، رائل ایڈوائزری کونسل، کابینہ، ہائی کورٹ، بدھ مونک انتظامیہ:

-1 **قومی اسمبلی**، اسے بادشاہ نے 1953ء میں قائم کیا تھا۔ اس کے کل 100 ممبران ہیں جو عرصہ تین سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں اور ایک گھرانہ ایک ووٹ کے اصول پر ووٹ ڈالے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ بدھ مونک انتظامیہ علاقائی بنیادوں پر 10 نمائندے منتخب کرتی ہے اور 40 نشستیں سرکاری افسران کے لئے مخصوص ہیں جو بہ لحاظ عہدہ اپنے محکمہ کے نمائندہ ہوتے

ہیں۔ اسمبلی سال میں دو دفعہ اجلاس کرتی ہے۔ بادشاہ اسمبلی کو خطاب کرتا ہے اور اسے کسی فیصلے کو تبدیل کرنے کے بارے کہہ سکتا ہے۔ اسمبلی کا بنیادی اختیار ترقیاتی منصوبہ بندی تک محدود ہے۔

2- **رائل ایڈوائزری کونسل** 1965ء میں قائم کی گئی یہ ہمیشہ سیشن میں رہتی ہے اور بادشاہ کے لئے مشاورتی فریضے انجام دیتی ہے۔ اس کے 9 ممبران ہوتے ہیں جن کی منظوری اسمبلی سے ہوتی ہے۔ ان 9 ممبران میں 2 کو بادشاہ نامزد کرتا ہے۔ دو کی نامزدگی بدھ انتظامیہ کرتی ہے اور دیگر 5 کو علاقائی بنیادوں پر نامزد کیا جاتا ہے۔

3- **مونک انتظامیہ :** بھوٹان میں تقریباً 5000 مونک موجود ہیں۔ ان کی سپریم کونسل میں 5 لاما موجود ہیں۔ ریجنل مونک باڈیاں بھی باقاعدہ فنکشن کرتی ہیں۔

4- **سرکاری انتظامیہ :** بھوٹان میں 3 صوبے ہیں۔ مگر ساراانتظامی کنٹرول ضلع کی سطح پر ڈپٹی کمشنروں کے ہاتھ میں موجود ہے۔ بعض بڑے شہروں میں سب ڈویژنل کمشنر بھی موجود ہیں، ملک کا انتظامی نظم و نسق رائل ڈائریکٹوریٹ کے توسط سے ڈپٹی کمشنر چلاتے ہیں، مرکزی سطح پر پلاننگ کمشن بھی موجود ہے۔

لوکل گورنمنٹ ادارے : لوکل گورنمنٹ اداروں میں سب سے نیچے دیہات موجود ہے ہر گائوں میں ہیڈ مین موجود ہوتا ہے۔ یہ خطاب موروثی ہوتا ہے، مگر

اب ہیڈ مین کو بھی منتخب کیا جاتا ہے۔ ہیڈ مین نہ صرف انتظامی معاملات سرانجام دیتا ہے، بلکہ اسے کسی قدر عدالتی اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں۔کئی گائوں ملا کر بلاک بنایا جاتا ہے اور 3 بلاک مل کر ایک نیشنل اسمبلی ممبر کو منتخب کرتے ہیں۔تین تا پانچ بلاکوں کو یکجا کرکے ضلع بنایا جاتا ہے جسے ڈپٹی کمشنر جو کہ سول سروس کا بندہ ہوتا ہے کنٹرول کرتا ہے اور وہ براہ راست بادشاہ کو جوابدہ ہوتاہے۔ ضلع کی سطح پر حکومتی انتظامی اور ترقیاتی منصوبہ سازی کے لئے ضلعی ترقیاتی کونسل ہوتی ہے جس کا چیئرمین ڈپٹی کمشنر اور ممبران میں قومی اسمبلی ممبران ہوتے ہیں اس کا سیکرٹری سب ڈویژنل افسر ہوتا ہے۔ساری سرکاری انتظامیہ ہوم منسٹری کو جوابدہ ہوتی ہے جو براہ راست رائل ڈائریکٹوریٹ کی نگرانی میں کام کرتی ہے۔

بنگلہ دیش

اگرچہ بنگلہ دیش ایک الگ ملک ہے مگر تاریخی طور پر حکومتی حوالوں سے بھارت اور پاکستان میں ہونے والی سیاسی تبدیلیوں کے زیر اثر ہے۔بنگلہ دیش میں1971ء تک پاکستان کا حصہ ہونے کی وجہ سے مقامی حکومتوں کے حوالہ سے ایک جیسے تاریخی پس منظر کا حامل ہے۔ایوب خان کا بنیادی جمہوریتوں کا نظام یہاں بھی رائج رہا ,بلکہ یہاں اس نظام کے تحت کئی ماڈل منصوبے مکمل ہوئے چونکہ بنگلہ دیش آزادی ہند سے قبل انگریزی راج کے زیر تسلط رہا اس لئے یہاں انتظامی اور سیاسی حوالوں سے کئی پہلو انگریزی حکمت عملی کے مظاہر ہیں۔ایک اور بھی حقیقت رہی

ہے کہ بنگلہ دیش ماضی کا مشرقی بنگال انگریزی راج میں زیادہ مشق ستم بنا یہی وجہ ہے کہ ریاستی طاقت یہاں برصغیر کے دیگر حصوں کی بہ نسبت زیادہ مضبوط چلی آرہی ہے- یہاں بھی فوجی حکومتوں کا ایک طویل دورانیہ موجودرہا ہے اور فوجی حکومتوں نے ہی لوکل گورنمنٹ کی تشکیل اور ترقی پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں- 1971ء کی آزادی کے بعد لوکل گورنمنٹ کے حوالہ سے چند بنیادی تبدیلیاں کی گئیں,یونین کونسلوں کا نام بدل کر یونین پنچایت کر دیا گیا,تھانہ کونسل کو بدل کر تھانہ ڈویلپمنٹ بورڈ اور ضلع کونسل کو ضلع ڈویلپمنٹ بورڈ کہا جانے لگا -ضلع اور تھانہ کی سطح کی کونسلیں ڈپٹی کمشنر کے زیرِ کنٹرول رہیں یہ سلسلہ 1973ء تک جاری رہاجب یونین پنچائت کو یونین پرشاد اور ضلع بورڈ کو ضلع پرشاد میں تبدیل کر دیا گیا,مگر ان کے فریضے ماضی کے بنیادی جمہوریتوں کے آرڈر 1959ء کے تحت ہی رہے - 1976ء میں ضلع پرشاد کے فرائض تبدیل کئے گئے,اور 97قسموں کی ذمہ داریاں ضلع پرشاد کو تفویض کی گئیں جس کی 2 کیٹگریاں بنائی گئیں, لازمی اور اختیاری-

جدید لوکل گورنمنٹ سسٹم کے مطابق بنگلہ دیش میں تین قسم کی مقامی حکومتوں کے ماڈل موجود ہیں:

-1 **دیہی سسٹم:** اس کے تحت سب سے نیچے یونین پرشاد موجود ہیں جس کے 9ممبران اور ایک چئیرمین ہوتا ہے جو یونین کے علاقہ میں موجود وارڈوں سے براہ راست بالغ رائے دہی کی بنیاد پر منتحب کئے جاتے ہیں -یونین پرشاد کا

عرصہ تین سال ہوتا ہے۔ہر یونین پرشاد میں 3 خواتین کونسلرز کو حکومت مقامی رہائشی آبادی سے نامزد کرتی ہے۔دوسرے نمبر پر اپ ضلع پرشاد آتی ہے یہ دراصل ماضی کے تھانہ کونسلیں ہیں جنہیں ختم کر کے اپ ضلع (سب ڈویژن)بنا دیا گیا ہے۔ہر اپ ضلع پرشاد کے چیئرمین کو اس سب ڈویژن کے تحت آنے والے تمام ووٹرز براہ راست منتخب کرتے ہیں۔جبکہ دیگر ممبران میں اپ ضلع کی حدودمیں واقع یونین پرشاد کے تمام چیئرمین ہوتے ہیں تین خواتین ممبران کو حکومت نامزد کرتی ہے,اس اپ ضلع کی سنٹرل کوآپریٹو بورڈ کا چیئرمین بھی بہ لحاظ عہدہ ممبر ہوتا ہے ان کے علاوہ اپ ضلع میں سرکاری افسران بھی بہ حیثیت عہدہ اسکے ممبران ہوتے ہیں۔چیئرمین کا انتخاب براہ راست ہوتا ہے مگر چیئرمین کے عہدے کے امیدوار کو حکومت خود نامزد کرتی ہے۔اپ ضلع پرشاد کے بنیادی فریضے اپنے علاقے میں ترقیاتی منصوبہ سازی ان پر عمل درآمد اور ان کی تکمیل ہوتا ہے۔ ضلع پرشاد میں پارلیمنٹ ممبر،اپ ضلع پرشاد چیئرمین،اس ضلع میں آنے والے شہروں کی کونسلوں کے سربراہ، خواتین نمائندے اورسرکاری محکموں سے نامزد افسران شامل ہوتے ہیں۔ضلع پرشاد کا چیئرمین حکومت نامزد کرتی ہے۔ضلع

پرشاد کے پاس 12لازمی فرائض اور 69اختیاری فرائض ہوتے ہیں۔لازمی فرائض میں ترقیاتی پروگراموں کی منصوبہ سازی اور ان پر عمل درآمد کی ذمہ داری ہوتی ہے جن میں سڑکوں ,پلوں اور آبی گزر گاہوں کی دیکھ بھال اور تعمیر و ترقی بھی شامل ہے ۔پبلک لائبریریوں کی نگرانی بھی ضلع پرشاد کے کاموں میں شامل ہے۔

-2 دوسری قسم کے لوکل گورنمنٹ اداروں میں پہاڑی اضلاع آتے ہیں ان کے لئے سپیشل قسم کی لوکل کونسلیں موجود ہیں اس طرح کی کونسلوں کو **ہلزٹریک ضلع پرشاد** کہا جاتاہے اور اس کا چیئرمین براہ راست ووٹوں سے منتخب ہوتا ہے ,جبکہ ممبران میں 20ممبران قبائلی آبادی سے آتے ہیں اور 10ممبران غیر قبائلی آبادی بھیجتی ہے۔

-3 تیسری قسم کی مقامی حکومتوں میں **شہری کونسلیں** شامل ہیں ۔اس میں 2بڑے گروپ ہیں۔گروپ اول میں میونسپل ادارے شامل ہیں جنہیں پورشاد کہاجاتا ہے ۔ان میونسپلٹیوں میں تین درجے ہوتے ہیں جو آبادی کے لحاظ سے تین درجہ بندی پر مشتمل ہوتے ہیں ہر درجہ کی میونسپلٹی کے ممبران الگ الگ ہوتے ہیں درجہ اول کے لئے 12ممبران۔دوم کے لئے 30ممبران اور سوم کے لئے 42ممبران ہوتے ہیں چیئرمین براہ راست منتخب ہوتا ہے جبکہ دیگر کو

حکومت نامزد کرتی ہے۔ان کا عرصہ تین سال ہوتا ہے گروپ دوم میں بڑے شہروں کی میونسپل کارپوریشنیں آتی ہیں جیسے ڈھاکہ سٹی کارپوریشن، چٹاگانگ ، کھلنااور راجشاہی کی سٹی کارپوریشنیں ہیں۔یہ سٹی کارپوریشنیں الگ قانونی تشخص کی حامل ہیں۔تمام سٹی کارپوریشنوں میں میئر اور ڈپٹی میئر کے علاوہ دو تہائی ممبران جنہیں کمشنر کہا جاتا ,براہِ او راست ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں جبکہ خواتین کمشنرز کو نامزد کیا جاتا ہے اور 5سرکاری افسران بہ لحاظ عہدہ بھی نامزد کئے جاتے ہیں۔میئر اور ڈپٹی میئر کو کمشنرز منتخب کرتے ہیں۔

بھارت

بھارت ایک وسیع و عریض اور بڑی آبادی والا ملک ہے جس کی زیادہ تر معیشت کا انحصار زراعت پر ہے جو اب بتدریج صنعتی ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے۔قدیم ہندوستان میں مرکزی حکومت بادشاہ کی ہوتی تھی۔ ہندوستان کے وسیع علاقے میں گائوں پھیلے ہوئے تھے جو زیادہ تر زرعی اقتصادیات کے ماتحت چلتے تھے۔رفاہی کاموں کے لئے بادشاہ وظائف اور ززمینیں وقف کر دیتے تھے۔ گائوں کا نظام، جھگڑے اور دیگر معاملات پنچایت کے ذریعے طے پاتے تھے۔ نیچی ذات کی پنچایت الگ اور اونچی ذات کی پنچایت الگ ہوتی تھی۔ازمنہ وسطیٰ میں مغلوں نے اس نظام کو تبدیل کیا۔ مقامی

حکومت کے سلسلے میں پورے ملک کو صوبوں میں تقسیم کیا، جن کو مزید ضلعوں (سرکار) تحصیلوں (پرگنا) اور دیہاتوں میں تقسیم کیا جن کے سربراہ صوبیدار، ذیلدار (شک دار)، تحصیل دار اورنمبر دار تھے۔ شہروں کی مقامی حکومت کے لئے مغلیہ دور میں شہر محلوں میں تقسیم کئے جاتے تھے۔ محلے کا سربراہ میر محلہ کہلاتا تھا، شہر کا انتظام، بندوبست اور قانون پر عملداری کوتوال کے ہاتھ میں ہوتی تھی جس کی مدد کے لئے قاضی، سپاہی اور محتسب موجود ہوتے تھے۔

برطانوی راج

برطانوی راج کے دوران انگریزوں کی حکومت نے مختلف مدارج پر مغلوں کے بنائے ہوئے نظام میں اپنے مفاد کے مطابق تبدیلیاں کیں۔ ان کا مفاد زیادہ ٹیکس اکٹھا کرنا اور ملک میں قانون کی عملداری پیدا کرنا تھا۔ پہلے انہوں نے زمینداری، جاگیرداری اور موروثیت کو مستقل کیا اور حقوق ملکیت دیئے۔ ٹیکس کی مستقل شرح طے کی اوربعد میں آہستہ آہستہ مقامی حکومتوں میں اصلاحات کیں۔ انہوں نے زیادہ زورشہری مقامی حکومتوں پر دیاتاکہ قانون کی پاسداری ہو بعد میں دیہی مقامی حکومتوں میں بھی تبدیلیاں کیں۔ شہروں میں میونسپل کمیٹیاں اور کونسلز بنائیں جن کو شہروں کے رفاہی کام سپرد کئے۔ اسی طرح دیہاتوں میں پنچایتی نظام میں کئی تبدیلیاں کیں۔ ان مقامی

حکومتوں کو محدودخود مختاری اور محدود ذرائع آمدنی بھی دیئے۔ آگے چل کر 1935ء کے ایکٹ کے مطابق صوبوں کو کافی حد تک خود مختاری دی گئی جن کے ماتحت ضلع، تحصیلیں اور دیہاتوں کو بھی اختیارات ملے۔ اس طرح تین سطحوں پر **(i)** حکومت، **(ii)** انتظامیہ، **(iii)** عدلیہ کے ادارے وجود میں آئے۔

1947ء میں انگریزوں سے آزادی کے بعد کانگریس پارٹی نے ہندوستان کا آئین نافذ کیا جس کے تحت مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے منتخب نمائندے قانون سازی اور انتظام و انصرام کی ذمہ داری ادا کرنے لگے۔ پہلے بادشاہ یا وائسرائے کا لفظ قانون سمجھا جاتا تھا۔ اب قانون سازی لوگوں کے منتخب نمائندوں کے پاس آگئی ۔اسمبلیوں میں آئین کے تحت لوگوں کے حقوق، حکومت کے اداروں، انتظامیہ، عدلیہ اور دیگر مختلف اداروں کے حقوق و فرائض کی ذمہ داری طے کی گئی۔

1948ء میں پنچائیت راج پر بحث کی گئی۔ 1950ء میں دستور نافذ ہوا جس میں ریاستی اصولوں کو بیان کرتے ہوئے دیہی پنچائیت کا ذکر کیا گیا۔1958-1960ء کے دوران کئی صوبوں نے پنچائتی راج کو قانونی تحفظ دے دیا جس کی رو سے مرکزی اختیارات کم کر کے ذمہ داری اور کچھ اختیارات نچلی سطحوں پر منتقل کئے گئے۔ جسے پنچایتی راج کہا گیاجو اس طرح تھا:

1- ایک گائوں کی پنچایت **2-** دیہاتوں پر مشتمل بلاک کی پنچایت
3- پورے ضلع کی پنچایت

1992ء میں آئین میں 72ویں ترمیم اور 1993ء میں 74 ویں ترمیم کی منظوری کے بعد شہری میونسپل ادارے بھی تشکیل نو کے عمل سے گزرے۔

شہری مقامی حکومتیں

شہری نظام پانچ درجوں میں تقسیم ہے:

1- میونسپل کارپوریشن، بڑے شہروں کے لئے بذریعہ انتخاب چنی ہوئی کمیٹی۔

2- میونسپل کونسل : درمیانے شہروں کے لئے بذریعہ انتخاب چنی ہوئی کمیٹی۔

3- فوجی چھائونی کا علاقہ علیحدہ نظام کے ماتحت ہوتا تھااور یہی اب تک چلا آرہا ہے۔

4- نئی زیرِتعمیر آبادیوں کے لئے گورنمنٹ کی نامزد کمیٹی

5- چھوٹے قصبوں کے لئے کمیٹی جس میں کچھ منتخب کردہ اور کچھ نامزد افراد ہوتے ہیں۔

مالیاتی امور کے لئے ہر اسٹیٹ میں ایک فنانس کمشن قائم کیا گیا جو صوبوں کے ریونیو سے پنچایتوں کے لئے اور میونسپل اداروں کے لئے گرانٹ بارے ایوارڈ جاری کرتا ہے۔ پاکستانی سسٹم میں بھی ایسا ہی کمشن کام کر رہا ہے-انڈیا کے موجودہ سسٹم میں ہر ضلع

میں ایک ڈسٹرکٹ کمیٹی برائے ضلعی پلاننگ موجود ہوتی ہے جو اس ضلع میں پنچایتوں اور میونسپل اداروں کے بنائے تمام ترقیاتی منصوبوں کو نہ صرف یکجا کرتی ہے بلکہ انہیں اپ گریڈ بھی کر سکتی ہے، تاہم یہ کمیٹی اپنے منصوبے حکومت کومنظوری کے لئے بھجواتی ہے۔ گورنر کو اختیار ہے کہ وہ دس لاکھ سے زائد آبادی والے شہروں کو میٹروپولٹین ایریا قرار دے کر ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دے، تاکہ وہ اپنے علاقہ کے ترقیاتی منصوبوں کو یکجا کر کے گورنر کو ارسال کر سکے۔انڈیا میں ووٹر کی کم از کم عمر 21 سال ہے اور ہر سطح کے لوکل گورنمنٹ ادارے کے لئے براہ راست انتخابات منعقد ہوتے ہیں، تاہم ہر سطح پر نہ صرف کونسلرز میں ایک تہائی خواتین لازمی ہیں بلکہ سربراہوں میں بھی ایک تہائی کوٹہ خواتین کے لئے مخصوص ہے۔

چندمنتخب صوبوں میں پنچایتی راج (یکم اپریل 2004ء)

ریاستیں	کل پنچایتیں	مرد ارکان	خواتین ارکان
آندھر پردیش	23030	224,007	149,988
کرناٹک	5861	56174	18538
مہاراشٹرا	28935	181,946	102,333
پنجاب	12602	50717	22707
مغربی بنگال	3711	46926	33350
اترپردیش	52912	412,146	161913

راجستھان	9458	120547	78825

نیپال

نیپال کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع چھوٹا سا ملک ہے جو بھارت اور چین کے مابین واقع ہے اور دونوں ممالک کے سماجی و سیاسی اثرات کی زد میں ہے۔ چینی رہنما مائوزے تنگ کے سوشلسٹ حامیوں نے ایک لمبے عرصہ تک گوریلا جنگ کے بعد اب ملک کی سیاست میں نمایاں مقام حاصل کرلیا ہے۔ بدھ مت اور ہندودھرم کے حامیوں کی تعداد برابر ہے۔ باقاعدہ دستور موجود ہے۔ پارلیمنٹ بھی موجود ہے جس کے براہ راست انتخابات بھی ہوتے ہیں۔

1928ء سے نیپال میں لوکل گورنمنٹ اداروں کی تشکیل باضابطہ طور پر ہوتی چلی آرہی ہے۔ آغاز میں ولیج پنچایتیں تشکیل دی گئی تھیں۔ 1949ء میں ان پنچایتوں سے منسلک ولیج اسمبلیاں تشکیل دی گئیں جن میں اس علاقے کے تمام بالغ افراد جن کی عمریں 21 سال سے زائد ہوں اور عرصہ ایک سال سے اس علاقے میں رہائش پذیر ہوں ان اسمبلیوں کے ممبران قرار پائے۔ ایک دوسرے قانون کی رو سے ان پنچایتوں کو عدالتی اختیارات بھی تفویض کئے گئے۔ 1959ء کے بعد پہلی بار سیاسی جماعتیں حکومتی امور میں داخل ہوئیں اور ان کی بدولت میونسپل ادارے تشکیل پائے اور ایک پنچای ت محکمہ قائم کیا گیا، شہروں کے لئے گرام پنچایتیں قائم کی

گئیں اور پنچایتوں میں باقاعدہ سرکاری افسران کی تعیناتی کی گئی۔ 1962ء کے بعد اس سسٹم کو جدید تقاضوں سے ہمکنار کرنے کے لئے اصلاحات کی گئیں، جس کی رو سے گائوں کے لئے ویلج پنچایتیں 10 ہزار سے زائد آبادی والے قصبوں کے لئے ٹائون پنچایتیں اور شہروں کے لئے ڈسٹرکٹ پنچایتیں قائم کی گئیں۔ اس وقت 75 ڈسٹرکٹ پنچایتیں کام کر رہی ہیں۔ 4015 ولیج پنچایتیں موجود ہیں اور 33 ٹائون کے نیچے 36000 وارڈ کمیٹیاں موجود ہیں۔ ولیج پنچایت تقریباً 2000 آبادی پر محیط ہوتی ہے، ہر پنچایت موجود وارڈوں سے منتخب 45 ممبران پر مشتمل ہوتی ہے۔ 9 وارڈوں سے 5 ممبران اسمبلی منتخب ہوتے ہیں۔ ولیج اسمبلی کے سربراہ اور نائب سربراہ سمیت 47 ممبران ولیج کونسل کے ممبران ہوتے ہیں۔ ولیج اسمبلی سال میں دو دفعہ ملتی ہے اور ولیج پنچوں کو منتخب کرتی ہے۔ ولیج پنچایت بنیادی طور پر فیصلہ ساز ادارہ ہے۔

ٹائون پنچایتیں ہمارے ہاں کے ٹائون کونسلوں کے مشابہ ہیں جو میونسپل ذمہ داریاں سرانجام دیتی ہیں اور ٹائون میں موجود وارڈ کمیٹیوں کے چیئرمین اس کے ممبران ہوتے ہیں۔وارڈ کمیٹیاں 5 اراکین پر مشتمل ہوتی ہیں جنہیں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر وارڈ کے رہائشی منتخب کرتے ہیں۔ پنچایت سسٹم میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ولیج اسمبلیوں کے انتخابات ہوتے ہیں اور تمام ولیج اسمبلیوں کے اراکین پھر بالائی پنچایتوں کے ممبران کو منتخب

کرتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ پنچایت ممبران اپنے میں سے چیئرمین اور وائس چیئرمین کو منتخب کرتے ہیں۔ہر سطح کی پنچایتی مقامی حکومت ذمہ داریوں کی انجام دیہی کے لئے خود مختار ہے۔ ان کا عرصہ اقتدار 5 سال ہوتا ہے۔

مالدیپ

بحرہند کا ایک چھوٹا سا ملک ہے جو سری لنکا سے نیچے 1190 جزائر پر مشتمل ہے۔ جن میں سے صرف 200 جزائر آباد ہیں۔ آبادی کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ مالی شہر دارالخلافہ ہے جہاں پورے ملک کی 80 فیصد آبادی قیام پذیر ہے۔ ملک میں صدارتی نظام حکومت موجود ہے اور باقاعدہ دستور موجود ہے۔ پارلیمنٹ ہے جوصدر کو نامزد کرتی ہے اور عام شہری ووٹ دے کر اس کی توثیق کرتے ہیں۔ صدر 4 سالوں کے لئے منتخب ہوتا ہے۔پارلیمنٹ کو مجلس کہا جاتا ہے جس کے کل 54 ممبران ہوتے ہیں جن میں سے 8 کو صدر نامزد کرتا ہے باقی کو ووٹرز منتخب کرتے ہیں۔ 8 ممبران مالی سے منتخب ہوتے ہیں۔ دیگر 38 کو ATOLL جو ایک ریجن ہوتا ہے سے منتخب کیا جاتا ہے۔ ایسے ATTOLL کی تعداد 19 ہے۔

مالدیپ میں 4 قسموں کی حکومتیں موجود ہیں۔ سب سے نیچے کی سطح پر وارڈز ہیں۔ وارڈز کو مالی زبان میں ”آوا“ کہتے ہیں۔ ہر

وارڈ کے لئے ایک بورڈ ہوتا ہے جو مقامی آبادی کے سر کردہ افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر بورڈ اپنے میں سے ہیڈ مین کو منتخب کرتا ہے اور مقامی سطح کے حکومتی فریضے سر انجام دیتا ہے۔ ہر جزیرہ کی سربراہی ہیڈ مین کے پاس ہے جسے "کاتبو" کہا جاتا ہے۔ کاتبو کا انتخاب بالغ رائے دہی کے عالمی معیار کے مطابق نہیں ہوتا تاہم جزیرے کے سر کردہ افراد اپنے میں سے باقاعدہ اتفاق رائے سے ہیڈ مین کو منتخب کرتے ہیں۔ یہ ہیڈ مین جزیرے کے انتظامی امور کو چلاتا ہے ،آجکل وزارت Atoll ہیڈ مین کو مقرر کرتی ہے۔تاہم ہر کاتبو کے لئے ضرو ری ہے کہ اس نے اسلامی فقہ کا امتحان پاس کیا ہو۔ کاتبو کے اختیارات فرائض بڑی حد تک اسلامی تاریخ کے خلیفہ سے ملتے جلتے ہیں۔

Atoll-اٹال,ضلع کے ہم معنی ہیں۔ اسکے ذمے بنیادی طور پر تین ذمہ داریاں ہوتی ہیں,اسلامی تبلیغ,عدالتی فریضہ اور ٹیکس جمع کرنا۔ Atoll کے لئے باقاعدہ کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں اور ان کمیٹیوں میں آنے کے خواہش مند اپنا نام الیکشن ڈویژن کو بھیجتے ہیں جو باقاعدہ کلیرنس کے بعد انہیں نامزد کرتا ہے۔ ان کمیٹیوں کا عرصہ دو سال ہوتا ہے۔ہر Atoll کے چیف کو براہ راست صدر مقرر کرتا ہے۔ Atoll کا چیف براہ راست صدر اور ہوم منتری کو جوابدہ ہوتاہے۔

شہری کونسلوں میں لوکل گورنمنٹ ہے جو 4ضلعوں یا وارڈوں پر مشتمل ہے اور یہاں دو ادارے ہیں مالی میونسپلٹی اور واٹرایںڈ سینی ٹیشن اتھارٹی-مالی میونسپل کا سربراہ ہوم منسٹر ہوتا ہے جسے میونسپ ل کا صدر کہا جاتا ہے- میونسپلٹی براہ راست صدر کو جوابدہ ہے- بنیادی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے 8ممبران پر مشتمل میونسپل کونسل ہوتی ہے جو ہر وارڈ سے دو سرکاری افسران پر مشتمل ہوتی ہے-یہ کونسل صدر 4سالوں کے لئے نامزد کرتا ہے

ریاست ہائے متحدہ امریکہ

یونائٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ (USA)ایک وفاقی ریاست ہے جہاں ایک وفاقی حکومت اور پچاس سٹیٹ حکومتیں ہیں- لوکل گورنمنٹ کی شکل میں 90 ہزار کے لگ بھگ مختلف کونسلیں قائم ہیں-ان میں 1990ء کے اعداد وشمار کے مطابق 3042 کائونٹی گورنمنٹ ،19200 میونسپلٹی حکومتیں ، 16691ٹائون شپ ،14721،سکول ڈسٹرکٹ اور29532سپیشل ڈسٹرکٹ موجود ہیں امریکہ میں ملکی آئین کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور لوکل گورنمنٹ اداروں کوآئینی تحفظ حاصل ہے- گو کہ ا سٹیٹ حکومتیں ان اداروں کو مکمل کنٹرول کرتی ہیں بلکہ انہیں تحلیل بھی کر سکتی ہیں ،مگر یہ اختیارات بھی انہیں آئین کے تحت ہی حاصل ہیں -امریکی ماڈل میں لوکل گورنمنٹ سٹیٹ حکومتوں کے تفویض کردہ اختیارات میں مکمل

طور پر خود مختار ہیں اور مقامی نظم ونسق خدمات کی فراہمی اور شہری زندگی کو مکمل طور پر ریگولیٹ کرتی ہیں ۔امریکی نظام میں وفاقی ادارے اور اسٹیٹ گورنمنٹ کے کام کہیں کہیں لوکل گورنمنٹ کے متوازی بھی ہوتے ہیں تاہم اختیارات اور دائرہ کار میں علیحدگی کے اصول کے تحت لوکل گورنمنٹ کا نظام خراب نہیں ہوتا،بلکہ خوش اسلوبی سے چلتا آرہا ہے۔

ذیل میں لوکل گورنمنٹ کی مختلف شکلوں کی وضاحت کی جارہی ہے:

امریکہ میں لوکل گورنمنٹ کو نان پارٹی بنیادوں پر ایک عرصہ تک ''بزنس''کی طرح چلایا گیا ہے ۔ کیونکہ ایک نظریہ یہ رہا ہے کہ لوکل گورنمنٹ چونکہ بنیادی طور پرعوامی سہولت کی فراہمی اور مقامی زندگی کو ریگولیٹ کرنے کا ادارہ ہے لہٰذا اسے خالصتاً کاروباری بنیادوں اورپیشہ ورانہ طور پر چلایا جانا ضروری ہے تاکہ یہ ادارے سیاست سے پاک رہ سکیں۔ اس تصور کو کسی حد تک تسلیم بھی کیا جاتا رہا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ ایک بہت بڑی تعداد میں شہروں کی حکومتیں''سٹی منیجرز'' کے توسط سے چلائی جاتی ہیں جو کہ پبلک سرونٹس ہوتے ہیں۔ہمارے نظام میں میونسپل افسران کا تصور اسی سے مشابہ ہے۔تاہم اس تصور کے مخالف کہتے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ ''پرائیویٹ'' کا تشخص نہیں رکھتی بلکہ یہ پبلک حکومتیں ہیں لہٰذا ان کا پروگرام''مقاصد ''پر

مبنی ہونا چاہیے اور سیاست اس سطح پر ہونا لازمی بن جاتا ہے- بہر حال دونوں پہلو امریکی ماڈل میں تسلیم شدہ حقیقتیں ہیں، لیکن ”ڈی سنٹرلائزیشن آف پاور“ کی بنیاد پرلوکل گورنمنٹ انتہائی با اختیار اور طاقت کی حامل ہے -لوکل گورنمنٹ کے اپنے ٹیکس بھی ہیں جہاں سے وہ اپنا ریونیو اکٹھا کرتی ہیں جبکہ انہیں اسٹیٹ اور وفاقی حکومت سے گرانٹس بھی ملتی ہیں-امریکی لوکل گورنمنٹ کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ وفاقی حکومت تعلیم پر گرانٹ دیتی ہے تو اسے خرچ کرنے کا مکمل اختیار اور کنٹرول لوکل گورنمنٹ کے پاس ہوتا ہے- چونکہ امریکہ میں دیہات بڑے صعنتی شہروں میں تبدیل ہوتے جا رہے ہیں بلکہ شہروں کا سائز بہت بڑھ جانے سے ”نواحی شہر“بھی تیزی سے پھیل رہے ہیں لہٰذاملک میں سٹی گورنمنٹ کا حجم بڑھ رہا ہے سٹی گورنمنٹ ”میٹرو پولیٹن“ کہلاتی ہے اور درج ذیل 3 قسموں کی حامل ہے:

(الف) مضبوط میئر اور کونسل کا نظام **(ب)** کمزور میئر اور کونسل کا نظام **(ج)** کمیشن سسٹم

سٹی گورنمنٹ کے ذریعے بنیادی طور پر میونسپل ذمہ داریاں پوری کی جاتی ہیں ان کے علاوہ نظم ونسق کی ذمہ داریاں ، ٹریفک کنٹرول، پارکوں اور شاہراہوں کی ذمہ داریاں بھی ان کے ذریعہ ہی سرانجام دی جاتی ہیں- بعض سٹی حکومتوں کے ذریعے تعلیم اور ہسپتالوں کی ذمہ داریاں بھی سرانجام دی جاتی ہے- غرضیکہ

لازمی سروسز کے سبھی شعبے سٹی حکومت کے دائرہ کار میں آجاتے ہیں۔سٹی حکومتوں کے تینوں ماڈلوں میں سے دو نظام ایسے ہیں جہاں براہ راست منتخب مئیرہوتے ہیں اور ایک کونسل ہوتی ہے۔ ایک نظام میں مئیر مضبوط ہوتے ہیں کہ وہ اپنی کونسل کو جوابدہ ہوتے ہیں اور دوسرے ماڈل میں کونسل ان کی مشاورتی فرائض کی ادائیگی تک محدود رہتی ہے۔ تیسرے ماڈل میں سٹی حکومتوں کا سارا کاروبار خصوصی طور پر منتخب کمیشن کے ذریعہ سرانجام دیا جاتا ہے اور کمیشن کے سارے ممبران جو کمشنر کہلاتے ہیں کسی ایک ذمہ داری کو ادا کرتے ہیں۔ کمیشن کو بیک وقت قانون سازی اور انتظامی اختیارات حاصل ہوتے ہیں، جبکہ مئیر کونسل سسٹم میں یہ اختیارات الگ الگ ہوتے ہیں۔

مقامی حکومتوں کا چوتھا ماڈل کونسل منیجر سسٹم ہے جہاں کونسل ممبران کونان پارٹی بنیادوں پر منتخب کیا جاتا ہے اور سٹی منیجر کی شکل میں ایک پروفیشنل منتظم جملہ کاروبار کی ادائیگی پر مکمل اختیار رکھتا ہے۔ یہ ماڈل ایک حد تک کارپوریٹ ماڈل کے قریب ہے اور بطور کاروبار مقامی خدمات کی فراہمی کی جاتی ہے۔ اس طرح کی مقامی حکومتوں کی تعداد 2683 سے زائد ہے۔ جبکہ مئیر کونسل سسٹم کی حامل مقامی حکومتوں کی تعداد 3800 کے لگ بھگ ہے اور ایسے شہر جہاں کمشن کام کر

رہے ہیں وہ صرف 172 ہیں۔ دیکھا جائے تو گزشتہ 20 سالوں سے سٹی منیجر، کونسل نظام کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے۔

امریکی لوکل گورنمنٹ نظام میں کائونٹی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ کائونٹی اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ یہ سٹیٹ حکومت کے لئے حلقہ انتخاب بھی ہوتا ہے ۔کائونٹی کی ذمہ داریوں میں انتخابات سے متعلقہ امور کی انجام دہی جیسے ووٹروں کا اندراج، بیلٹ پیپروں کا انتظام اور انتخابات کی نگران بھی ہوتا ہے۔اس طرح کائونٹی حکومتیں جیلوں کا بندوبست بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔ جائیداد کے بارے جملہ انتظامات جیسے ٹرانسفر، انتقال کائونٹی۔ حکومت کا انچارج شیرف ہوتا ہے جس کے پاس میونسپلٹی حدود کے باہر دیہی علاقوں میں پولیس کے اختیارات بھی ہوتے ہیں۔ پیدائش اور اموات کا ریکارڈ بھی کائونٹی کی سطح پر رکھا جاتا ہے کئی ریاستوں میں کائونٹی کی سطح پر الگ عدالتی نظام بھی موجود ہے۔ ان ذمہ داریوں کے علاوہ کائونٹی حکومتوں کی ذمہ داریوں میں تعمیرات ، ہائوسنگ اور سڑکیں وغیرہ بھی آتی ہیں۔ کائونٹی حکومت میں شیرف کا براہ راست انتخاب ہوتا ہے اور ایک کائونٹی بورڈ آف کمشنرز کا انتخابات براہ راست ہوتا ہے۔ پورے امریکہ میں 3000 سے زائد کائونٹی حکومتیں موجود ہیں۔

امریکی لوکل گورنمنٹ کا ایک اہم جزوسکول ڈسٹرکٹ ہیں۔ یہ سکول ڈسٹرکٹ صرف ایک فریضہ ادا کرتے ہیں جو تعلیمی اداروں

کے انتظام بارے ہے-یہ ذمہ داری وہ دوسری لوکل گورنمنٹ سے آزاد رہ کر انجام دیتے ہیں صرف کائونٹی حکومت ان کی معاونت کرتی ہے- سکول ڈسٹرکٹ کی تنظیم سٹی منیجر کے مشابہہ ہے- فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ سٹی منیجر کی جگہ سپرنٹنڈنٹ ہوتا ہے- سکول ڈسٹرکٹ کا انتظام بھی نان پارٹی اور غیر سیاسی بنیادوں پر چلایا جاتا ہے-

امریکی لوکل گورنمنٹ میں ایک نیا اُبھرتا ہوا اضافہ سپیشل ڈسٹرکٹ کی شکل میں قائم ہو رہا ہے- سپیشل ڈسٹرکٹ دراصل نئے بننے والے نواحی علاقوں پر مشتمل ہیں یا پھر بعض ذمہ داریوں کے حوالے سے بھی تشکیل دیئے جاتے ہیں جیسے آبپاشی، معدنیات، تحفظ اراضی یا ماحولیات سے متعلقہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے سپیشل ڈسٹرکٹ بنا کر خدمات فراہم کی جارہی ہیں-

برطانیہ

برطانیہ کا لوکل گورنمنٹ سسٹم طویل تاریخی سفر طے کر کے موجودہ مشکل میں مضبوطی سے کام کر رہا ہے- اس کا آغاز انیسویں صدی میں1888ء کے قانون سے ہوا جس کی رو سے انگلینڈ اور ویلز میں کائونٹی کونسلیں قائم کی گئیں- کائونٹی ایک محدود جغرافیائی وحدت ہے جیسے ہمارے قصبات یا یونین کونسلیں ہوتی ہیں- برطانوی مقامی حکومتی نظام میں پہلی ترمیم1890ء میں

ہوئی جس میں کائونٹی کونسلوں کو مزید تقسیم کر کے شہری اور دیہی ڈسٹرکٹ بنائے گئے۔اسی طرح شہروں میں میونسپل باروز بنائے گئے۔اور لندن کے لئے الگ کائونٹی بنائی گئی۔یہ سسٹم 70سال تک یونہی چلتا رہا پھر1965ء میں گریٹر لندن کونسل کو تشکیل دیا گیا۔ 1972ء میں کائونٹی باروز کو ختم کر کے دو سطحی نظام کو اپنایا گیا جس کی رو سے پورے برطانیہ میں یکسانیت آگئی۔ 1986ء میں گریٹر لندن کونسل اور میٹروپولیٹن کائونٹی کونسلوں کو ختم کر دیا گیا۔آخری بار 1990ء میں بنیادی تبدیلی کے ذریعے جدید مقامی حکومتوں کو قائم کیا گیامگر یہ نظام صرف انگلینڈ تک ہی محدود ہے جبکہ ملک کے دیگر ںحصوں میں سابقہ دو سطحی نظام ہی کام کر رہا ہے۔ اس نظام کے تحت کمیٹی سسٹم کو اہمیت حاصل ہے یعنی مئیر تو ہوتے ہیں مگر ان کے اختیارات کو ویٹو کرنے کی حد تک اختیار متعلقہ کونسل بار اسمبلی کو حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح برطانیہ کے زیادہ حصوں یعنی انگلینڈ اور ویلز میں جاری لوکل گورنمنٹ نظام میں کونسلوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ مئیر کے بعض اقدامات بالخصوص بجٹ کی منظوری کے لئے کونسل کو بالادستی حاصل ہے مگر مئیر جو کہ براہ راست ووٹوں سے منتخب ہوتا ہے اس کے اختیارات خاصے وسیع ہوتے ہیں، برطانیہ کے دوسرے حصوں میں قدیم ماڈل بدستور چلا آرہا ہے جہاں شہری اور دیہاتی علاقوں کے لئے الگ الگ کائونٹی اور باروز

موجود ہیں اور ہر جگہ ان کے ممبران براہ راست ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ لندن برطانیہ کا سب سے بڑا شہر ہے جو بیک وقت ایک مکمل ریجن بھی ہے جسے بطور انتظامی یونٹ 1965ء میں قائم کیا گیا۔ اس کی کل 32 باروز ہیں اور ہر بارو کے لئے منتخب ممبران پر مشتمل کونسل ہوتی ہے۔ لندن شہر کی دو باروز چیلسیہ اور کنگسٹن کو رائل باروز کہا جاتا ہے جبکہ مڈل ٹمپل اور اندرون ٹمپل کو لبرٹی باروز کا ٹائٹل دیا گیا ہے۔ یہ ساری باروز لندن کونسلز ایسوسی ایشن کی ممبر بھی ہیں مگر 2006ء میں لندن کونسلز ایسوسی ایشن کا نام تبدیل کر کے "عظیم لندن اتھارٹی" کر دیا گیا۔ لندن شہر کی حکومت کے حوالے سے تین ادارے اہم ہیں ایک لندن کونسل جسے لندن اسمبلی بھی کہا جاتا ہے۔ جس کے ممبران عوام کے براہ راست ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ انتخابات متناسب نمائندگی پر ہوتے ہیں جس میں ووٹر کو دو ووٹ ڈالنا ہوتے ہیں ایک ووٹ پارٹیوں کی ترجیحی لسٹ کو ڈالا جاتا ہے اور دوسرا ووٹ براہِ راست امیدوار کو دیا جاتا ہے۔ یہی طریقہ جرمنی میں بھی رائج ہے۔ برطانیہ میں اس طریقہ کے تحت پارٹیوں کو ملنے والے ووٹوں کے تناسب سے ان کی ترجیحی فہرست سے امیدواروں کا انتخاب مکمل ہو جاتا ہے۔ دوسرا بڑا ادارہ مئیر آف لندن کہلاتا ہے جو براہ راست ووٹوں سے منتخب ہوتا ہے اور لندن کے لئے تمام سرٹیجک فریضوں کی ادائیگی کے لئے منصوبہ بندی کا

اختیار رکھتا ہے۔ تیسرا اہم ستون گریٹر لندن اتھارٹی ہے جو ٹرانسپورٹ، پولیس، ایمرجنسی سروسز اور اقتصادی ترقی کی منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ مئیر کے بنائے منصوبوں پر عمل درآمد کی ذمہ دار بھی ہے۔ مئیر آف لندن کا انتخاب 4 سالوں کے لئے ہوتا ہے۔

جرمنی

جرمنی ایک وفاقی جمہوری مملکت ہے جہاں وفاقی حکومت اور اسے تشکیل دینے والی 16 لینڈر (Lander) کے تحت ہے اور ہر صوبے میں اس بارے الگ الگ قانون موجود ہے۔ جرمنی کا دستور مقامی حکومتوں کی خود مختاری کی ضمانت دیتا ہے اور صوبوں، وفاق اور مقامی حکومتوں کے مابین تقسیم اختیارات کی وضاحت کر دیتا ہے۔

جرمنی کے ہر ضلع کے لئے ایک میونسپلٹی موجود ہے جس کے لئے منتخب ممبران پر مشتمل میونسپل کونسل 6 سالوں کے لئے منتخب ہوتی ہے اور براہ راست ووٹوں سے مئیر کا انتخاب ہوتا ہے ۔چھوٹے شہروں میں مئیر، جبکہ بڑے شہروں میں لارڈ مئیر ہوتا ہے، مئیر اپنی میونسپلٹی کا انتظامی سربراہ بھی ہوتا ہے اور میونسپل کونسل کا چیئرمین بھی ۔ بعض صوبوں میں مئیر کو عدالتی اختیارات بھی حاصل ہیں۔ ٹائون ڈسٹرکٹ ، جرمنی کے بعض صوبوں میں ایسے چھوٹے خود مختار ٹائون موجود ہیں جو

کسی شہر کا حصہ نہیں ہوتے ان کے لئے الگ سے کونسل موجود ہوتی ہے-جرمنی میں سب سے نیچے کا حکومتی ستون میونسپلٹی اور سب سے اوپر پارلیمنٹ ہوتی ہے -میونسپلٹی کو اپنے ضلع میں تمام تر انتظامی و حکومتی اختیارات حاصل ہیں- سیلف گورنمنٹ کی بہتر شکل جرمنی کا مقامی حکومتوں کا ماڈل سمجھا جاتا ہے-

5- پاکستان میں مقامی حکومتیں

پاکستان میں مقامی حکومتوں کا موجودہ ماڈل زیادہ نمائندہ حیثیت کا حامل ہے اور اختیارات کے حوالے سے بھی ماضی کی نسبت زیادہ بہتر ہے- ماضی میں ہماری مقامی حکومتیں زیادہ تر بلدیاتی فریضے (میونسپل ایڈمنسٹریشن) کی انجام دہی تک ہی محدود رہی ہیں مگر 2001ء کے بعد ان کے ذریعے بلدیاتی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ مقامی نظم و نسق کی ذمہ داریاں بھی سرانجام دی جارہی ہیں- ضلع حکومتوں کے اختیارات اب کافی وسیع ہیں- گو کہ ساری ذمہ داریاں صوبائی حکومتوں کے زیرنگرانی اور زیرہدایت ہی سرانجام دی جاتی ہیں اور وفاقی سطح سے بھی مقامی حکومتوں پر اثرورسوخ استعمال کیا جاتا ہے مگر اس کے باوجود کئی ایک حوالوں سے ہماری مقامی حکومتیں دیگر ہمسایہ ممالک کی نسبت زیادہ اختیارات کی حامل ہیں- ان کے مثبت اور منفی پہلوئوں پر الگ الگ بحث کی ضرورت ہے-

☆ مقامی حکومتوں کو ہم قانونی زبان میں مقامی کونسلیں بھی کہتے ہیں-اس میں یونین کونسل کو پرائمری یونٹ قرار دیا جاتا ہے جس میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر 11 ممبران اور ایک ناظم اور ایک نائب ناظم ہوتا ہے - بالائی کونسلوں میں تحصیل / سندھ میں تعلقہ اور بڑے شہروں میں ٹائون کونسلیں موجود ہیں جن کی ذمہ داریاں خصوصی طور پر میونسپل ایڈمنسٹریشن

ہیں ۔اسی طرح ضلع کونسل اور ضلعی حکومتیں کام کر رہی ہیں جن کی سربراہی ناظم کر رہے ہیں، جبکہ نائب ناظم ضلع کونسل کے سپیکر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

☆ مقامی حکومتوں کے حوالے سے ہم گزشتہ 60 سالوں میں پانچ ماڈلوں کا تجربہ کر چکے ہیں۔ ہر ماڈل کے حوالے سے کچھ کامیابیاں اور کچھ کمزوریاں سامنے آئی ہیں جن کا ہم تفصیلی جائزہ لیں گے۔ یہ سارے ماڈل انتہائی سنٹرلائزڈ (مرکزیت پر مبنی) ماڈل ہیں یعنی اختیارات اوپر سے نیچے آتے ہیں۔ گو کہ ان ماڈلوں میں جمہوری بنیادوں پر منتخب کونسلرز بھی رہے ہیں مگر ریاستی اداروں کے کنٹرول اور نگرانی کی وجہ سے ان کی خود مختاری ہمیشہ سے نہ ہونے کے برابر رہی ہے۔ البتہ اس خود مختاری کے درجات ہر ماڈل میں مختلف رہے ہیں۔

☆ گو کہ ہمارے ملک میں مقامی حکومتوں میں منتخب افراد بھی رہے ہیں مگر لمبا عرصہ غیر منتخب افراد کے ذریعے بھی کام چلایا جاتا رہا ہے۔

☆ لوکل گورنمنٹ ہمارے ملکی آئین کی رو سے صوبائی معاملہ ہے مگر ہر بار وفاقی حکومت ہی اس بارے میں پالیسی وضع کرتی چلی آئی ہے۔ ہمارے ملکی آئین میں دو جگہ مقامی حکومتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ آرٹیکل 32 میں پالیسی کے رہنما اصولوں کو بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔

’’ریاست لوکل گورنمنٹ اداروں کی حوصلہ افزائی کرے گی جو علاقہ کے منتخب شدہ نمائندوں پر مشتمل ہوں گے اور ان اداروں میں عورتوں، کسانوں اور مزدوروں کو بھی خصوصی نمائندگی دی جائے گی‘‘۔

اس کے علاوہ دستور کی سترھویں ترمیم کے ذریعے موجود مقامی حکومتوں کو تحفظ دیا گیا ہے اور دستور کے ضمیمہ جات (شیڈول) میں ذکر کیا گیا ہے۔ پاکستان کی مقامی حکومتوں کا موجودہ ماڈل وفاقی حکومت کے تھنک ٹینک قومی ادارہ تعمیر نو (NRB) نے بنایا ہے اور آئینی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے مختلف صوبوں کے گورنر صاحبان نے اسے بطور آرڈیننس 2001ء میں جاری کیا۔ بعدازاں اسے صوبائی اسمبلیوں نے توثیق کرکے ایکٹ کی شکل دے دی تھی۔ اس قانون میں 2005ء میں چاروں صوبوں میں ایک جیسی ترامیم کر دی گئیں۔ اب یہ قانون صوبائی ہے اور چاروں صوبوں میں یہ یکساں مندرجات کے ساتھ لاگو ہے۔

☆ پاکستان بھر میں 118 چھائونیاں قائم ہیں۔ ان چھائونیوں میں سویلین رہائشی علاقے بھی ہیں، بلکہ ملک بھر کی چھائونیوں میں سول رہائشی علاقوں میں مہنگی ترین کالونیاں اور ہائوسنگ سوسائٹیاں قائم ہیں۔ ان چھائونیوں میں میونسپل فریضوں اور ٹیکسیشن کے اختیارات و فرائض کنٹونمنٹ بورڈوں

کے پاس ہیں۔ کنٹونمنٹ بورڈوں کو 1968ء تک متعلقہ ڈویژنل کونسلوں میں نمائندگی حاصل تھی، مگر اب نہیں ہے، جبکہ 1994ء تک ان کنٹونمنٹ بورڈوں میں منتخب کونسلرز اور منتخب نائب صدر ہوا کرتے تھے، جبکہ صدر ہمیشہ سے ہی حاضر سروس فوجی افسر عام طور پر اسٹیشن کمانڈر ہوتا آیا ہے۔ کنٹونمنٹ بورڈوں کا تمام تر نظام 1924ء کے ایکٹ کے تحت چلایا جارہا ہے۔ 2003ء میں یہاں بھی نیا نظام لانے کی کوششیں کی گئیں، بلکہ نیا قانون بھی وضع کیا گیا اور اس کے تحت انتخابات کے انعقاد کا اعلان بھی کیا گیا، مگر اندرونی مخالفت کی وجہ سے یہ اعلان مؤخر کر دیا گیا جواب تک مؤخر ہے۔

☆ اسی طرح وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کے لئے الگ آرڈیننس 1972ء میں وضع کیا گیا تھااور اس کے تحت علاقہ کو باقاعدہ ضلع بھی بنایا گیا اور اس میں یونین کونسلیں بھی تشکیل دی گئیں مگر ان کے انتخابات آج تک نہیں منعقد کئے جا سکے۔ قومی ادارہ تعمیر (NRB) نے چند سال قبل اسلام آباد کے لئے بھی نیا ترمیم شدہ قانون مرتب کیا مگر سرکاری انتظامیہ کی شدید مخالفت کی وجہ سے وہ بھی التوا میں چلا گیا۔

☆ قبائلی علاقہ جات میں بھی لوکل کونسلیں تشکیل دے دی گئیں اس کے لئے باقاعدہ قانون وضع کیا گیا۔

☆ آزاد جموں و کشمیر میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1988ء میں

جاری کیا گیا تھا جو اب تک نافذ العمل ہے، مگر یہاں گزشتہ 10 سالوں سے انتخابات منعقد نہیں ہوئے۔

نوٹ: ان تمام قوانین کا خلاصہ آخر میں ضمیمہ جات کے طور پر درج ہے۔

شمالی علاقہ جات

پاکستان کے شمالی علاقہ جات جس میں درج ذیل اضلاع شامل ہیں کا سیاسی تشخص فی الحال غیر واضح ہے:

گلگت، سکردو، دیامیر، غذر، گھانچے

ان علاقوں کے لئے الگ سے مرکزی طور پر مجلس قانون ساز موجود ہے۔ پہلے اس کا چیف ایگزیکٹو پاکستان کا وفاقی وزیر برائے سرحدی امور و شمالی علاقہ جات ہوتا تھا اور نائب ایگزیکٹو مجلس قانون ساز کا سپیکر ہوتا تھا جو باقاعدہ منتخب ہوتا تھا۔ اب چیف ایگزیکٹو کو بھی الگ سے منتخب کیا جاتا ہے۔ مجلس قانون ساز کے کل 32 اراکین ہوتے ہیں۔ جن میں 24 جنرل، 3 ٹیکنو کریٹ اور 5 خواتین ہوتی ہیں جنہیں بالغ رائے دہی کی بنا پر 5 لاکھ 26 ہزار ووٹرز ہر 4 سالوں کے بعد منتخب کرتے ہیں۔

ان شمالی علاقہ جات کے لئے ضلع کونسلیں، تحصیل کونسلیں اور یونین کونسلیں موجود ہیں جن کے 2 دفعہ انتخابات ہو چکے ہیں۔

6 - مخصوص نشستوں پر نمائندگی

عورتوں کی نمائندگی

پاکستانی عورتیں کل آبادی کے نصف سے ذرا ہی کم ہیں۔ معاشرتی و پیداواری عمل کے ہر شعبے میں ان کی شراکت نظر آتی ہے مگر سیاسی عمل میں انہیں بہت دیر تک نظر انداز کیا گیا۔ عورتوں کے بارے میں ہمارا معاشرہ ایک حد تک متعصب اور امتیازی رویوں کا شکار چلا آرہاہے۔ ہم آج تک عورت کو مساوی حقوق اور رتبہ دینے پر تیار نہیں ہیں۔ سماجی ارتقاء کے عمل میں وہ شامل تو ہیں، مگر انہیں ثانوی حیثیت میں رکھنے کی شعوری کوششیں ہوتی ہیں اور بہت سی معاشرتی، ثقافتی اور مذہبی اقدار کا سہارا لے کر جواز ڈھونڈے جاتے ہیں۔

☆ گزشتہ صدی کی آخری دو دہائیاں اس لحاظ سے بڑی انقلابی ثابت ہوئیں کہ دنیا بھر میں ہر طرح کے مظلوم اور محکوم عوام اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کرتے نظر آئے -عورتیں ان میں سب سے آگے رہیں۔دنیا بھر کی عورتوں میں مساوی حقوق کے حصول اور ناانصافی پر مبنی امتیازی اور تعصب انگیز رویوں کے خاتمے کے لئے بڑی بڑی تحریکیں منظم ہوئیں، پاکستانی عورتیں بھی اس جدوجہد میں پیچھے نہیں ہیں۔

☆ دوسری طرف پاکستانی عورتوں نے ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد کے ذریعے کئی سالوں تک اپنے سیاسی حقوق کو تسلیم کرانے کی کوششیں کی ہیں۔ انجمن جمہوریت پسند خواتین، ویمن ایکشن فورم، تحریک نسواں، اپوا، بہبود جیسے ادارے اسی جدوجہد کی علامات ہیں۔ گزشتہ 20 سالوں کے دوران کئی ایک عورتوں کے حقوق کے ادارے اور سماجی انجمنیں اس تحریک کو منطقی انجام تک پہنچانے میں پیش پیش رہے ہیں۔ ان سب کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ حکومتی سطح پربھی مثبت اقدامات نظر آنے شروع ہوئے۔ 1997ء میں نوازشریف حکومت نے لوکل گورنمنٹ میں پہلے سے موجود نشستوں کو دوگنا کر دیا تھا تاہم ان پر مکمل طور پر عملدرآمد نہ کرایا جا سکا تھا کہ انہیں رخصت کر دیا گیا۔

☆ ملکی سیاست میں عورتوں کی مساوی حیثیت سے شراکت تو ہمارے آئین میں پہلے ہی تسلیم کی جا چکی تھی، مگر عملاً پاکستانی عورتیں سیاسی عمل سے تقریباً باہر چلی آرہی تھیں اور ملک کے فیصلہ ساز اداروں میں خواتین کی مناسب نمائندگی موجود نہ تھی۔ 1973ء کے آئین کی رو سے عورتوں کے لئے ملکی اسمبلیوں میں تحفظ یافتہ نشستیں موجود تھیں جو اول تو کم تھیں۔ اور پھر

1990ء کے بعد وہ ختم ہو گئی تھیں۔ 1997ء کی پارلیمنٹ میں صورتحال انتہائی مایوس کن تھی۔ 217 ممبران کی قومی اسمبلی میں صرف 7 خواتین اور 87 ممبران کے سینٹ میں صرف 2 خواتین تھیں۔جبکہ 480 ممبران پر مشتمل صوبائی اسمبلیوں میں صرف 2 خواتین موجود تھیں۔

☆ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے صورت حال مختلف نہ تھی۔ 1999ء میں صرف 2 صوبوں میں لوکل گورنمنٹ ادارے منتخب کونسلرز پر مشتمل تھے۔ گو کہ پنجاب میں یونین کونسلیں منتخب افرادپر مشتمل نہ تھیں مگر شہری کونسلیں اور ضلع کونسلیں موجود تھیں جن کی کل تعداد 261 بنتی تھی اور اس کے کونسلرز کی تعداد 10707 بنتی تھی جن میں خواتین کونسلرز صرف 1368 تھیں، اسی طرح بلوچستان کی 451 لوکل کونسلوں میں 7242 کل اراکین تھے اور خواتین کونسلرز کی تعداد 1873 تھی۔ سندھ اور سرحد میں منتخب کونسلیں موجود نہ تھیں۔

درج ذیل گوشوارہ سارے صوبوں کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے۔ یہ اعداد و شمار جون 1999ء کے مطابق ہیں:

صوبہ	کل تعداد لوکل کونسلیں	کل کونسلرز	اقلیتی کونسلرز	مزدور کونسلرز	کسان کونسلرز	خواتین کونسلرز	جنرل نشستوں پر منتخب
پنجاب	261	10688	321	571	150	1340	8
بلوچستان	451	7241	57	125	842	1871	

یہاں انتخابات نہیں ہوئے۔اعلان کردہ نشستوں کی تعداد

صوب	لوکل کونسلوں کی تعداد	کل کونسلرز	خواتین کونسلرز
سرحد	826	12333	807
سندھ	847	15161	1382

آیئے ذرا اس گوشوارہ کا تجزیہ کریں۔

اس وقت بلوچستان جو ہر لحاظ سے پسماندہ صوبہ ہے مگر سیاسی نمائندگی کے حوالہ سے یہ سرفہرست رہا۔ یہاں عورتوں کی نمائندگی انتہائی مناسب رہی گو کہ یہ کل کونسلرز کا 1/6حصہ تھا۔ تاہم بلوچستان کی پسماندہ معاشرت میں یہ سطح معقول تھی

اس سے زیادہ نمائندگی محض کاغذی بن جاتی - بلوچستان میں گزشتہ انتخابات جو 1991ء میں ہوئے تھے عورتوں کے لیے کل 847نشستیں موجود تھیں جن میں87نشستوں پر کوئی عورت بھی انتخاب لڑنے کے لیے تیار نہیں تھی لہذا یہ نشستیں خال ی تھیں مگر 1997ء میں یہ صورتحال مختلف تھی- 1871مخصوص نشستوں میں سے 1530نشستیں پہلے مرحلہ پر ہی انتخابات میں پر ہو گئیں اور کئی جگہ پر مقابلہ بھی ہوا یعنی امیدوار خواتین کی تعداد نشستوں سے زیادہ رہی بلکہ اس دفعہ کے عام انتخابات جو مارچ 1999ء میں ہوئے کوئٹہ میونسپل کارپوریشن کے لیے جنرل نشستوں پر بھی خاتون امیدوار نے الیکشن لڑا وہ ہار گئیں مگر ان کا بطور امیدوارآنا ایک مثبت علامت تھی-جو نشستیں خالی رہ گئیں ان پر ضمنی الیکشن 1999ء میں ہوئے او ر وہ بھی پر ہو گئیں اس دفعہ ملکی تاریخ میں پہلی بار اتنی بڑی تعداد میں بلوچستان کی عورتیں کونسلرز بنی تھیں-

پنجاب میں صورتحال مختلف رہی - پنجاب کی لوکل کونسلوں میں ایک اہم جزو یعنی یونین کونسلوں کے انتخابات منعقد نہیں ہو سکے تھے حالانکہ لاہور ہائیکورٹ میں پنجاب حکومت نے جلد انعقاد کی یقین دہانی کرائی تھی -اس لیے لیڈی کونسلرز کی مجموعی تعداد بلوچستان کے مقابلے میں کم نظر آتی ہے اگرپنجاب کی یونین کونسلوں کے انتخابات ہو جاتے تو 3043 یونین کونسلوں میں کم از کم 3لیڈی کونسلرز فی کونسل منتخب ہوتیں-اس طرح

ان کی مجموعی تعداد10ہزار کے لگ بھگ ہو جاتی۔فی الوقت بھی موجودہ 1340لیڈی کونسلرز جو مخصوص نشستوں پر منتخب ہوئیں, کا مقابلہ اگر بلوچستان سے کیا جائے تو شرح نمائندگی کم رہی جبکہ پنجاب میں عورتیں بطور امیدوار زیادہ تھیں گو کہ انتخابات میں مقابلہ زیادہ جگہ نہیں ہوا تھا کیونکہ بالواسطہ طریقہ انتخاب کی موجودگی کے باعث امیدواروں کا چنائو ہی اصل انتخابی معرکہ بن گیا۔

ان مخصوص نشستوں کے ساتھ ساتھ لیڈی کونسلرز براہ راست انتخابات کے ذریعے جنرل نشستوں پر بھی منتخب ہوئیں تھیں جہاں انہوں نے اپنے مقابل مرد امیدواران کو ہرایا تھا۔ان میں درج ذیل شامل تھیں:

1۔	میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ	زبیدہ احسان
2۔	ضلع کونسل گوجرانوالہ	ریحانہ کوثر
3۔	میونسپل کمیٹی تلہ گنگ	غلام صغراں
4۔	میونسل کمیٹی پاکپتن	فوزیہ بختیار
5۔	ضلع کونسل جھنگ	سید ہ صغراں امام
6۔	ٹاؤن کمیٹی ساہیوال(سرگودھا)	عزیز فاطمہ
7۔	ٹائون کمیٹی جھادریاں(سرگودھا)	نزیراں بی بی اقلیتی نشست
8۔	میونسپل کمیٹی قصور	رحمت بی بی

اس طرح اگر دیکھا جائے تو 4 خواتین میونسپل کمیٹیوں یا کار پوریشن کی کونسلرز منتخب ہوئیں جو خالص شہری کونسلیں

تھیں۔ جبکہ دو خواتین کونسلرز کا تعلق نیم شہری علاقوں کی لوکل کونسلوں سے تھا اور 2 خواتین دیہی لوکل کونسلوں کی ممبر منتخب ہوئیں تھیں۔ ان کے علاوہ دو دیہی کونسلوں کی عہدیدار بھی عورتیں بن گئیں جو مخصوص نشستوں پر الیکشن جیت کر آئی تھیں۔ان میں سے ضلع کونسل سرگودھا کی چئیر پرسن تنزیلہ چیمہ اور ضلع کونسل رحیم یار خان کی وائس چیئرپرسن فوزیہ دیوان کا نام شامل تھا جبکہ ضلع جھنگ کی چیئرپرسن صغراں امام براہ راست انتخاب جیت کر چیئرپرسن بنی تھیں۔ان تینوں خواتین کا تعلق علاقے کے روایتی سیاسی گھرانوں سے ہے جو بڑے زمیندار گھرانے بھی ہیں اور صاحب اقتدار بھی ہیں جبکہ باقی خواتین کا تعلق درمیانے طبقے کے گھرانے سے ہے جو روایتی طور پر سیاسی گھرانے بھی تصور نہیں کیے جاتے۔اس ساری وضاحت کے یعد اب بلوچستان اور پنجاب کا نقشہ یوں رہا ہے:

بلوچستان	1530لیڈی کونسلرز
پنجاب	1340+8=1348لیڈی کونسلرز
کل تعداد	2878 لیڈی کونسلرز (دو صوبوں میں)

یہ تعداد دونوں صوبوں میں موجود سیاسی جماعتوں کی سرگرم خاتون رکنیت سے زائد تھی یعنی دونوں صوبوں میں موجود سیاسی جماعتوں کی سرگرم عورتوں کی کل تعداد سے زیادو لیڈی

کونسلرز موجود رہیں جولوکل سطح کی سیاست میں مثبت رول کر سکتی تھیں ضرورت اس بات کی تھی کہ انہیں مطلوبہ ضروری معلومات مہیا کی جاتیں ان کی استعداد کار اور صلاحیت میں اضافہ کیا جاتا اور ان کی مناسب تربیت اور حوصلہ افزائی کی جاتی ۔یہ ذمہ داری حکومت کی بھی تھی ,سیاسی جماعتوں کی بھی اور غیر سرکاری تنظیموں پر بھی عائد ہوتی تھی کہ وہ اس کے لیے مناسب منصوبہ بندی کرتیں تو اس طرح ان کی آزادانہ شناخت ابھر سکتی تھی اور وہ بڑے سیاسی دھارے میں اپنا بہتر مقام پیدا کر سکتی تھیں۔

صوبہ سرحد (NWFP) اس لحاظ سے بہت پسماندہ رہا ہے کہ یہاں معاشرتی پسماندگی بلوچستان کی نسبت کم تھی تاہم سیاسی و سماجی اظہار میں پسماندگی چلی آرہی ہے جسے ختم کرنے کے لیے کسی بڑی انقلابی جست کی ضرورت ہے اور جو راہنمائوں اور قیادت سے ہمت ,جذبے اور پیش عملی کی متقاضی ہے ۔ شہری لوکل کونسلوں میں گو کہ عورتوں کی نمائندگی کو 1998ء کے اوائل میں دگنا کر دیا گیا مگر پھر بھی ان کی مجموعی تعداد میں کوئی بڑا فرق رونما نہ ہو سکا کیونکہ اول تو سرحد کی شہری کونسلوں کی مجموعی تعداد کم تھی۔ صرف ایک میونسپل کارپوریشن تھی، 30میونسپل کمیٹیاں تھیں اور 12 ٹائون کمیٹیاں تھیں۔اس طرح کل تعداد 43 بنتی تھی۔دوسری بات ان کی لوکل کونسلوں میں نمائندگی کی شرح غیر مناسب رہی ہے۔ پشاور میں

4لیڈی کونسلرز جس کی آبادی 2038629 ہے اور اس میں971232 عورتیں ہیں - میونسپل کمیٹی ہری پور میں کل آبادی 681469ہے اور یہاں 2عورتیں کونسلر تھیں-اس طرح کی غیرمناسب نمائندگی کے باوجود43شہری کونسلوں میں 172لیڈی کونسلرز جبکہ ان شہری علاقوں میں رہنے والی عورتوں کی کل تعداد 1998ء کی مردم شماری میں1400458ہے- اسی طرح صوبہ سرحد میں ضلع کونسل میں4 عورتیں ممبر تھیں- اس طرح 71 لاکھ 9 ہزار 6 سو 73 عورتوں کی نمائندگی صرف 96ہوسکی - یونین کونسلوں میں عورتوں کے لیے کوئی نشست مخصوص نہیں تھی اور 759 یونین کونسلیں عورتوں کی نمائندگی سے یکسر محروم رہی ہیں- یہ سرا سر نا انصافی تھی مگر اس کے پیچھے منطق نرالی تھی کہ ضلع کونسل میں عورتیں آ سکتی ہیں مگر یونین کونسل کی سطح پر نہیں آ سکتیں کیونکہ معاشرتی وجوہات عورتوں مردوں کو اکٹھا بیٹھنے میں رکاوٹ ہیں- دوسرے لفظوں میں عورت صوبائی اسمبلی میں بیٹھ سکتی ہے،شہری کونسل میں بیٹھ سکتی ہے، دیہی کونسل میں ضلع کی سطح پر متحرک ہو سکتی ہے مگر یونین کونسل کی سطح پر معاشرہ رکارٹ بن جاتا ہے- یہ محض جھجک اور روایات پرستی کی وجہ سے رہا ہے-

صوبہ سندھ میں عورتوں کے لئے 1765 نشستیں مخصوص تھیں-یہ تعداد وفاقی کابینہ کے فیصلے کے بعد دگنی کی گئی تھی جس میں

عورتوں کے لئے مخصوص نشستوں کو دو گنا کرنے کا اعلان کیا گیا تھا جبکہ سندھ کی 847 لوکل کونسلوں کی 15161 رکنیت میں 1765 لیڈی کونسلرز بہت کم تعدادتھی یہ بلوچستان کے مقابلے میں تقریبا آدھی تھی-حالانکہ عورتوں کی سیاسی بیداری اور ملکی سیاست میں عورتوں کی شمولیت کے اعتبار سے صوبہ سندھ سب سے آگے رہا ہے مگر یہاں عورتوں کی فیصلہ ساز اداروں میں نمائندگی انتہائی غیر مناسب رہی ہے-قومی اسمبلی میں صرف ایک خاتون کا تعلق سندھ سے تھا سینٹ میں دو خواتین سندھ سے آئی تھیں اورصوبائی اسمبلی میں کوئی نہیں تھی-

کونسلر منتخب ہونے کے بعد عورتوں کو درپیش مسائل

کونسلر عورتوں کی زیادہ تعداد چونکہ مخصوص نشستوں پر بالواسطہ انتخابات کے ذریعے منتخب ہوتی رہی ہے اور ان کا کوئی مخصوص ووٹرز کا حلقہ نہیں ہوتا لہٰذا کونسلر بن جانے کے بعد بھی ان کی حیثیت دوسرے کونسلرز جو عام طور پر مرد ہوتے ہیں کے مقابلے میں ذرا کم تر ہوتی ہے، حالانکہ لوکل گورنمنٹ قوانین اور پاکستان کے دوسرے انتخابی قوانین منتخب ہونے والے جنرل نشستوں پر اور مخصوص نشستوں پر جیتنے والوں میں کسی بھی لحاظ سے کوئی امتیاز نہیں برتتے - کسی بھی ادارے کے سبھی اراکین کی حیثیت، اختیارات، فرائض اور حقوق مساوی تھے، مگر

ہمارا مخصوص طریقہ انتخاب اور معاشرتی اقدار انتہائی امتیاز پر مبنی ہیں۔ عورتوں اور اقلیتی نمائندوں کے بارے میں دوسرے کونسلرز کا رویہ تضحیک آمیز ہوتا ہے۔ اس کا تجربہ گزشتہ دنوں لاہور میٹروپولٹین کارپوریشن کے اجلاس میں سامنے آیا جب ایک مرد کونسلر نے کسی خاتون کونسلر کے خطاب کے دوران فقرے بازی کی اور دیگر خواتین نے نہ صرف شدید احتجاج کیا بلکہ اخباری خبروں کے مطابق کسی حد تک مرمت کرنے کی کوشش بھی کی۔ یہ رویہ صرف لوکل کونسلوں میں پیش نہیں آتا، بلکہ قومی اسمبلی میں موجود ایک وفاقی خاتون وزیر کی تقریر کے دوران حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے ایم این اے نے نازیبا زبان استعمال کی تھی جس پر شدید احتجاج ہوا تھا۔ اسی طرح قائد حزب اختلاف خاتون رہی ہیں، ان کی خانگی اور نجی زندگی کے بارے میں جس طرح کے قصے مشہور کئے گئے وہ اسی مخصوص ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں۔

اس رویہ کی بنیادی وجہ تو معاشرتی اسباب ہیں، مگر ہمارا لوکل کونسلوں اور دوسرے فیصلہ ساز اداروں میں مخصوص نشستوں پر ذریعہ انتخاب بھی اس رویہ کی دوسری اہم وجہ رہا ہے۔ اس طرح کے رویوں کی موجودگی میں "مخصوص نشستوں" کی ساری فلاسفی ہی گڑ بڑ ہو جاتی ہے، کیونکہ مخصوص نشستوں پر جیت کر آنے والی عورتوں کو دوستانہ فضا کی بجائے تحقیر آمیز اور کسی قدر

مخالفانہ رویہ کا سامنا کرنا پڑتا تو ان میں اعتماد پیدا ہونے کی بجائے جھجک اور ہچکچاہٹ پیدا ہوتی ۔ دوسرا مسئلہ جو ممبر منتخب ہونے کے بعد درپیش ہوتا کہ انہیں ایک طرف تو بطور کونسلر اپنی ذمہ داریاں نبھانا ہوتی ہیں اور چونکہ ان کا کوئی مخصوص حلقہ انتخاب بھی نہیں اس وجہ سے ان کی مخصوص لابی نہ ہونے کے باعث انہیں اپنی لوکل کونسل میں زیادہ متحرک اور سرگرمی کے باعث اپنی خاص جگہ بنانا ہوتی ہے۔ لہذاوسائل کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے پھر کہیں وہ فعال اور سرگرم نظر آتی ہیں مگر یہ سارا کام کرتے ہوئے انہیں گھریلو ذمہ داریوں سے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ اس طرح ان کے ذاتی اخراجات میں دوسرے کونسلرز کے مقابلے میں اضافہ ہوتا ہے جو ان کے لئے مزید مشکلات کا باعث بنتا ہے۔ اگر ان کو کوئی خصوصی الائونس ملتا ہو یا تو ان کے لئے آسانی پیدا ہو سکتی ہے۔ لوکل کونسلرز حضرات کے لئے بھی اسی طرح ہونا چاہئیے۔ اس طرح نہ صرف پسماندہ اور نچلے اور درمیانہ طبقے سے متعلق کونسلرز صاحبان اور بالخصوص عورتوں کو بہت سہولت میسر ہو گی لیڈی کونسلرز کوبڑی مشکل ان کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے درپیش ہوتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ حزب اقتدار کی حمایت سے منتخب ہوتی ہیں اور انہیں ہر بات پر ہاں میں ہاں ملانا پڑتی ہے۔ دوسری مشکل یہ پڑ جاتی ہے کہ مرد کونسلرز انہیں ایسی ترقیاتی کمیٹیوں میں رکھتے ہیں جو عام خیال میں عورتوں کے

شعبے ہیں۔ مثال کے طور پر انہیں تعلیم، سماجی بہبود، صحت وغیرہ کے شعبے دیئے جاتے ہیں، جبکہ ترقیاتی کام کرنے والی کمیٹیوں میں ان کی نمائندگی نہیں ہوتی۔

پاکستان لوکل کونسلوں میں عورتوں کی نمائندگی1999ء

لوکل کونسلیں	صوبے	تعداد	رکنیت	منتخب براہِ راست	خواتین کی نشستیں	کل خواتین
میونسپل کمیٹیاں	پنجاب	79	3041	2عورتیں	364	366
	سندھ	28	778	انتخابات نہیں ہوئے	63	
	بلوچستان	15	400	.....	60	
	سرحد	30	.....	انتخابات نہیں ہوئے	60	
ٹاؤن کمیٹیاں	پنجاب	140	3141	2عورتیں	560	562
	سندھ	117	1929	.....	222	
	بلوچستان	30	410	انتخابات نہیں ہوئے	120	

	سرحد	12	.....	انتخابات نہیں ہوئے	24	
ضلع کونسلیں	پنجاب	34	3454	2عورتیں	304	306
	سندھ	17	1009	.....	89	
	بلوچستان	26	622	انتخابات نہیں ہوئے	104	
	سرحد	24	.....	انتخابات نہیں ہوئے	96	
یونین کونسلیں	پنجاب	2869	40000	انتخابات نہیں ہوئے	10000 کے لگ بھگ	
	سندھ	675	10902	انتخابات نہیں ہوئے	1350/1581	
	بلوچستان	379	5737	.....	کوئی نشست نہیں	
	سرحد	759	.....	انتخابات نہیں ہوئے	.....	
کل	**4صوبے**	**5254**	**45423**	**.....**	**.....**	**1347**

☆ لوکل گورنمنٹ ادارے پاکستان میں سیاسی تربیت کی اولین اور ابتدائی ادارہ کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ اس لئے ان میں خواتین کی مناسب اورجامع نمائندگی کے ذریعے ملک

کے سیاسی عمل میں عورتوں کو شریک کرانے کی ابتدا ہو سکتی ہے، مگر ماضی میں مسلسل اس ضرورت کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔

☆ جنرل مشرف کی حکومت نے پہلی تجویز کے طور پر عورتوں کی لوکل گورنمنٹ اداروں میں 100 فیصد نمائندگی کی تجویز پیش کی، تاہم بحث مباحثہ کے بعد اسے 33 فیصد تک محدود کر دیا گیا۔ اس پر بھی رجعت پرستوں نے بڑا واویلا کیا اور بعض دوسرے سیاسی حلقے بھی پریشان تھے کہ اتنی تعداد میں عورتیں انتخابات میں کہاں سے آئیں گی، مگر انتخابات کے پہلے مرحلے کے نتائج نے ہی یہ اندیشے اُلٹا دیئے۔ حالانکہ یہ انتخابات قدرے پس ماندہ اضلاع میں منعقد ہوئے تھے، تاہم پہلی دفعہ ہی 87 فیصد نشستیں پُر ہو گئیں اور بعد کے انتخابات میں یہ شرح بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ 36 ہزار کے لگ بھگ خواتین کونسلرز منتخب ہو کر لوکل گورنمنٹ نظام کا اہم حصہ بن گئیں۔

☆ گو کہ دوران انتخابات بڑی مخالفت اور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، تاہم معاشرے میں ان کی شمولیت کو کسی نہ کسی شکل میں تسلیم کرنے کی ابتدا ہوئی۔ چند اضلاع کو چھوڑ کر بیشتر علاقوں میں خواتین کو آگے لانے میں ان سے وابستہ مردوں نے بھی بھرپور معاونت کی ہے وجہ کچھ بھی

ہو اس وقت 26 ہزار کے لگ بھگ خواتین کونسلرز مقامی حکومت کے مختلف اداروں میں متحرک ہیں، بلکہ فعالیت اور متحرک پن اگر زیادہ نمایاں نظر آرہا ہے تو وہ خواتین کونسلرز کی وجہ سے ہے۔

☆ بڑی تعداد میں 12 ہزار خواتین ایسی ہیں جو محنت کش طبقات کی نمائندگی کرتی ہیں۔ وہ نہ صرف نمائندگی کرتی ہیں بلکہ ان کا تعلق بذات خود بھی محنت کش طبقات سے ہے۔ ان کی اکثریت پہلی بار کسی سیاسی ادارے میں آئی ہے، بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہو گا کہ خواتین لیبر کسان کونسلرز کو مقامی حکومتوں کی شکل میں سماجی سرگرمی بھی شاید پہلی بار مہیا ہو سکی ہے۔

☆ بڑی تعداد میں سول سوسائٹی ادارے اور جمہوری قوتیں متحرک ہیں اور ایک لاکھ سے زائد لوکل گورنمنٹ کونسلرز میں اپنے اپنے رابطوں کو مضبوط بنانے کی شعوری کوششوں میں مصروف ہیں۔مگر ان کے مثبت انداز سے اپروچ کرنے کے باعث اس گروپ کی مثبت بنیادوں پر نشوونما ہو گی، جبکہ منفی اثرات کے نقصانات نہ صرف خواتین کونسلرز کے لئے نقصان دہ ہوں گے بلکہ عام خواتین بھی اس سے متاثر ہوں گی۔

مزدوروں کسانوں کی نمائندگی

لوکل گورنمنٹ اداروں میں مزدوروں کسانوں کے نمائندوں کے لئے

مخصوص نشستوں کا تصور نیا نہیں ہے ۔زیادہ بھرپور اور جامع انداز میں مزدور کسان نمائندگی کا تصور ضیاء الحق کے دور میں لوکل گورنمنٹ قوانین کے نفاذ سے شروع ہوتا ہے۔ اس وقت شہری علاقوں کی کونسلوں میں مزدوروں کی نمائندگی بذریعہ مخصوص نشستیں رائج کی گئی جبکہ دیہی کونسلوں یعنی یونین کونسلوں اور ضلع کونسلوں میں کسانوں کے لئے مخصوص نشستیں موجود تھیں۔ ان تمام نشستوں کا ذریعہ انتخاب بالواسطہ تھا۔ یعنی پہلے جنرل نشستوں پر انتخابات منعقد ہوتے تھے بعدازاں ان مخصوص نشستوں کو پُر کیا جاتا تھا۔اس طریقہ انتخاب پر بھی اعتراضات موجود ہیں کہ صرف اکثریتی گروہ ہی اپنے ووٹ بڑھانے کے لئے مخصوص نشستوں پر اپنے امیدوار لے آتا ہے۔ دوسرا یہ نشستیں آبادی کے تناسب سے بھی بہت کم تھیں۔ تیسرا ان نشستوں پر ہمیشہ مرد امیدواران ہی انتخاب لڑتے تھے، حالانکہ لیبر فورس میں خواتین کی تعداد اس وقت بھی نمایاں تھی۔ اس طریقہ کار کے مطابق تقریباً 20 سالوں میں 4 بار انتخابات منعقد ہوئے۔

حالیہ لوکل گورنمنٹ نظام کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں مزدوروں کسانوں کیلئے زیادہ نشستیں موجودہیں۔ ان نشستوں میں بھی نصف خواتین کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ دوسری بات ان نشستوں کے طریقہ انتخاب کے بارے میں کہی جا سکتی ہے کہ ماضی کی نسبت زیادہ جمہوری طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اب یونین کونسل کی سطح پر مرد عورت براہ راست ووٹوں سے منتخب ہوتے

ہیں، جبکہ تحصیل و ضلع کونسلوں میں ان ڈائریکٹ طریقہ انتخاب سے مزدور کسان نمائندوں کا انتخاب ہوتا ہے۔ اوپر کے اداروں مثلاً ضلع/ ٹاؤن/تحصیل کونسلوں میں عورتوں کے لئے مزدوروں کسانوں کی نشستوں میں کوٹہ مقرر نہیں کیا گیا، تاہم یونین کونسلوں میں تقریباً 12 ہزار کے لگ بھگ مزدور کسان خواتین کونسلرز منتخب ہوئی ہیں۔ ان خواتین کو چار درجوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اول : حقیقی مزدور یا ملازمت پیشہ خواتین جو بذات خود کہیں نہ کہیں مزدوری کرتی ہیں۔

دوئم : خانہ پری کی غرض سے مردوں نے جن عورتوں کو ان نشستوں پر کھڑا کیا، اس درجہ میں سیاسی گروہوں کی ترغیب سے کھڑی ہونے والی عورتیں بھی شامل ہیں۔

سوئم : کسان گھرانوں کی عورتیں جو زراعت پیشہ خاندانوں سے وابستہ ہیں۔

چہارم : سماجی تنظیموں سے منسلک یا ان کی ترغیب پر منتخب ہونے والی خواتین کونسلرز۔

مزدور کسان خواتین کے لئے یونین کونسل میں 2 نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ یہ سسٹم پہلی بار متعارف ہوا ہے۔ اس سے قبل خواتین ان نشستوں پر انتخابات میں حصہ لیتی رہی ہیں لیکن ان کے لئے نشستیں مخصوص نہ ہوئی تھیں۔عام طور پر ان کے مقابلے میں مرد ہی ہوتے تھے اور وہی انتخاب جیتتے تھے، مگر نئے نظام میں

ہر یونین کونسل کی دو نشستیں مزدور کسان خواتین کے لئے مخصوص کی گئیں۔ یہ ایک اچھا اور مستحسن قدم ہے، کیونکہ مزدور کسان طبقات سے تعلق رکھنے والی خواتین چونکہ معاشرتی طور پر انتہائی پسماندگی کا شکار ہیں اور پھر معاشی طور پر بھی یہ انتہائی نچلی سطح پر ہونے کے باعث خواتین کی آبادی میں بھی ان کا شمار بہت پسماندہ حصے میں کیا جاتاہے۔ تعلیم کی شرح اس طبقے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ ظلم و تشدد کے بیشتر واقعات یہیں دیکھنے میں آتے ہیں۔نئے نظام میں انہیں تحفظ یافتہ نشستوں کے ذریعے لوکل گورنمنٹ میں شریک ہونے کے مواقع کی فراہمی ہر لحاظ سے ایک مفید اور مثبت قدم ہے جس کے اثرات سے اس طبقے کی مجموعی بہتری کے لئے بہتر پیش رفت کی توقع کی جا سکتی ہے۔

1- چونکہ ان کو اس طرح کے مواقع پہلی بار مہیا ہوئے ہیں لہٰذا کئی طرح کے دلچسپ واقعات دیکھنے میں آئے ہیں۔ انتخابات میں حصہ لینے والی خواتین کسی نہ کسی حوالے سے مفاداتی گروہ کی ترغیب پر ہی میدان میں اترتی ہیں۔ یعنی پہلے انتخابات میں شاذو نادر ہی ایسا ہوا کہ محنت کش خواتین نے ازخود انتخاب میں حصہ لینے کا سوچا ہو کسی نہ کسی حوالے یا گروہ کی ترغیب اور دبائو نے انہیں انتخاب میں حصہ لینے پر آمادہ کیا۔ یہ بات انتخابی مہم، امیدواران کے شخصی جائزے سے بھی ثابت ہوتی ہے ۔کہیں سیاسی

دھڑے بندی نے چونکہ ہر نشست پر اپنے امیدوار لانے تھے لہذا کسی مزدور کسان عورت کے کاغذات بھی جمع کرائے ۔کہیں سیاسی جماعت، کہیں ٹریڈیونین اور کہیں سماجی انجمن نظر آتی ہے جو ان امیدواروں کی پشت پناہی کر رہی تھیں۔ کہیں کہیں ایسا بھی ہوا کہ اہلیان محلہ یا گائوں کے لوگوں نے مل جل کر اپنے ہی گائوں کی کسی جانی پہچانی خاتون کو اس نشست پر کھڑا کر دیا ہو۔ مثلاً ایک گائوں کے لوگوں نے اپنے گائوں میں سکول ٹیچر کو اس نشست پر کھڑا کر دیا۔ دوسرے گائوں میں ہیلتھ وزیٹر کو نامزد کر دیا گیا، کسی محلہ میں تنور پر روٹیاں لگانے والی خاتون کو کونسلر بنوا دیا گیا، اس طرح کی خواتین کونسلرز کئی جگہ نظر آتی ہیں۔

-2 **سیاسی گروہوں یا مزدوروں کی ترغیب سے بننے والی کونسلر خواتین:** چونکہ اس طرح کی خواتین کونسلرز میں کئی مختلف پس منظر کی حامل خواتین شامل ہیں۔ لہذا یہ گروپ بڑا وسیع البنیاد (Diversified) ہے۔ اَن پڑھ اور پسماندہ خواتین سے لے کر بڑی پڑھی لکھی اور باشعور خواتین اسی درجہ میں نظر آتی ہیں۔ چنانچہ مزدور کسان خواتین کونسلرز کے بارے میں حتمی طور پر ایک طرح کے اندازے لگانا ممکن نہیں ہے۔

-3 **کسان خواتین:** اس گروپ میں موجود خواتین کونسلرز کے مسائل زیادہ گھمبیر ہیں۔ جو ملازمت پیشہ ہیں انہیں بیک وقت خانگی ذمہ داریاں، ملازمت کی ذمہ داریاں اور بطور کونسلر ذمہ داریاں ادا کرنا پڑتی ہیں جو اکثر بیشتر متحارب صورتحال پیدا کرنے کا سبب ہیں ۔ نئی طرح کے معاشی اور معاشرتی مسائل پیدا ہو گئے ہیں، جن کے بارے میں فی الحال حتمی اندازے لگانا شاید قبل از وقت ہو، تاہم ایک بات جو اس سارے گروپ میں مشترک ہے وہ ان کے اخراجات میں اضافہ اورآمدنی میں کمی کی وجہ سے معاشی پریشانیاں ہیں جو انہیں کئی طرح کی راہیں اختیار کرنے پر مجبور کر رہی ہیں۔

-4 **این جی اوز کی ترغیب سے آنے والی خواتین کونسلرز:** ایک اہم اور قابل غور مسئلہ اس گروپ کی کونسلرز کی ذاتی قابلیت اور اہلیت میں کمزوریوں کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے۔ ان میں خواتین ان پڑھ بھی ہیں اور نچلے طبقات سے منسلک ہونے کی وجہ سے معاشرتی شعور میں بھی مقابلتاً دوسری خواتین سے قدرے پسماندہ ہیں۔ لوکل گورنمنٹ کونسلر منتخب ہونے کے بعد یہ فوری طور پر معاشرتی سطح کے مرکزی دھارے میں شامل نہیں ہوپاتیں لہٰذا ان کی سوچ اور نظریاتی ساخت کی تشکیل میں کافی دیر لگ جاتی ہے۔ اس کے لئے انہیں سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کی طرف سے آگہی اور تربیت دی جانی چاہیئے۔

مزدور کسان خواتین نشستوں پر انتخابات 2001ء

	یونین کونسلیں	کل مخصوص نشستیں	نامزدگیاں امیدواران	منتخب کونسلرز	خالی نشستیں	کامیابی کا تناسب
پہلا مرحلہ 31دسمبر2000ء	956	1921	2143	1446	463	75.6فیصد
دوسرا مرحلہ 21مارچ 01ء	1459	2918	4352	2914	499	82.9فیصد
تیسرا مرحلہ 31مئی 01ء	1577	3154	5477	2882	272	91.4فیصد
چوتھا مرحلہ 2جولائی 01ء	1683	3366	5780	2935	431	87.4فیصد
پانچواں مرحلہ 9اگست 01ء	347	694	737	418	276	60.2فیصد
کل تعداد	**6022**	**12044**	**18489**	**10100**	**1941**	**83.8** فیصد

2005ء انتخابات میں جیتنے والی خواتین ناظمین

نمبر شمار	نام	ناظم	ضلع /تحصیل
1	فریال تالپور	ضلع ناظم	نواب شاہ
2	سعیدہ سومرو	ضلع ناظم	جیکب آباد
3	ڈاکٹر راحیلہ مگسی	ضلع ناظم	ٹنڈو الہ یار

4	ڈاکٹر کنیز صغریٰ	ضلع ناظم	میرپور خاص
5	نسرین جلیل	نائب ناظم	کراچی
6	شفقت النساء	ٹائون ناظم	شالیمار ٹائون لاہور
7	ماریہ بتول	تحصیل ناظم	جتوئی ضلع مظفر گڑھ
8	بیگم رفاقت اعجاز رائے	تحصیل ناظم	صفدرآباد ننکانہ صاحب
9	نبیلہ عنائیت	نائب ناظم	اروپ ٹائون گوجرانوالہ
10	بیگم رضیہ انٹر	نائب تحصیل ناظم	سعید آباد مٹیاری
11	فرزانہ کوثر	یونین ناظم	فیصل آباد یوسی207
12	حمیرہ ناز	یونین ناظم	چك جھمرہ یوسی15
13	سمیرہ اقبال	یونین ناظم	فیروز والہ گوجرانوالہ یوسی113
14	رضیہ سیف اللہ	یونین ناظم	جھنگ یوسی90
15	عصمت ادریس قاضی	یونین ناظم	لاہور یوسی40
16	روبینہ عزیز جتوئی	یونین ناظم	مظفر آبادیوسی68
17	سعیدہ پروین	یونین ناظم	نارووال یوسی61
18	شمیم اختر	یونین ناظم	نارووال یوسی63
19	سہرین زیب النساء مزاری	یونین ناظم	راجن پور یوسی 40
20	نسرین وڑائچ	یونین ناظم	سرگودھا یوسی20

21	جمیلہ لطیف مغل	یونین ناظم	ساہیوال یوسی47
22	ساجدہ عزیز	یونین ناظم	ٹوبہ ٹیک سنگھ یوسی24
23	روبینہ نسیم فاروقي	یونین ناظم	گجرات یوسی45
24	رفعت النساء علی	یونین ناظم	کھاریاں گجرات یوسی106
25	ارم نصیر	یونین ناظم	مری راولپنڈی یوسی54
26	ساجدہ	یونین ناظم	لطیف آباد حیدرآباد یوسی16
27	رخسانہ نجیب چیمہ	نائب یونین ناظم	گوجرانوالہ یوسی48
28	راحیلہ اسلم	نائب ناظم	گوجرانوالہ یوسی46
29	مہوش مقبول	نائب ناظم	لاہور یوسی107
30	شمشاد بیگم	نائب ناظم	نارووال یوسی62
31	طلعت	نائب ناظم	ٹوبہ ٹیک سنگھ یوسی 24
32	نائلہ ناز	نائب ناظم	نوشہرہ بدر یوسی بدر شاہی

اقلیتی آبادی کی نمائندگی

پاکستان کی اقلیتوں کو بنیادی جمہوریتوں کے نظام میں دوہری نمائندگی کا حق حاصل تھا۔ یعنی وہ جنرل نشستوں پر بھی انتخاب لڑ سکتے تھے اور ان کے لئے مخصوص نشستیں بھی موجود تھیں،

لیکن یہ نشستیں یونین کونسلوں میں نہیں ہوتی تھیں۔ صرف ضلع کونسلوں میں اور شہری میونسپل اداروں میں مخصوص تھیں۔ 1979ء کے ماڈل میں اقلیتی آبادی کو جداگانہ انتخابات کے ذریعے صرف مخصوص نشستوں تک ہی محدود کر دیا گیا اور پھر یہ نشستیں بھی صرف ان اضلاع تک محدود کر دی گئیں۔ جہاں اقلیتی آبادی کی موجودگی بہت نمایاں تھی۔ مثال کے طور پر صوبہ سرحد میں پشاور ، کوہاٹ اورایبٹ آباد کے علاوہ کسی دوسرے ضلع میں اقلیت کے لئے نمائندگی نہ تھی۔ یہ سلسلہ 2000ء تک یونہی برقرار رہااور 2000ء کے ماڈل میں اقلیتوں کو یکساں شرح سے نمائندگی دے دی گئی۔ اب ہر یونین کونسل میں ایک نشست اور تحصیل ، تعلقہ، ٹائون اور ضلع میں اقلیتوں کو 5فیصد نمائندگی حاصل ہے۔ یوں ملک بھر میں ہر سطح کے لوکل کونسل ادارے میں اقلیتی کونسلرز موجود ہیں، بلکہ پنجاب اور سندھ کے بعض اضلاع میں جنرل نشستوں سے بھی ان کی نمائندگی ملتی ہے۔ اسی طرح جداگانہ انتخابات کا سلسلہ بھی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اب اقلیتوں کو دوہرا ووٹ ڈالنے کا حق حاصل ہے۔ وہ جنرل نشستوں اور ناظمین کے انتخاب میں بھی ووٹ ڈالتے ہیں اور دوسرا ووٹ اپنی مخصوص نشست کے لئے ڈالتے ہیں۔ قانون کے مطابق اقلیتی امیدوار جنرل نشستوں اور ناظمین کے لئے انتخاب میں بطور امیدوار حصہ لے سکتے ہیں اور منتخب ہو سکتے ہیں۔ عملی طور پر سندھ کے دو اضلاع

میں اقلیتی آبادی کے ناظمین اور نائب ناظمین موجود ہیں۔ اسی طرح اقلیتی آبادی کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ خواتین اور محنت کشوں کی نشستوں پر امیدوار ہو سکیں۔ اس وقت ملک بھر کی لوکل کونسلوں میں تقریباً ساڑھے چھ ہزار سے زائد اقلیتی کونسلرز موجود ہیں۔

اب یونین کی سطح پر ان کا انتخاب براہ راست ووٹ سے ہوتا ہے جب کہ تحصیل و ضلع میں سبھی مخصوص نشستوں پر بالواسطہ طریقہ انتخاب رائج ہے۔اس نظام کے تحت پہلے انتخابات کے موقع پر اقلیت سے تعلق رکھنے والی بعض سماجی، مذہبی تنظیموں نے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا تھا۔ گو کہ یہ بائیکاٹ بہت حد تک مؤثر ثابت نہیں ہو سکا تھا کیونکہ سیاسی جماعتوں سے منسلک اقلیتوں نے بھرپور حصہ لیا تھا۔ مگر دوسری دفعہ سبھی نے بھرپور انداز میں شرکت کی، بلکہ بہتر گروپ بندی کی بدولت کئی ایک چہرے ملکی سیاست کے مرکزی دھارے میں بھی نمایاں حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔

7 - مقامی حکومتیں اور سول سوسائٹی

پاکستان جیسے ترقی پذیر معاشروں میں برسراقتدار حلقوں اور سول سوسائٹی میں کشمکش زیادہ نمایاں پہلو کی حامل ہے۔ سامراجی غلبے نے ان معاشروں میں ریاستی اسٹیبلشمنٹ کو عام معاشرے سے بہت حد تک الگ تھلگ رکھا اور عوام الناس کے بڑے حصے کو اقتدار سے الگ رکھنے کی شعوری کوششیں کیں۔ سامراجی آقائوں کی اس حکمت عملی کے منفی نتائج کے باعث آزادی کے بعد بھی عوامی سطح پر تبدیل شدہ معاشرتی اثرات بہت دھیمے اور مدہم انداز میں اثرانداز ہوتے رہے ہیں۔ لہٰذا اقتدار کے دائرے میں عوامی شراکت ایک طویل عرصے تک سوالیہ نشان بنی رہی ہے یا پھر عوامی شراکت کے طور طریق کو حکمران ہی طے کرتے چلے آئے ہیں اور یہی پہلو کشمکش کا باعث رہا ہے۔

پاکستانی سماج میں سیاسی تحریکوں میں عوام الناس شریک تو رہے ہیں مگر یہ شراکت انتہائی محدود نوعیت کی رہی ہے۔ اس پر مستزادیہ کہ سیاسی جماعتیں جو اعلیٰ طبقات کے گرد گھومتی رہی ہیں کو بھی ریاستی افسر شاہی بالخصوص فوج نے اقتدار سے باہر رکھا ہے۔ یہ کشمکش جمہوریت کے نام پر ہی کی گئی ہے، مگر جمہور کو ہر دو فریقین نے تختہ مشق بنائے رکھا ہے اور اپنے اپنے فریم ورک میں اپنے مفادات کے تحت شامل کرنے کی ہمیشہ سے کوششیں رہی ہیں۔

لوکل گورنمنٹ ایسا شعبہ رہا ہے جہاں ریاستی افسر شاہی کا غلبہ زیادہ رہا ہے۔ روز اول سے ہی ایسے پروگرام پیش کئے گئے جن میں مختلف تراغیب کے ذریعے عوامی شراکت کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ ولیج ایڈ پروگرام کے تحت بھی عوامی کمیٹیاں بنانے کی کوششیں ہوئیں۔ بنیادی جمہوریتوں کے نظام میں بھی دیہاتی اور شہری کمیٹیاں بنانے کی کوششیں ہوئیں۔ بھٹو صاحب کے جمہوری دور میں بھی دیہہ کونسلیں اور محلہ کمیٹیاں بنانے کے ساتھ ساتھ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت رضاکاروں کو منظم کرنے کی سکیمیں شروع کی گئیں۔ ضیاء الحق کا ماڈل بھی عوام کی نچلی سطح پر محدود شراکت پر مبنی تھا۔ 2000ء میں پیش ہونے والا یہ پروگرام ماضی کی نسبت زیادہ وسعت اور کھلے پن کے ساتھ پیش کیا گیا جس نے عوامی شراکت اور شمولیت کو بہت حد تک بڑھا دیا۔ اس بات کا کریڈٹ فوجی حکمرانوں کی بجائے سول سوسائٹی گروپوں کو جاتا ہے جو ماضی کی نسبت زیادہ منظم اور زیادہ باخبر انداز میں متحرک رہے ہیں۔ 2000ء میں فوجی حکومت نے حسب روایات سیاسی جماعتوں کو نظر انداز کر کے اور ان اداروں کو بھی بائی پاس کرتے ہوئے جہاں سیاسی جماعتیں زیادہ متحرک اور نمایاں ہو سکتی تھیں ایک نیا لوکل گورنمنٹ کا خاکہ پیش کیا جس کے باعث عوام میں تجسس اور کسی حد تک کشش بھی پیدا ہوئی۔ اس تجسس اور کشش کے باعث کئی ایک سول سوسائٹی

اداروں کو بھی اس جانب متوجہ ہونا پڑا جو پہلے سے ہی بہتر حکمرانی اور شہریوں کو باخبر بنانے والے پروگراموں میں مصروف تھے۔ چونکہ فوجی حکومت بھی خواہاں تھی کہ وہ سیاسی جماعتوں کو نظرانداز کرکے دیگر سول سوسائٹی اداروں کو متوجہ کرے لہٰذا 2000ء میں پیش کیا جانے والا مقامی حکومتوں کا منصوبہ عوامی توجہ کا مرکز بن گیا۔

عوامی سطح پر بحث مباحثوں اور تنقیدی جائزہ کا وسیع سلسلہ شروع ہو گیا۔ اتنے اجلاس اور سیمینارز ماضی میں کبھی نہیں ہوئے جتنے اس نظام کے حوالے سے منعقد کئے گئے۔ اس کی بڑی وجہ معروضی ضرورت بھی تھی۔ عرصہ دراز سے مقامی حکومتیں غیر منتخب افراد کے ذریعے کام کر رہی تھیں اور پھر غیر ملکی امدادی ادارے اور امیر ممالک بھی پاکستانی گورنینس میں تبدیلیو ں کے خواہاں تھے۔ پاکستانی این جی اوز کے بڑے حصے نے اس بحث و مباحثہ کے سلسلے میں کافی جوش و خروش سے حصہ لیا۔ ایک دوسرا پہلو یہ بھی تھا کہ اس نئے نظام میں عورتوں، محنت کشوں اور اقلیتی آبادی کی نمائندگی میں بڑی وسعت تجویز کی گئی تھی اور این جی اوز کی ٹارگٹ کمیونٹی میں یہی آبادی کے حصے تھے۔ بڑے بڑے پراجیکٹ شروع کئے گئے جن کا مرکزی خیال بہتر مقصد اور سرگرم لوکل گورنمنٹ نظام کو پروان چڑھانا تھا۔ فوجی حکومت نے جس ادارہ قومی تعمیر نو (NRB) کو تشکیل کیا تھا اس

میں این جی اوز کے حمایت یافتہ افراد کو بھی ملازمتیں دی گئیں۔غیر ملکی امداد کی درخواست بھی کی گئی جس کے جواب میں دنیا کے 6 بڑے امدادی اداروں نے ایک بڑی رقم سے ایک ٹرسٹ (DTCE) ڈیولیوشن ٹرسٹ برائے کمیونٹی امپاورمنٹ قائم کیا جس کے بورڈ آف ٹرسٹی کا چیئرمین (NRB) کا چیئرمین ہوتا ہے اور اس ٹرسٹ کے ذریعے موجودہ لوکل گورنمنٹ نظام میں عوامی شراکتی اداروں اور کونسلوں کو فعال اور مضبوط بنانے کے منصوبوں پر کام کیا جاتا ہے۔ اس کام میں کئی ایک این جی اوز (DTCE) کے ساتھ اشتراک عمل کرتی ہیں۔ اس اشتراک عمل کا نتیجہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے تحت تشکیل پانے والے لاتعداد سٹیزن کمیونٹی بورڈ نہ صرف تشکیل ہوتے ہیں، بلکہ ان کی تربیت کے بھی کئی مراحل طے کئے گئے ہیں۔ اس طرح کئی اضلاع میں (CCBs) کے نیٹ ورک بھی بنائے گئے ہیں۔ (CCBs) اور این جی اوز میں ایک ورکنگ ریلیشن شپ بھی نمودار ہوئی ہے۔ گو کہ (DTCE) کے حوالے سے کئی ایک پہلوئوں پر بحث کی ضرورت ہے اور بعض مبہم پہلو بھی ہیں مگر یہ ایک مثبت اظہار ہے جس کے ذریعے مقامی حکومتوں اور سول سوسائٹی کے مابین رابطے بحال ہوئے ہیں۔

اس طرح کینیڈین انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی (CIDA) کی امدادو مشاورت سے 3 سطحوں پر لوکل گورنمنٹ کی فعالیت اور بہتری کے منصوبے شروع کئے گئے اور ہر سطح پر حکومتی اداروں کے

شانہ بشانہ سول سوسائٹی گروپوں کو شریک کار بنایا گیا۔ پنجاب اور سرحد کے منتخب اضلاع میں مقامی حکومتوں اور سول سوسائٹی اداروں کے اشتراک سے پروگرام کامیابی سے چل رہے ہیں، جبکہ حکومتی سطح پر سیڈا، ڈویلیوشن سپورٹ پروگرام (CIDA-DSP) کے اجراء نے صوبائی حکومتوں اور سول سوسائٹی اداروں میں باقاعدہ اشتراک عمل کی نئی راہیں کھولی ہیں۔ اسی طرح صوبائی حکومتوں نے عالمی امداد کے ساتھ ڈی سنٹرلائزیشن پروگرام شروع کئے ہیں جن کی وساطت سے مخصوص منصوبوں پر کام ہو رہا ہے اور ان منصوبوں میں سول سوسائٹی ادارے بھی شریک کار ہیں۔ سول سوسائٹی اس نظام کے حوالے سے روز اول سے بھرپور انداز میں شرکت کرتی آئی جس میں سائوتھ ایشیا پارٹنر شپ پاکستان، عورت فائونڈیشن اور کئی ایک دوسری این جی اوز سے مشاورت کے لئے رسمی فورم بھی منعقد کئے۔ اس وقت کے لوکل گورنمنٹ اور دیہی ترقی کے وزیر مرحوم عمر اصغر خاں تھے جو خود بھی این جی او تحریک سے وابستہ تھے۔ لہذا انہوں نے وفاقی وزارت میں ایک لوکل گورنمنٹ ایڈوائزری بورڈ تشکیل دیا تھا جس میں مختلف معاملات پر مشاورت کی جاتی تھی اور اس کے بورڈ ممبران میں کئی ایک این جی اوز کے نمائندے شامل تھے۔ گو کہ NRB جو کہ اس نظام کا حقیقی خالق تھا بننے والے بورڈ کو غیر اہم قرار دے کر یکسر نظر انداز کرتا رہا، مگر پھر بھی جو مشاورت، جائزے اور بحث

مباحثے بورڈ کے اجلاسوں میں ہوتے آئے ان کی افادیت اپنی جگہ موجود رہی ہے-اسی طرح انتخابی مہم کے دوران وسیع سطح پر سول سوسائٹی کی تحریک پیدا ہوئی اور کئی ایک حوالوں سے عوام کو تعلیم بھی دی گئی اور متحرک بھی کیا گیا,بالخصوص عورتوں کی نمائندگی کے حوالہ سے ملک بھر میں این جی اوز کا کردارقابل تعریف رہا ہے -سٹیزن کمپین برائے ویمن ریپریزنٹیشن (CCWR) خواتین کی نمائندگی کے لئے یہ مہم کئی ایک ڈونرز کی معاونت کے ساتھ عورت فائونڈیشن نے شروع کی تھی جس میں ملک بھر سے کئی سو مقامی سطح کے سول سوسائٹی گروپس اور این جی اوز شریک تھیں- مہم کے مقاصد میں خواتین امیدواروں کے لئے مقامی سطح پر حمایتی گروپ بنانے کے ساتھ خواتین امیدواروں کی ابتدائی نوعیت کی تعلیم و تربیت شامل تھی- یہ مہم جزوی طورپر کامیاب رہی اور بڑی سطح پر پبلسٹی اور پراپیگنڈہ سے رائے عامہ بہت حد تک بیدار ہوئی جس کے باعث خاتون امیدواروں کے اعتماد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور سول سوسائٹی سے متعلق کئی ایک نئے گروپ بھی مقامی حکومت کی طرف متوجہ ہوئے- اسی طرح کی ایک مہم سائوتھ ایشیا پارٹنر شپ نے چلائی ان کا فوکس خاتون امیدوار نہیں تھیں، بلکہ عام شہریوں کو متحرک کرنا مقصود تھا- بعض چھوٹی این جی اوز نے بھی مقامی سطح کے خواتین گروپ بنائے اور ممکنہ امیدواروں کو متحرک کیا- ی ہ سول سوسائٹی کی طرف سے بھرپور شراکت اور دلچسپی کا

واضح اظہار تھا جس کی مثال پاکستان کی گزشتہ تاریخ میں نہیں ملتی۔

پہلے انتخابات کے دوران سول سوسائٹی اداروں کے توسط سے لوکل گورنمنٹ بارے جو تعارفی لٹریچر شائع کیا گیا اس کی مجموعی تعداد حکومتی سطح پر شائع شدہ اسی طرح کے لٹریچر سے کہیں زیادہ ہے۔ انتخابات کے بعد خواتین کونسلرز کی بڑی تعداد منتخب ہو گئی ان میں اکثریت ایسی خواتین کی تھی جو پہلی بار سامنے آئی تھیں۔ملک بھر میں تقریباً 12 این جی اوز نے مختلف خاتون کونسلرز گروپوں کی تربیت کا آغاز کیا۔ یو این ڈی پی نے وفاقی حکومت کے اشتراک سے ویمن پولیٹیکل سکول کی شکل میں ایک کثیر المقاصد پروگرام شروع کیا جس کے تحت ملک بھر کی 90 فیصد خواتین کونسلرز کے لئے تربیتی پروگرام منعقد کئے گئے۔ اسی طرح کا ایک گروپ ویمن ریسورس سنٹر کی شکل میں سارے اضلاع میں شروع کیا گیا۔ان پروگرام کی وساطت سے کہاں تک تعلیم و تربیت مہیا ہو سکی ہے یہ سوالیہ نشان ہے، مگر ایک حقیقت واضح ہے کہ اس طرح کے پروگراموں کے انعقاد سے اور سول سوسائٹی کی مقامی حکومتوں کے امور میں شراکت اور دلچسپی کی بدولت لوکل گورنمنٹ جو ہمارے معاشرے میں غیر اہم یا نظر انداز کیا گیا موضوع تھا ایک بار پھر روشنی میں آگیا اور پاکستانی شہریوں کی بڑی تعداد اب باخبر شہری کے حلقے میں آگئی ہے۔

اس حوالے سے 3 پراجیکٹ ایسے ہیں جن کی بدولت سول سوسائٹی مقامی حکومتوں کے اشتراک سے مقامی حکمرانی میں بہتری کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان تین پروگراموں میں سے ایک مکمل ہو چکا ہے جس کی رو سے محنت کش کونسلرز کی تعلیم و تربیت اور انہیں مقامی سطح پر دیگر کمیونٹی گروپوں سے اتحاد و اشتراک عمل پر راغب کیا جاتا رہا ہے۔ اسی طرح کا ایک پروگرام "سنگت" فائونڈیشن کے توسط سے جاری ہے جس میں محنت کش کونسلرز اور ٹریڈ یونین کے مابین رابطے مضبوط بناتے ہوئے محنت کش کونسلرز کو سپورٹ مہیا کی جاتی ہے۔ اسی طرح کا تیسرا بڑا پراجیکٹ سائوتھ ایشیا پارٹنر شپ کے توسط سے چلایا جارہا ہے جس کے ذریعہ تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ منتخب یونین کونسلوں میں ماڈل گورنینس کو متعارف کرایا جارہا ہے۔ ایک اور تنظیم نے خاتون کونسلرز کا نیٹ ورک بنا رکھا ہے۔ ان سارے پروگراموں کے باعث سول سوسائٹی میں کافی آگہی آئی ہے جو مقامی حکومتی امور میں بہتری کا باعث ہو سکتی ہے، تاہم ان پروگراموں کے باعث کونسلرز میں ہر جگہ ایک مخصوص حلقہ بن گیا ہے جو اب باقاعدہ "ورکشاپئے" بنتے جارہے ہیں ۔این جی اوز کو یہ رجحان بدلنے کی ضرورت ہے۔

لوکل کونسلز ایسوسی ایشن آف دی پنجاب

جب 2001ء میں مقامی حکومتوں کا نیا نظام شروع کیا گیا تو کینیڈا کے بین الاقوامی ترقیاتی ادارے (CIDA) نے 2004ء میں پنجاب اور سرحد کے چند منتخب اضلاع میں مقامی کونسلوں، سٹیزن کمیونٹی بورڈ اور کونسلرز کے ساتھ مل کر صوبائی حکومتوں کے اشتراک سے ایک مربوط ترقیاتی پروگرام شروع کیا جسے (CIDA) ڈیولیوشن سپورٹ پراجیکٹ (DSP) کیا گیا۔ اس پراجیکٹ کے تحت پنجاب کے دو اضلاع قصور اور لودھراں میں مختلف منصوبوں کا آغاز کیا گیا، جس کے تحت پنجاب میں مختلف ضلعی، تحصیل اور یونین کونسلوں کے اشتراک سے 2006ء میں ”لوکل کونسلز ایسوسی ایشن“ کا قیام عمل میں آیا ہے جس کی باقاعدہ ممبر شپ ہوتی ہے۔ منتخب عہدیداران ہیں اور منتخب بورڈ آف گورنرز ہے۔ ایسوسی ایشن کے اب تک 2008ء تک دو دفعہ جنرل کونسل کے اجلاس ہو چکے ہیں۔ اس میں 20 ضلعی، 67 تحصیل اور1200 یونین کونسلیں بطور ممبر شامل ہیں۔یہ ایسوسی ایشن دولتِ مشترکہ لوکل گورنمنٹ فورم کی رکن بھی ہے۔

8 - چند بنیادی مسائل

1- مرکزیت اور حکومتی کنٹرول

مقامی نظامِ حکومتیں ضرورت سے زیادہ مرکزیت موجود چلی آرہی ہے۔ لوکل گورنمنٹ بارے بنیادی پالیسی اور فیصلے وفاقی حکومت ہی کرتی چلی آرہی ہے، حالانکہ پاکستانی آئین کی رو سے لوکل گورنمنٹ خالص صوبائی معاملہ ہے۔ اسی طرح مقامی سطح پر ترقیاتی منصوبہ سازی کا بڑا حصہ وفاقی حکومت کے توسط سے ہی سرانجام پاتا ہے۔ لوکل گورنمنٹ اداروں میں بھی اختیارات کا سرچشمہ افراد ہیں، ادارے یا کونسلیں نہیں ہیں۔ ضلعی و ٹائون ناظمین بعض اقدامات پر اختیار کل ہیں اور اپنی کونسلوں کو جوابدہ نہیں ہیں۔ ہمارے ماڈل میں اختیارات اوپر سے نیچے آتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ڈویلیوشن پلان 2000ء کو انتہائی سنٹرلائزڈ طریقوں سے نافذ کیا گیا۔ اسی طرح مقامی حکومتیں بالائی اداروں سے ہی ہدایات حاصل کرتی چلی آرہی ہیں۔ اسے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے، بلکہ قانون میں طے کردہ تقسیم اختیارات پر مؤثر عمل درآمد کی ضرورت ہے۔

مقامی حکومت کے اداروں کے وسائل کے استعمال کے ساتھ ساتھ مالیاتی بالادستی نے اس حکومتی کنٹرول کو خطرناک حد تک بڑھا دیا ہے۔ حکومت کو ہمیشہ سے لوکل گورنمنٹ کونسلوں کی

معطلی اور نگرانی کا اختیار حاصل رہا ہے جو 2001ء سے کسی قدر کم ہوا ہے، مگر پھر بھی خاصا مؤثر ہے۔

2- ناظمین پر چیک اینڈ بیلنس

ہمارے مقامی حکومتی نظام میں ناظمین بالخصوص ضلعی ناظمین کے اختیارات بہت ہیں اور انہیں ضلع کونسلوں کے سامنے جوابدہ نہیں بنایا گیا۔ وہ صرف سالانہ بجٹ ضلع کونسل میں پیش کرنے اور اس کی منظوری حاصل کرنے کے پابند ہیں وگرنہ ضلع کونسل میں ان کی حاضری بھی صوابدیدی ہے۔ اس طرح ان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک بھی مشکل سے ہی منظور ہو سکتی ہے، بلکہ ایسے ناظمین جو حکمران جماعت سے متعلق ہوں ان کے خلاف تو تحریک عدم اعتماد عملاً آہی نہیں سکتی، کیونکہ طریق کار خاصا پیچیدہ ہے۔ مقامی حکومتیں اگر اپنی ذمہ داریاں خوش اسلوبی سے نہ نبھا رہی ہوں تو عام شہری کہیں بھی آواز بلند نہیں کر سکتے۔ صوبائی چیف ایگزیکٹو کسی بھی ناظم کو معطل کر سکتا ہے لہذا یہ اختیار بھی فردواحد کو حاصل ہے۔ صوبائی لوکل گورنمنٹ کمشن موجود تو ہیں مگر عملاً وہ صوبائی حکومت کے رحم و کرم پر ہیں۔ لوکل کونسلوں کا اندرونی چیک اینڈ بیلنس سسٹم محض کاغذوں تک محدود ہے عملاً اس کو مؤثر نہیں بنایا جا سکتا۔

3- یونین کونسلوں کے ناکافی فرائض

ہمارے حالیہ ماڈل میں یونین کونسلوں کا کردار نمائشی بن کر رہ گیا ہے کیونکہ ٹائون، تحصیل اور تعلقہ حکومتوں کی ذمہ داریاں حاوی ہو گئی ہیں- یونین کونسلوں کے فرائض 16 قسموں کے ہیں مگر عملاً تمام تر میونسپل ذمہ داریاں تعلقہ، تحصیل حکومتوں کے ذریعہ جبکہ ترقیاتی منصوبہ سازی ضلعی حکومتوں کے ذریعہ سرانجام دی جارہی ہیں- ضرورت ہے کہ تحصیل و ضلع سے بعض ایسی ذمہ داریاں لے کر یونین کونسلوں کے دائرہ اختیار میں دی جائیں جنہیں یونین کی سطح پر زیادہ مؤثر انداز میں سرانجام دیا جا سکتا ہے- اس طرح ضلعی حکومت اور تحصیل حکومت کے متوازی بعض نیم خود مختار صوبائی حکومتی ادارے بھی متحرک ہیں جس کی وجہ سے ایک ہی نوعیت کے فرائض دو سطح پر ہونے سے معیار میں کمی آجانے کا احتمال رہتا ہے- چنانچہ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مقامی حکومتوں میں یونین کونسل کو بنیادی یونٹ قرار دیا جائے اور تینوں درجوں میں ذمہ داریوں کی ازسرنو تقسیم کی جائے-

4- برائے نام عوامی شراکت

مقامی حکومتوں کا نظام بنیادی طور پر عوام کی ''حکومت خود اختیاری'' کی ابتدائی شکل ہے- جس کا فلسفہ ہی یہ ہے کہ مقامی آبادی اپنی روز مرہ زندگی کو مقامی سطح پر ہی اپنی

اجتماعی کوششوں سے مربوط اور منظم کرتی ہے۔ جس کے لئے ابتدائی سطح کی کونسلیں تشکیل دی جاتی ہیں۔ ہمارے سبھی ماڈلوں میں عوام کو براہ راست مقامی حکمرانی میں شریک کار بنانے کے لئے ابتدائی سطح کی کونسلیں تجویز کی گئیں۔ ان میں دیہیہ کمیٹیاں، پنچائیتیں، ولیج اور محلہ کمیٹیاں، یونین کمیٹیاں اور آج کے سٹیزن کمیونٹی بورڈز قانونی اداروں کی حیثیت میں موجود رہے ہیں، مگر آج تک ان اداروں کی کارکردگی مایوس کن رہی ہے۔ کسی بھی دور میں ان اداروں کے ذریعے عوام کو متحرک کرنے کی کوششیں نہیں کی گئیں۔ حقیقی معنوں میں یہ عوامی شراکت سے محروم ہی رہے ہیں بلکہ بڑی حد تک گرد ہی پن کا شکار ہو کر مفاداتی سرکل بن گئے ہیں۔ آج کے ماڈل میں تجویز کردہ ولیج اور محلہ کونسلیں تو گزشتہ 7 سالوں میں باقاعدہ تشکیل بھی نہیں کی جا سکیں۔

5- ناکافی مالیاتی ذرائع

ہر سطح کے حکومتی اداروں اور ریاست کے لئے آمدن کے بڑے ذرائع میں عوام سے براہ راست یا بالواسطہ وصول ہونے والے ٹیکس ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ریاستی اثاثہ جات، خدمات کی فراہمی کا معاوضہ اور اندرونی و بیرونی گرانٹس اور عطیہ جات و امداد وغیرہ ہوتی ہیں، ہمارے ملک میں سرکاری آمدن کو نیچے سے پیدا کرکے مرکزی

سطح پر اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر اسے واپس تقسیم کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں عوام کئی طرح کے ٹیکس ادا کرتے ہیں ان میں براہ راست اور بالواسطہ دونوں طرح کے ٹیکس آتے ہیں اور ان سب کی وصولی براہ راست وفاقی حکومت کرتی ہے یا چند ایک ٹیکس صوبائی حکومت وصول کرتی ہے۔ مگر لوکل گورنمنٹ اداروں کی سطح پر وصول ہونے والے ٹیکس برائے نام ہیں۔ ماضی میں ان اداروں کے پاس محصول چونگی، ضلع برآمدی ٹیکس اور سڑکوں پلوں پر ٹول ٹیکس کی وصولی کے اختیارات تھے۔ یہ وہ ٹیکس ہیں جو گزشتہ 100 سالوں سے وصول ہوتے چلے آرہے تھے مگر 1998ء میں ان ٹیکسوں کو جنرل سیلز ٹیکس میں تبدیل کر کے لوکل گورنمنٹ سے نکال کر وفاق کے دائرہ اختیار میں دے دیا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے وفاقی حکومت انہیں ہر سال اتنی ہی رقم بطور گرانٹ دیتی ہے جتنی وہ ان ٹیکسوں سے وصول کرتے تھے۔ اس طرح لوکل گورنمنٹ کا انحصار وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی گرانٹ پر بڑھ گیا اور مالیاتی خود انحصاری کو بڑا دھچکہ لگا۔ دوسرا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ضلع اور تحصیل کی سطح پر تو مالیاتی ذرائع کی کوئی نہ کوئی قابل ذکر شکل بن جاتی ہے مگر یونین کونسلوں پر انتہا درجے کی مالیاتی تنگ دستی کی وجہ سے ان کی فعالیت پر انتہائی منفی اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ پاکستان میں ٹیکسوں کے نظام میں تبدیلی پیدا کرنے کی انتہائی ضرورت ہے۔

6-لوکل کونسلیں بطور سیاسی تربیت کے ادارے

مقامی حکومت کے تحت تشکیل پانے والے سبھی ادارے مقامی حکمرانی اور بلدیاتی فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ مقامی سطح کی لیڈر شپ پیدا کرنے اور قیادتی حوالہ سے ان کی سیاسی تربیت کے لئے بنیادی ادارے کی حیثیت بھی رکھتے ہیں- فوجی حکمرانوں کی شعوری کوششیں رہی ہیں کہ ان کونسلوں میں آنے والے ملکی سیاست کے مرکزی دھارے میں بھی شریک ہوں اس کا اظہار فوجی حکمرانوں کے دور میں تشکیل ہونے والی ایڈوائزری کونسلوں اور مجالس شوریٰ وغیرہ میں لوکل گورنمنٹ سے آنے والوں کی نمایاں تعداد کو دیکھ کر بخوبی کیا جا سکتا ہے- سیاسی جماعتوں کے دور حکمرانی میں چونکہ پارٹیوں کا اثرورسوخ غالب ہوتا ہے لہٰذا لوکل کونسلوں کی قیادت بڑی حد تک ثانوی حیثیت میں رہتی ہے -مارشل لاء ادوار میں چونکہ سیاسی جماعتوں کی فعالیت کم ہوتی ہے لہٰذا لوکل گورنمنٹ اداروں کی قیادت زیادہ نمایاں حیثیت میں آجاتی ہے- ان باتوں کے علاوہ ایک پہلویہ بھی ہے کہ مقامی حکومت کے اداروں کی عملی سرگرمیاں بھی اس بات کی متقاضی ہوتی ہیں کہ ان سے وابستہ افراد اور عہدیداران قیادتی کردار میں سامنے آئیں لامحالہ انکا ملکی سیاسی دھارے میں شریک ہونا لازمی بن جاتا ہے- 2005ء کے لوکل گورنمنٹ انتخابات میں ملک

بھر سے 4 قومی اسمبلی کے ممبران نے مستعفی ہو کر ضلعی ناظمین کے انتخابات میں حصہ لیاجبکہ 2008ء کے عام انتخابات میں صرف پنجاب سے ہی 28 ناظمین قومی اسمبلی اور 64 ناظمین صوبائی اسمبلی کے لئے امیدوار بن گئے۔درج ذیل فہرست سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ نچلے درجے سے اعلیٰ ترین قیادتی مرتبے کی خواہش دراصل ان کا وہ اعتماد ہے جو انہیں مقامی حکومتوں سے حاصل ہوا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں وہ ناظمین جنہوں نے 2008ء کے انتخابات میں حصہ لیا۔

ضلع ناظم 1،یونین ناظمین 4 ،تحصیل ناظمین80، نائب ضلع ناظم1، ،نائب تحصیل ناظمین2، ضلع کونسلرز 3، کسان کونسلرز 1۔ یہی صورت حال ماضی میں دیکھنے میں آئی ہے۔ 1959ء، 1979ء اور2001ء کے لوکل گورنمنٹ انتخابات میں منتخب ہونے والے آج ملکی سیاست میں اہم سیاسی قیادت کی صفوں میں موجود ہیں۔

7-بلدیاتی اداروں کے بارے میں رویہ

ہمارے حکمران سمجھتے ہیں کہ اگر لوکل کونسلیں منتخب کونسلروں کے ذریعے کام کریں گی تو ان پر ریاستی کنٹرول کم ہو جائے گا اور چونکہ اداروں سے ان کے مفادات وابستہ ہیں لہٰذا وہ حکومتی مداخلت اور کنٹرول کم کرنے پر تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ تو ان کونسلوں کے لئے باقاعدگی سے انتخابات کا انعقاد ہوتا

ہے اور نہ ہی انہیں بااختیار بنایا جاتا ہے ۔ صوبائی حکومت کا ایک سیکرٹری نسبتاً زیادہ آمرانہ اختیار رکھتا ہے اور پھر یہ کہ ہمارا حکومتی نظام مرکزیت پر محیط ہے ۔ وفاقی حکومت یونین کونسل کی سطح پر بھی مداخلت کی خواہش رکھتی ہے۔

ہماری سیاسی قیادت بھی مرکزیت پر مشتمل حکمرانی کو مضبوط کرتی رہتی ہے۔ محصولات کی وصولی سے لے کر فنڈز کے استعمال تک ہر کام اوپر سے نیچے کی طرف آتا ہے۔ عوام کو حکمرانی میں اسی حد تک شریک کیاجاتا ہے کہ وہ ووٹ ڈال کر حکومت منتخب کرلیں مگر انہیں مقامی سطح پر بھی حکمرانی میں شریک کرنے سے گریز کی راہ اختیار کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی حکومتوں کے دور میں ان کے انتخابات منعقد نہیں ہو پاتے، کیونکہ وہ ان اداروں کے اختیارات اور ذرائع کا استعمال دوسرے طریقوں سے کر لیتے ہیں۔ مارشل لاء کے حاکموں کو چونکہ سیاسی قیادت کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور انہیں نئے عوامی نمائندوں کی حمایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کا سب سے پہلا کام مقامی حکومتوں کے انتخابات کا انعقاد ہوتا ہے۔ایک رویہ ہمارے عوام کا ہے جو ان دونوں رویوں کا امتزاج ہے۔ یعنی حکومت اور سیاسی قیادت نے ان کونسلوں کے بارے میں جو تصور پروان چڑھایا ہے، عوام بھی اسی تصور کے زیر اثر ہیں لہٰذاانہیں ذاتی گروہی مفادات کی تکمیل تک ہی محدود کر دیا گیا ہے۔

ان رویوں کی بدولت ہمارے مقامی حکومتوں کے نظام میں باقاعدگی اور جمہوری کارکردگی بحران کی زد میں ہے۔ انتخابات ہو جائیں تو ٹھیک اور اگر عرصہ دراز تک نہ ہوں تو مطالبہ بھی نہیں کیا جاتا اور نہ کبھی کوئی تحریک ان اداروں کی بحالی یا فعالیت کے لئے چلائی گئی ہے۔

فوجی حکمرانوں کی سیاسی میدان میں آمد تو کم و بیش ایک ہی طریقے سے ہوئی ہے۔ صدر سکندر مرزا نے مارشل لاء لگایا اور فوجی سربراہ کو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنا دیا جسے پہلے اپنی کابینہ میں بطور وزیر دفاع رکھا ہوا تھا۔ لہذا اسی جنرل ایوب خاں نے صدر سکندر مرزا کو بزور قوت برخاست کر دیا۔ صدر ایوب خاں نے جنرل یحییٰ خاں کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنا کر خود ہی استعفیٰ دے دیا۔ جنرل ضیاء الحق منتخب جمہوری حکومت کو برطرف کر کے برسراقتدار آئے اور صدر کو بھی برخاست کیا۔ جنرل مشرف بھی اسی طرح بزور قوت برسراقتدار آئے۔ ہر دفعہ فوجی حکمرانوں نے اپنے اقدامات کی توثیق عدلیہ سے حاصل کی ۔ ہر دفعہ فوجی حکمران نے اپنے دور میں ایک نیا سیاسی ماڈل پیش کیا اور ہر نئے سیاسی ماڈل کے اولین مراحل میں لوکل گورنمنٹ پر خصوصی توجہ اور اہمیت دی گئی۔ اگر غور کریں تو چارں فوجی حاکموں کی آمد سیاسی سرگرمیوں پر پابندیوں سیاسی جماعتوں پر تنقید اور غیر سیاسی بنیادوں پر لوکل گورنمنٹ اداروں کی ازسرنو تشکیل پر زور دیتے ہوئے نظر آتی

ہے۔ پھر نئی سیاسی جماعتوں کی تشکیل اور بھرپور سیاسی سرگرمیوں میں ان کی شمولیت بھی نمایاں ہے۔ جب یہ لوکل گورنمنٹ اداروں کو جمہوریت کی بنیاد قرار دے کر اپنی تمام تر عنایات اس پر مرکوز کرتے ہیں تو مقامی حکومتیں زیادہ تیزی اور بہتری سے مضبوطی کی طرف جاتی ہیں اور پھر جب ان کے اقتدار کے تقاضے بدل کر پارلیمنٹ اور سیاسی جماعتوں کی جانب مبذول ہو جاتے ہیں تو مقامی حکومتوں کی نشوونما رک جاتی ہے۔ پوری ریاستی مشینری انہیں غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کرنا شروع کر دیتی ہے۔

8-مخصوص نشستوں کا تصور

ہمارے ہاں مقامی حکومتوں میں عورتوں، محنت کشوں اور اقلیتی آبادی کے لئے مخصوص نشستوں کے ذریعے نمائندگی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ مخصوص نشستوں کے ذریعے معاشرے میں نظر انداز کئے گئے یا نسبتاً کمزور طبقات اور آبادی کے حصوں کو پالیسی ساز اداروں میں نمائندگی دی جاتی ہے۔ اس حکمت عملی کے پیچھے یہ فلسفہ ہوتا ہے کہ عام انتخابی مقابلے میں یہ طبقات معاشرتی اور سیاسی وجوہات کی بنا پر حصہ نہیں لے سکتے اس لئے مثبت اقدامات کے ذریعے ان کی نمائندگی کو تحفظ دیا جاتا ہے۔ یہ ایک اچھا اور مثبت قدم ہے، مگر ایسے اقدامات کو دائمی یا مستقل رنگ دے دینا غلط ہے پاکستان میں اچھا قدم یہ ہے کہ ان طبقات اور آبادی

کے کمزور حصوں کو نمائندگی دی گئی اور اس کے نتیجے میں 27ہزار کے لگ بھگ خواتین اتنے ہی محنت کشوں کے کونسلرز اور 8 ہزار کے لگ بھگ اقلیتی آبادی کے کونسلرز مقامی حکومتوں میں آگئے ہیں۔ ان کے دو دفعہ عرصہ اقتدار مکمل ہو رہا ہے، مگر ان کونسلرز کو اپنی اپنی کونسلوں میں نظر انداز کرنے اور غیر اہم بنانے کا طریقہ جاری ہے۔ یعنی انہیں نمائندگی تو مثبت ذریعوں سے دی گئی مگر نمائندگی دینے کے بعد جس مقصد کے لئے نمائندگی دی گئی اس کی نفی کی جارہی ہے۔

یونین کونسلوں میں تو خیر سے کوئی قابل ذکر کام نہیں ہو رہا ہے مگر پھر بھی مخصوص نشستوں پر منتخب کونسلرز کو صرف ان کے طبقے تک محدود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ضلعی اور تحصیل کونسلوں میں بھی مخصوص نشستوں پر منتخب کونسلرز خواتین و حضرات کو کمتر اور کمزور رکھنے کی شعوری اور لاشعوری کوششیں کی جاتی ہیں۔ ان کے دوسرے ساتھی چونکہ براہ راست منتخب ہوتے ہیں اور پھر اپنی اپنی یونین کونسلوں کے ناظمین اور نائب ناظمین ہوتے ہیں لہذا وہ مخصوص نشستوں والوں کے ساتھ بڑا تعصبانہ فرق روا رکھتے ہیں۔ اس سارے تجربہ میں بنیادی غلطی یہی ہے کہ جن مقاصد کے پیش نظر مخصوص نشستوں پر نمائندگی کا تصور رائج کیا گیا اس مقصد کو ہی عملاً نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مخصوص نشستوں پر منتخب کونسلرز کو مرکزی دھارے میں برابر کا شریک کار بنایا جائے۔ اس مسئلے پر تفصیلی غور و فکر کیا جائے تاکہ مخصوص نشستوں پر نمائندگی دائمی طریقه نه بن کر رہ جائے بلکه اس میں پوشیدہ بنیادی مقاصد کو حاصل کرتے ہوئے ان طبقات اور آبادی کے کمزور حصوں کو جلد از جلد مرکزی دھارے میں آنے کے اہل بنایا جا سکے۔

لوکل گورنمنٹ کے بارے پاکستان کی سیاسی جماعتوں کے منشور اور پروگرام قدرے مبہم اورخاموش ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ایک بھی سیاسی جماعت نے کبھی بھی حکومت میں آنے سے پہلے لوکل گورنمنٹ کے معاملے پرسنجیدگی سے غور نہیں کیا۔ فوجی حکومتوں کی طرف جب سے کبھی بھی لوکل گورنمنٹ کا کوئی ماڈل تجویز کیا گیا سیاسی جماعتوں میں سے اکثریت نے بغیر غور فکر اس ماڈل کو رد کیا ہے اور بعد ازاں اسی ماڈل میں بڑھ چڑھ کر حصہ دار بننے کی کوششیں کی ہیں۔ اس بے پرواہی کا نتیجه یه نکلتا ہے که جب سیاسی جماعتیں مخالفت کر رہی ہوتی ہیں تو ایک بڑی تعداد میں ان کے اراکین لوکل گورنمنٹ میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں اور پھر جب سیاسی جماعتیں برسر اقتدار آتی ہیں تو فوجی حکمرانوں کے پیش کردہ ماڈلز کو ہی اپنا لیتی ہیں۔ اگر ہم ماضی کا جائزہ لیں

تو بخوبی نظر آئے گا کہ ذوالفقار علی بھٹو حکومت نے ایوبی ماڈل کو رد کیا اور پھر عملاً 1977ء تک اسی ماڈل کو اپنائے رکھا مگر منتخب کونسلرز کی جگہ سیاسی ایڈمنسٹریٹر لگا دیئے گئے جبکہ تنظیمی ڈھانچہ بنیادی جمہوریتوں والا ہی چلتا رہا صرف نام بدل دیا گیا۔اسی طرح بینظیر نواز شریف نے اپنے دورِ حکمرانی میں ضیاء الحق والا نظام ہی ترامیم اور اضافے کے ساتھ اپنائے رکھا بلکہ ضیاء الحق کے دور میں اپنے گروپ بنا کر انتخابی عمل میں حصہ بھی لیا۔ اسی طرح مشرف حکومت کے ماڈل کو شروع میں یکسر رد کر دیا اور دوسری ٹرم کے انتخابات میں اپنے پینل بنانا شروع کر دیئے۔ اِس رویہ کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور سیاسی جماعتوں کو اقتدار میں آنے سے قبل ہوم ورک کے طور پرلوکل گورنمنٹ بارے واضح پالیسی تشکیل دینے کی اشد ضرورت ہے۔

دوسری بات اس سے بھی زیادہ اہم ہے کہ لوکل گورنمنٹ ادارے سیاسی جماعتوں کی شراکت سے تشکیل پانے چاہئیں یا کہ ان کا کردار غیر وابستہ سیاسی اداروں کی شکل اختیار کرے۔ ہر فوجی حکومت کو یہ مسئلہ درپیش رہا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کومکمل پارلیمنٹ یا بنیادی پالیسی ساز اداروں کے متبادل کے طور پیش کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ سیاسی جماعتیں اس عمل کا حصہ نہ بن سکیں۔چنانچہ ایوب خاں ضیاء الحق اور مشرف

حکومتوں نے اسمبلیوں کو برخاست کیا اور لوکل گورنمنٹ انتخابات کے انعقاد کو اسمبلی انتخابات پر فوقیت دی اور ایسے ماڈل تجویز کئے جن میں سیاسی جماعتوں کا کردار نہ تھا مگر منتخب سبھی کونسلرز بعدازاں کسی نہ کسی سیاسی جماعت سے وابستہ ہوتے گئے۔ فوجی حکمرانوں کے علاوہ سیاسی جماعتوں کے دور حکومت میں یہی رواج چلتا آیا ہے کہ لوکل گورنمنٹ انتخابات اور لوکل گورنمنٹ کونسلرز کی سیاسی وابستگیاں نہ ہوں بلکہ اکثر اوقات انہیں ''غیر سیاسی'' قرار دینے کی غلط اصطلاح بھی استعمال ہوتی چلی آئی ہے۔ یہ سوال غور طلب ہے اور دونوں پہلوئوں پر مضبوط دلائل موجود ہیں۔ یہ نکتہ نظر کہ لوکل گورنمنٹ میں سیاسی جماعتوں کو اسی طرح حصہ ڈالنا چاہئے جیسے ملکی پالیسی ساز اداروں اور اسمبلیوں میں ان کا رول بنتا ہے، مضبوط دلیل کا حامل ہے مگر اس کی مخالفت والا نکتہ نظر بھی بڑے معقول جواز رکھتا ہے، کیونکہ ان کے بعقول سیاسی دھڑے بندی سے مقامی آبادی میں اکثریت اور اقلیت کی تفریق کارکردگی پر اثرانداز ہوتی ہے۔ سیاسی وابستگیوں کے نتیجے میں ہونے والی تقسیم مقامی سطح پر آبادی کے بڑے حصے کو الگ تھلگ کر دیتی ہے۔ اس لئے مقامی کونسلیں غیر وابستہ نوعیت کی ہونا لازمی ہیں۔

تیسرا مسئلہ ملکی سطح کے عام انتخابات کے موقع پر پیش آتا ہے جب انتخابی مہم میں مقامی حکومت کے مالی و انسانی ذرائع کو برسراقتدار پارٹی یا گروہ استعمال کرنا شروع کرتے ہیں تو مخالف گروہوں اور پارٹیوں کی جانب سے مقامی حکومتوں کی تحلیل یا معطلی کے مطالبے بلند ہوتے ہیں جو کبھی کبھی تسلیم بھی کر لئے جاتے ہیں ۔ اس طرح مقامی حکومتی ادارے نہ تو معطل ہوتے ہیں اور نہ ہی تحلیل ہوتے ہیں۔ بلکہ ان اداروں میں منتخب افراد کی برطرفی کر دی جاتی ہے اور ان کی جگہ ریاستی افسر شاہی کے کل پرزے بطور ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو حکومت وقت کے اشاروں پر وہی کردار انجام دیتے ہیں جسے تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے معطلی کا مطالبہ بلند کیا جاتا ہے۔ یہ سارا کچھ محض اس لئے ہوتا چلا آرہا ہے کہ سیاسی جماعتوں کی سنجیدہ پالیسی کا فقدان ہے ۔

ضمیمه جات

نوٹ: معززقارئین! لوکل گورنمنٹ آرڈیننس اور اس کے دستیاب تراجم میں ناظمین اور دیگر عہدیداروں کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سب مرد حضرات ہی ہوں- چنانچہ ہماری درخواست ہے کہ اگلے صفحات میں جہاں بھی آپ ایسے الفاظ پڑھیں تو سمجھ لیجیے کہ ان سے مراد خواتین بھی ہیں-

1-ضمیمه

مقامی نظامِ حکومت 2005 ء کا بنیادی خاکہ

مقامی حکومت کے دائرہ اختیار کے سوال پربحث موجود رہی ہے کہ یہ وفاقی اورصوبائی حکومتوں کے بعدتیسرا حکمرانی کاسرکل ہے یا پھر صوبائی حکومتوں کے دائرہ کار کے اندر ہی یہ مقامی حکومتی نظام ہے- یہ بحث کافی عرصہ تک جاری رہی ہے- موجودہ فوجی حکمرانوں نے شروع میں یہ عندیہ دیا کہ ضلعی حکومتی نظام تیسرا حکمرانی کا سرکل بنایا جائے گا جو صوبائی حکومتوں کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کافی حد تک خود مختار ہو گا- اسی سوچ کے پیش نظر اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کا نعرہ لگایاگیا تھا- آغاز میں قومی ادارہ تعمیرِ نو (NRB) کے تجویز کردہ ڈھانچے میں اس

تصور کو ایک حدتک عملی شکل دینے کی کوشش بھی کی گئی تھی مگر اس تصور کے خلاف سیاسی جماعتوں اور قوم پرست حلقوں نے واویلا مچایا تھا کہ اس طرح صوبے بے اختیار ہو جائیں گے۔ ضلعی حکومتیں خودسری کی طرف جائیں گی اورصوبائی خود مختاری کو زدپہنچنے کا اندیشہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ اندیشے بے بنیاد نہیں تھے ان میں وزن تھا کیونکہ ہمارے بعض صوبوں کی تشکیل اس طرح ہے کہ اگر صوبائی حکومتوں کا سوال ہو تو ایک قومیت کو بالادست حیثیت حاصل ہوتی ہے -ایسے میں ضلعی حکومتوں کی خود مختاری بن جائے تو بعض اہم اضلاع میں اس صوبے کی اکثریتی قومیت کے برعکس قومی و لسانی گروہ برسراقتدار ہوں گے اس طرح کئی دوسرے ایشوز پیداہوں گے۔

گزشتہ 4 سالہ عملی سیاست نے اس مسئلہ کو حل کر دیا اور آئندہ سے ضلعی حکومتی نظام صوبائی حکومتوں کے تحت فریم ورک کا حصہ بنا دیا گیاہے ۔ اب یہ بالکل اسی طرح کے ادارے ہیں جیسے گزشتہ 57 سالوں سے چلے آرہے ہیں ماسوا ایک فرق کے کہ ان کی سربراہی افسر شاہی کی بجائے منتخب نمائندوں کے ہاتھ میں ہو گی۔ نئے نظام میں بنیادی یونٹ ضلع گورنمنٹ ہے جو ضلع ناظم اور ضلع ایڈمنسٹریشن پر مشتمل ہے پھر تحصیل کونسل اور تحصیل ایڈمنسٹریشن ہے۔ سٹی گورنمنٹ ٹائون حکومتیں آئی ہیں اور پھر یونین کونسلیں ہیں جونچلی سطح کے ادارے بھی کہے جا سکتے

ہیں اور ان کے ذیلی ادارے بھی موجود ہیں۔

ضلع کونسل

ڈھانچہ

ضلع کونسل نئے بلدیاتی نظام کا اہم ترین ستون ہے جس کے ممبران میں ضلع بھر کی تمام یونین کونسلوں کے ناظمین شامل ہوں گے۔ان کے علاوہ ضلع کونسل کے کل ارکان کے 33 فیصد کے برابر عورتیں، 5 فیصد کسان، مزدور اور 5 فیصد اقلیتی ممبر بھی منتخب کئے جائیں گے۔ضلع ناظم پورے ضلع کا انتظامی سربراہ ہوگا اور سرکاری انتظامیہ بذریعہ ضلعی رابطہ افسر (ڈی سی او) اور پولیس بذریعہ ضلعی پولیس افسر (ڈی پی او) اس کے سامنے جواب دہ ہو گی۔ ضلع ناظم ضلع کونسل کا باقاعدہ رکن نہیں ہو گا۔ ناظم پورے ضلع کے ترقیاتی منصوبوں کی تیاری اور تکمیل کا ذمہ دار ہو گا۔ اس مقصد کے لئے وہ تحصیل ٹائون ناظم کے مدد لے گا۔ نائب ضلع ناظم اپنی ضلع کونسل کا سپیکر ہوگا۔

ضلعی انتظامیہ

ضلعی انتظامیہ کا سربراہ ضلع ناظم ہو گا اس کے ماتحت ایک 20 گریڈ کا سرکاری ضلعی رابطہ آفیسر (ڈی سی او)ہو گا جو دوسرے سرکاری محکموں میں رابطے کا ذمہ دار ہو گا۔ ضلعی انتظامیہ میں تقریباً 31 محکمے ہوں گے ان محکموں کو 11 گروپوں میں تقسیم

کیا گیا ہے۔ ہر گروپ کا سربراہ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ای ڈی او) کہلائے گا، جبکہ ڈسٹرکٹ آفیسر اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر تحصیل کی سطح پر ان محکموں کی نگرانی کریں گے۔

☆ ہر ضلع میں ایک ضلعی آڈیٹر ہو گا؛

☆ صوبائی حکومت، ضلعی رابطہ افسر، ضلعی پولیس افسر اور دوسرے ضلعی افسروں کی تقرری کرے گی اور عام طور پر یہ تقرری 3 سال کے عرصہ کے لئے کی جائے گی، تاہم ضلعی ناظم کسی افسر کی کارکردگی سے عدم اطمینان کے باعث چیف سیکرٹری کے ذریعے اس کا ایک ہفتہ کے اندر اندر تبادلہ کروا سکتا ہے؛

☆ ضلعی رابطہ آفیسر کے مشورے سے ضلع ناظم کسی ماتحت ضلع افسر کا تبادلہ کر سکے گا؛

☆ اگر کسی آفیسر کو دو ضلعوں سے تبدیل کیا گیا تو اسے محکمانہ انکوائری کا سامنا کرنا پڑے گا؛

☆ ضلع ناظم اپنے ضلع کے رابطہ افسر کی سالانہ کارکردگی رپورٹ لکھے گا جب کہ چیف سیکرٹری اس کی ٹیکنیکل رپورٹ لکھے گا اور وزیراعلیٰ اس پر دستخط کرے گا؛

☆ ضلعی رابطہ آفیسر ضلعی افسران کی رپورٹ لکھے گا اور ضلع ناظم ان پر دستخط کرے گا؛

☆ ضلعی انتظامیہ منصوبہ جات تیار کر کے ضلع ناظم کے ذریعے

ضلع کونسل میں پیش کرے گی؛

☆ ضلعی انتظامیہ ضلعی حکومت کے قواعد و ضوابط بنا کر ضلع کونسل سے منظوری کرائے گی؛

☆ ضلعی انتظامیہ صوبائی اور وفاقی قوانین پر اپنے علاقے میں عملدرآمد کرائے گی؛

☆ ضلعی انتظامیہ ضلع کونسل کو اس کے کاموں کی تکمیل کے لئے عملدرآمد کی مشینری مہیا کرے گی؛

ضلعی انتظامیہ کے محکموں کی ازسرنو تشکیل کی جائے گی جن میں یہ محکمے شامل ہیں:

(i) ضلعی رابطہ، شہری دفاع اور انسانی وسائل کا انتظام،

(ii) مالیات، منصوبہ سازی، ترقیات، حسابات اور بجٹ

(iii) رہائش، شہری و دیہی ترقی، فراہمی آب، صفائی، عمارات، سڑکیں، ٹرانسپورٹ، توانائی اور صنعت کاری،

(iv) زراعت، توسیعی زراعت، حیوانات، جنگلات، ماہی پروری، آبپاشی، نکاسی آب

(v) عوامی صحت، ماحولیات، بنیادی صحت، عورتوں، بچوں کی صحت، بہبود آبادی

(vi) تعلیمی ادارے، لڑکیوں، لڑکوں کے سکول، فنی تعلیم، جسمانی تعلیم

(vii) پیشہ ورانہ تعلیم، خواندگی

(viii) مقامی حکومت، محنت، سماجی بہبود، کھیل، ثقافت، امداد باہمی، خصوصی تعلیم

(ix) انفارمیشن ٹیکنالوجی

(x) مالیہ، اراضی، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن

(xi) قانون، قانون سازی۔

ضلع کونسل کے اختیارات و ذمہ داریاں

(i) مرکزی اور صوبائی حکومت کی مہیا کردہ فہرست کے مطابق ٹیکسوں کا اجراء

(ii) رائج ٹیکسوں میں ردو بدل اور دیگر قواعد و ضوابط کا اجراء

(iii) سالانہ ترقیاتی منصوبوں اور بجٹ کی منظوری

(iv) حکومتی محکموں کی نگرانی کے لئے خصوصی کمیٹیوں کے علاوہ سپورٹس کمیٹی، انصاف کمیٹی اور ضابطہ اخلاق کمیٹی کی تشکیل۔

ضلعی ناظم کی برخاستگی

ضلع ناظم ذاتی وجوہ کی بنا پر کسی وقت بھی مستعفی ہو سکتا ہے ایسا کرتے وقت وہ اپنا استعفیٰ صوبائی چیف ایگزیکٹو کو بھجوائے گا۔ اگر کسی وقت ضلع ناظم کا عہدہ اُس کے استعفیٰ، موت یا ضلع کونسل کے خیال میں وہ جسمانی یا ذہنی طور پر اپنے منصب کے قابل نہ ہے، خالی ہو جائے تو ایسے میں جب تک اس عہدے پر

نیا منتخب ناظم نہیں آتا، ضلع کونسل کا نائب ناظم قائم مقام کی حیثیت سے کام کرے گا۔ جہاں نائب ناظم بھی موجود نہ ہو تو سب سے سینئر پریزائڈنگ آفیسر جسے اس مقصد کے لئے ضلع کونسل نے منتخب کیا ہو قائم مقام ناظم کی حیثیت سے عبوری دور کے لئے کام کرے گا۔اگر کسی ممبر ضلع کونسل کے خیال میں ضلع ناظم مفاد عامہ کے خلاف کام کر رہا ہو اور اس کے اقدامات اجتماعی مفاد کے خلاف ہوں یا کوئی سنگین بے باضابطگی کا مرتکب ہو تو اس کے خلاف ضلع کونسل میں برخاستگی کی تحریک پیش کر سکتا ہے اگر ایسی تحریک کی کوئی دوسرا ممبر حمایت کرے گا تو نائب ضلع ناظم ایسی تحریک موصول ہونے کے فوراً بعد ضلع کونسل کا ایک خصوصی اجلاس طلب کرے گا۔

یہ اجلاس 3 دن سے قبل اور 7 دن سے لیٹ نہیں ہونا چاہئے اور اگر ضلع کونسل کا اجلاس جاری ہو اور ایسی تحریک موصول ہو جائے تو اس سے اگلے دن یہ تحریک اٹھائی جائے گی۔ اگر ضلع کونسل کی دو تہائی اکثریت خفیہ رائے شماری کے ذریعے اور چیف الیکشن کمشنر کے نامزد کردہ ریٹرننگ آفیسر کی صدارت میں یہ تحریک منظور کر دے تو ضلع ناظم اپنے عہدے سے برخاست تصور ہو گا اور برخاستگی کا نوٹیفکیشن چیف الیکشن کمشنر جاری کریں گے۔ اگر یہ تحریک ناکام ہو جائے تو اس کا محرک اور تائید کنندہ دونوں اپنی اپنی نشستوں اور اپنی اپنی یونین ناظمین کے عہدوں سے فارغ

ہو جائیں گے اور اگر ان کا تعلق مخصوص نشستوں کے ارکان سے ہو تو وہ ضلع کونسل کی ممبر شپ سے محروم ہو جائیں گے۔ ضلع ناظم کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے دفاع کے لئے تحریک پر رائے شماری سے قبل ذاتی طور پر ضلع کونسل میں آئے اور اسے مخاطب کرے۔ ضلع ناظم کے خلاف ایسی تحریک نہ تو پہلے چھ ماہ کے دوران پیش کی جاسکتی ہے اور نہ ہی ایک دفعہ پیش ہونے کے بعد اگلے 12ماہ میں دوبارہ پیش کی جاسکتی ہے۔

تحصیل کونسل

نئے بلدیاتی نظام کا دوسرا اہم ستون تحصیل کونسل ہے جس کے ممبران میں تحصیل بھر میں‌واقع تمام یونین کونسلوں کے نائب ناظم شامل ہوں گے۔ ان کے علاوہ تحصیل کونسل کے کل ارکان کے 33 فیصد کے برابر عورتیں، 5 فیصد کسان، مزدور اور 5 فیصد اقلیتی ارکان بھی شامل ہوں گے۔ تحصیل ناظم اپنی تحصیل کا انتظامی سربراہ ہو گا جبکہ نائب ناظم تحصیل کونسل کا سپیکر ہو گا۔ تحصیل ناظم اپنی تحصیل میں منصوبوں کی تیاری اور تکمیل کے لئے ضلع ناظم کی معاونت کرے گا۔ تحصیل ناظم کے ماتحت ایک تحصیل میونسپل آفیسر (**ٹی ایم او**) ہو گا جو مختلف محکموں میں‌رابطے کا ذمہ دار ہو گا اس کے نیچے چار تحصیل آفیسر (**ٹی اوز**) ہوں گے جن کے ذمہ درج ذیل شعبے ہوں گے:

☆ مالیات، بجٹ اور حسابات

☆ بلدیاتی رابطے

☆ اراضی کی نگرانی اور استعمال

☆ شہری اور دیہی منصوبہ بندی

تحصیل کونسل کے اختیارات و ذمہ داریاں

☆ میونسپل فریضوں کی انجام دہی

☆ اراضی کی منصوبہ بندی اور ترقی بشمول ٹائون پلاننگ

☆ سرکاری محکموں کی کارگزاری کی نگرانی

☆ ضلعی حکومت کے منصوبوں پر عملدرآمد

تحصیل ناظم کی برخاستگی

تحصیل ناظم از خود بھی استعفیٰ دے سکتاہے مگراپنا استعفیٰ صوبائی چیف ایگزیکٹو کو بھیجے گا۔ اس کے خلاف بھی بالکل ضلع ناظم کی طرح تحریک عدم اعتماد پیش کی جا سکتی ہے، مگر نہ تو ابتدائی 6 ماہ کے دوران پیش کی جاسکتی ہے اور نہ ہی ناکامی کی صورت میں اگلے 12 ماہ کے دوران ازسرنو پیش کی جا سکتی ہے۔

سٹی گورنمنٹ

شہری خصوصیات کی حامل تحصیلوں کو مندرجہ ذیل بنیادوں پر شہری ضلع قرار دیا جائے گا:

☆ اگر اس کی آبادی اور یونین کونسلوں کی تعداد دیگر

تحصیلوں کے مقابلے میں بڑھ جائے؛

☆ اگر اس کی معیشت زراعت کے علاوہ مالیاتی اورتجارتی بنیادوں پر استوار ہو؛

☆ اگر اس میں موجود انتظامی ڈھانچہ اس کی ضرورت سے کم ہو۔ یہاں پر تحصیل کونسل کی جگہ ٹائون کونسلیں ہوں گی جن میں یونین کونسلوں کے نائب ناظم ہی بطور ممبر ہوں گے۔ پہلے مرحلہ میں اسلام آباد، لاہور، پشاور، کراچی، کوئٹہ اس میں شامل ہونے اور بعد میں فیصل آباد، گوجرانوالہ، ملتان، حیدر آباد، سکھر، راولپنڈی شامل ہوگئے ہیں۔ کسی ایک تحصیل کو شہری ضلع قرار دینے کے باوجود ضلع کی باقی ماندہ تحصیلیں اور ضلع کا سابقہ نام بھی قائم رہے گا۔اس کے ذمہ بلدیاتی کاموں کے علاوہ پبلک ٹرانسپورٹ کا انتظام، شہر سے گزرنے والے دریا اور شاہرات کی دیکھ بھال بھی شامل ہو گی۔ شہری ضلع سرکاری اور نجی اشتراک عمل سے ترقیاتی منصوبوں کاآغاز کرے گا۔ شہری علاقوں میں سرمایہ کی فراہمی نسبتاً زیادہ ہوتی ہے ، تعمیری کاموں میں استعمال کرنے کیلئے منصوبہ بندی بھی شہری ضلع کے پاس ہو گی۔ شہری پولیس کا مؤثر اورفعال نظام قائم کیا جائے گا۔

یونین کونسل

موجودہ لوکل گورنمنٹ سسٹم میں یونین کونسل پرائمری ادارہ ہے

جس کی بنیاد پر ضلعی نظام قائم ہے، کسی بھی ضلع میں جتنی یونین کونسلیں ہوں گی ان سب کے ممبران (عام کونسلرز) مل کر ضلعی ناظم کا انتخاب کریں گے- اسی طرح تحصیل یا ٹائون میں یونین کونسلوں کے ممبران مل کر تحصیل یا ٹائون ناظم کو منتخب کریں گے اور پھر ضلع کونسل کی تشکیل ضلع بھر کے یونین ناظمین اور عورتوں، مزدور کسان نمائندوں اور اقلیتی نمائندوں پر مشتمل ہو گی اور تحصیل کی تمام یونین کونسلوں کے نائب ناظمین تحصیل یا ٹائون کونسل کو تشکیل کریں گے- اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یونین کونسلیں لوکل گورنمنٹ سسٹم کا ستون ہیں کیونکہ یونین کونسلرز کا عوام کے ساتھ انتہائی قریبی تعلق بھی ہوتا ہے مگر فرائض اختیارات اور دائرہ کار کے لحاظ سے موجودہ نظام میں یونین کونسلیں نمائشی ادارے بن کر رہ گئے ہیں یونین کونسلوں کے حوالے سے زیادہ تر کام یونین ناظمین اور نائب ناظمین بطور ضلع کونسلر اور تحصیل کونسلر کرتے ہیں، جبکہ یونین کونسلرز کے حوالے سے ہونے والے کام بہت کم رہ گئے ہیں-

کل 16 فرائض ہیں جو یونین کونسلوں کے دائرہ اختیار میں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- یونین کونسل کے اپنے ترقیاتی بجٹ کی منظوری-

2- درج ذیل خدمات، معاوضے اور فیس وغیرہ کی منظوری:

پیشہ وارانہ لائسنس فیس، شادی بیاہ، پیدائش، اموات کی

رجسٹریشن اور تصدیق، مخصوص ذمہ داریوں کی ادائیگی کا معاوضہ، چوکیدارہ ٹیکس، کسی عوامی خدمت کی فراہمی کے عوض فیس، یونین ملکیت میں واقع عمارتوں کا کرایہ وغیرہ۔ صوبائی، ضلعی یا تحصیل گورنمنٹ کے کہنے پر کسی ٹیکس کی وصولی کا معاوضہ۔

3- سٹیزن کمیونٹی بورڈز کی تشکیل اور کارکردگی میں معاونت۔

4- محلہ اور ولیج کونسل کی تشکیل میں تحصیل و ضلع کونسل کی مدد۔

5- غربت کے مقابلے کیلئے امداد باہمی کے اداروں کی تشکیل میں مدد۔

6- نکاسی آب، فراہمی آب، سڑکوں، گلیوں، بھل صفائی وغیرہ میں معاونت۔

7- شجر کاری مہم۔

8- قبرستانوں کے انتظام میں تحصیل کی مدد۔

9- محلہ یا گائوں کے چوکیداروں کی ملازمت اور دیکھ بھال۔

10- ضلع / تحصیل یا ٹائون کو ان کی خدمات کی فراہمی میں مدد کرنا۔

11- یونین کی مانیٹرنگ کمیٹیاں برائے فنانس، پبلک سیفٹی، ہیلتھ ایجوکیشن، خواندگی پبلک ورکس اور خدمات کی تشکیل کرنا۔ یہ مانیٹرنگ کمیٹیاں دخل

اندازی کئے بغیر تحصیل / ٹائون یا ضلعی حکومت کی فراہمی خدمات کے ضمن میں مانیٹرنگ کریں گی اور اپنی رپورٹ یونین کونسل کو پیش کریں گی جو بذریعہ ناظم یا نائب ناظم ضلع یا تحصیل کونسلوں میں جائے گی اس طرح مانیٹرنگ کا رول محض رسمی کارروائی ہی رہے گا۔

-12 یونین کی کوڈ آف کنڈکٹ کمیٹی کو منتخب کرنا جو ضابطہ اخلاق کی پابندی کرائے گی۔

-13 یونین کونسل کے اکائونٹس کے لئے خصوصی کمیٹی کو منتخب کرنا۔

-14 یونین کی انصاف کمیٹی کو منتخب کرنا جو مصالحتی انجمن کے اراکین مصالحت کنندگان کو منتخب کرے گی جو تصفیہ طلب امور میں عدالت سے باہر تصفیہ کرائے گی۔

-15 یونین کونسل کی کارکردگی اور مانیٹرنگ کمیٹیوں کی کارکردگی پر نظر۔

-16 یونین ایڈمنسٹریشن کے خصوصی آڈٹ یا سالانہ اکائونٹس کی رپورٹ کا جائزہ۔

یونین کونسلوں میں کارروائی کا طریقہ کار

☆ یونین کونسل کا ہر ماہ کم از کم ایک دفعہ ملنا ضروری ہو گا۔ یونین کونسل کے فیصلے منظور کردہ قراردادوں کی

شکل میں ہوں گے۔ فیصلے سادہ اکثریت سے ہوں گے، مگر جب ووٹ برابر ہوں تو صدارت کرنے والا ووٹ ڈال سکے گا بصورت دیگر اس کاووٹ نہیں ہو گا۔

☆ یونین کونسلوں کے اجلاسوں کی صدارت ناظم کرے گا اس کی عدم موجودگی میں نائب ناظم صدارت کرے گا۔ دونوں کی عدم موجودگی میں حاضر ممبران اپنے میں سے کسی کو صدارت کے لئے منتخب کر لیں گے۔ اسی طرح ناظم یا نائب ناظم کے خلاف اگر عدم اعتماد پیش ہو تو وہ صدارت نہیں کرے گا۔ یونین کونسل کے اجلاسوں کے لئے کورم کل ارکان کا 51 فیصد ہو گا یعنی 7 ممبر موجود ہوں تو اجلاس کا کورم مکمل ہو گا۔

☆ یونین کونسل کے اجلاسوں میں عام پبلک بھی جا سکتی ہے اور کارروائی دیکھ سکتی ہے، تاہم اگر یونین کونسل کسی اجلاس کو بند کمرہ اجلاس قرار دے لے تو عام پبلک نہیں بیٹھ سکتی وگرنہ پبلک کے لئے تمام اجلاس کھلے ہیں۔

☆ یونین کونسلوں کی کارروائی ایک خصوصی اہل کار جسے یونین کونسل مقرر کرے نوٹ کرے گا اور ریکارڈ رکھے گا۔ یونین کونسلوں کے فیصلوں کو معطل کرنے کا اختیار تحصیل یا ٹائون کونسلوں کو حاصل ہے کہ اگر ان کے خیال میں کسی یونین کونسل کا کوئی فیصلہ مفاد

عامہ کے خلاف ہے تو وہ ایسے فیصلے کو کالعدم کرنے کے لئے ایک قرارداد منظور کر سکتی ہیں ایسی قراردادیں سادہ اکثریت سے منظور ہوں گی۔ اسی طرح صوبے کے چیف ایگزیکٹو کو اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ خیال کرے کہ کسی یونین کونسل کا فیصلہ خلافِ ضابطہ ہے یا مفاد عامہ کے خلاف ہے تو وہ اپنے خدشات کو تحریراً لکھ کر اس کونسل کو بھیجے گا اور فیصلہ کالعدم قرار دے کر لوکل گورنمنٹ کمیشن کو انکوائری کے لئے کہہ سکتا ہے جو 90 دنوں کے اندر اندر انکوائری کرے گا اگر انکوائری کے بعد متعلقہ فیصلہ خلاف ضابطہ ثابت ہو تو فیصلہ مستقلاً منسوخ ہو گا ۔اگر انکوائری 90 دن میں نہ ہو سکے تو یونین کونسل کا فیصلہ بحال ہو جائے گا۔ چیف ایگزیکٹو کے فیصلے کا اعلان سرکاری گزٹ میں کیا جائے گا۔

☆ یونین ناظم یونین کونسل کے پہلے اجلاس اور ہر سال کے پہلے اجلاس سے خطاب کرے گا، مگر وہ کسی وقت بھی یونین کونسل سے خطاب کر سکتا ہے۔

نائب یونین ناظم کی برخاستگی

نائب یونین ناظم از خود نائب ناظم کو بھیجے گا۔ اس کے علاوہ اگر

کسی یونین کونسلر کے خیال میں نائب ناظم مفاد عامہ یا مجموعی مفاد کے خلاف کام کر رہا ہو تو وہ اس کے خلاف تحریک برخاستگی پیش کر سکتا ہے جس کی تائید ایک دوسرے کونسلر کو کرنا ہو گی ایسی کسی تحریک کا نوٹس موصول ہونے پر ناظم 3 دن کے اندر اندر یونین کونسل کا اجلاس طلب کرے گا۔ اگر کونسل کا اجلاس جاری ہو تو ایسی تحریک کو فی الفور رائے شماری کے لئے اٹھایا جائے گا، مگر یہ رائے شماری الیکشن کمشنر کی طرف سے نامزد کردہ صدر کے اجلاس کی صدارت کے دوران ہو گی ۔دو تہائی ارکان یعنی 8 ارکان کی تائید سے تحریک منظور ہو جائے گی اور نائب ناظم اپنے عہدے سے فارغ تصور ہو گا ۔اور اگر یہ تحریک نامنظور ہو جائے تو اس کا محرک اور تائید کنندہ دونوں اپنی اپنی نشستوں سے فارغ ہو جائیں گے۔ یونین کونسل کی ایسی رائے شماری کا سرکاری اعلان چیف الیکشن کمشنر کریں گے۔ رائے شماری سے قبل نائب یونین ناظم کو اپنے دفاع میں یونین کونسل کو مخاطب کرنے کا حق حاصل رہے گا۔ یونین کونسل کی تشکیل کے پہلے سال کے دوران نائب ناظم کے خلاف ایسی کوئی تحریک پیش نہیں کی جا سکتی اور اگر کوئی تحریک ایک دفعہ نامنظورہو جائے تو ایسی صورت میں ایک سال تک دوبارہ ایسی تحریک پیش نہیں ہو سکتی۔ اس کا مطلب ہے کہ پورے عرصہ اقتدار کےے دوران نائب ناظم کو تین دفعہ ایسی تحریکوں کا اندیشہ لاحق

رہے گا۔ اس کے خلاف تحریک پر رائے شماری خفیہ بیلٹ سے ہو گی۔

یونین ایڈمنسٹریشن

☆ ہر یونین کونسل میں یونین ایڈمنسٹریشن ہو گی جو ایک کارپوریٹ باڈی ہو گی۔ اس میں یونین کونسل کا ناظم، نائب ناظم اور تین سیکرٹریز شامل ہوں گے اور بوقت ضرورت ماتحت عملہ شامل ہو گا۔ناظم یونین کا سربراہ ہو گا۔ نائب ناظم اس کی عدم موجودگی میں قائم مقام ہو گا۔ سیکرٹریوں کے ذمہ میونسپل ذمہ داریاں، رابطہ کاری اور مانیٹرنگ کمیٹیوں کے حوالے سے ذمہ داریاں تفویض ہوں گی۔ یونین ناظم کسی ایک سیکرٹری کو یونین کونسل کا اکائونٹنگ آفیسر مقرر کر سکتاہے۔

☆ یونین ایڈمنسٹریشن کے فرائض یونین کونسل سے دو امور میں زائد ہیں۔ کل 18 ذمہ داریاں ہیں جو یونین ایڈمنسٹریشن کے فرائض ہیں ان میں سے 16 کا ذکر یونین کونسلوں کے ذکر میں موجود ہے، جبکہ دو زائد امور یونین کونسل کے سالانہ بجٹ کی تیاری اور مقامی لائبریری کی دیکھ بھال ہے ۔تاہم ضلع گورنمنٹ اور تحصیل گورنمنٹ خصوصی ذمہ داریاں تفویض کر سکتی ہیں اسی طرح صوبائی حکومت بھی یونین ایڈمنسٹریشن کی ریگولیٹری اور فنانشل ذمہ داریوں کا تعین کرسکتی ہے۔

یونین ناظم

یونین کونسل کا سپیکر یونین انتظامیہ کا سربراہ اور ضلع کونسل کا ممبر ہو گا۔وہ یونین کونسل کی املاک کی حفاظت اور نقصان کا ذمہ دار ہو گا اور اس کی زیر ہدایت کونسل کے فیصلوں کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہو گی۔ یونین ناظم کے کسی فیصلے / حکم کو تحصیل کونسل / ٹائون کونسل / تحصیل ناظم یا ٹائون ناظم اپنی کونسل کی خصوصی قرارداد کے ذریعے کالعدم قرار دے سکتے ہیں ایسی قرارداد کو کل ممبر شپ کی سادہ اکثریت سے منظور کیا جانا ضروری ہے اور اس کے بارے میں نوٹیفکیشن بھی متعلقہ کونسل جاری کرے گی۔ اسی طرح صوبائی وزیراعلیٰ کو اختیارات حاصل ہیں اور اگر اس کے خیال میں کسی ناظم کا قدم یا فیصلہ قانون کی مطابقت میں نہیں ہے تو وہ اسے معطل کر کے لوکل گورنمنٹ کمیشن کو انکوائری کی ہدایت کر سکتا ہے اور اگر 90 دنوں کے اندر اندر ایسی انکوائری نہ کی جا سکے تو ناظم کے فیصلے بحال ہو جائیں گے۔

ناظم کی برخاستگی

یونین ناظم تحریری استعفیٰ ضلع نائب ناظم کو بھیج کر از خود مستعفی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی بھی یونین کونسلر ناظم کے خلاف برخاستگی کی تحریک پیش کر سکتا ہے مگر اسے ایک دوسرے کونسلر کی تائید حاصل ہونا لازمی ہے۔ ایسا نوٹس موصول

ہونے کے فوراً بعد نائب یونین ناظم 3 دن کے اندر اندر کونسل کا اجلاس بلائے گا۔ اگر اجلاس جاری ہو تو اگلے دن اس تحریک کو اٹھایا جائے گا۔ تحریک پر رائے شماری چیف الیکشن کمشنر کی زیرِ نگرانی خفیہ رائے دہی سے ہو گی اور کل رکنیت کے دو تہائی اکثریت سے منظور ہو گی۔ چیف الیکشن کمشنر ہی نوٹیفکیشن جاری کرے گا۔ اگر ایسی تحریک ناکام ہو جائے تو اس کا محرک اور تائید کنندہ دونوں اپنی اپنی نشستوں سے فارغ ہوجائیں گے۔ پہلے سال کے دوران کوئی تحریک پیش نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی ایک تحریک کے ناکام ہونے کے بعد ایک سال کے اندر دوسری مرتبہ پیش کی جا سکتی ہے۔

یونین کونسلوں کے ذیلی ادارے

لوکل گورنمنٹ قوانین کے تحت یونین کونسلوں کے تحت اور ان کے ذریعے کئی ایک ذیلی ادارے تشکیل پائیں گے۔ ان میں دو طرح کے ادارے ہیں۔ ایک تو ایسے ادارے جن کی تشکیل قانوناً لازمی ہے۔ دوئم ، ایسے ادارے جن کی تشکیل تحصیل، ٹائون یا ضلعی حکومت کے فیصلوں کے تحت ہو گی۔

آیئے ذرا تفصیل سے ان کا جائزہ لیں:

محلہ کونسل یا ویلج کونسل

تحصیل یا ٹائون کونسل اگر ضرورت محسوس کرے تو وہ کسی

محلہ یا گائوں کے لئے کونسل بنا سکتی ہے۔ اس کونسل کے ممبران کم از کم 5 اور زیادہ سے زیادہ 11 ہو سکتے ہیں، تاہم ایسی کونسل کے ممبران کی حتمی تعداد کا تعین متعلقہ تحصیل یا ٹائون کونسل ہی کرے گی۔ اس کونسل کو جو ذمہ داری دی جائے گی وہ بھی تحصیل یا ٹائون کا ناظم تفویض کرے گا۔ یہ کونسل منتخب نمائندوں پر مشتمل ہو گی جو کونسلرز نہیں ہوں گے۔ جب کوئی تحصیل / ٹائون کونسل ایسی محلہ یا ویلج کونسلوں کی تشکیل کا اعلان جاری کر دے تو 90 دن کے اندر اندر تحصیل یا ٹائون ایڈمنسٹریشن کے لئے لازمی ہو گا کہ وہ ان انتخابات کو منعقد کروائیں۔جو ممبرسب سے زیادہ ووٹ لے گا وہ اس کونسل کا چیئرپرسن ہو گا۔ خواتین، مزدور کسان، اقلیتی آبادی سے تعلق رکھنے والے بھی اس کونسل کا انتخاب لڑ سکتے ہیں۔ اس کونسل کی معیاد بھی یونین کونسل کے خاتمے تک ہے، مگر نئی کونسل کے اقتدار سنبھالنے تک پرانی کونسلیں کام کرتی رہیں گی۔ اگر کسی وجہ سے کوئی سیٹ خالی ہو جائے تو انتخابات میں ناکام امیدواران کی لسٹ میں سب سے زیادہ ووٹ لینے والا نامزد ہو جائے گا۔ ان کونسلوں میں خواتین، مزدور کسانوں اوراقلیتی آبادی کے لئے ایک ایک سیٹ مخصوص ہو گی۔

ویلج / محلہ کونسلوں کے فرائض

☆ فراہمی آب کے ذرائع کی بہتری میں مدد۔

☆ سینی ٹیشن اور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ میں معاونت۔

☆ مویشیوں کو نہلانے اور پانی پلانے والی جگہوں کی ذمہ داری۔

☆ پانی میں گندگی کا سدباب کرنا۔

☆ آمدورفت کے ذرائع میں خلل کی روک تھام۔

☆ غیر مسلح چوکیداروں کے ذریعے پہرے کا بندوبست۔

☆ کھیلوں، میلوں اور تہواروں کا انعقاد۔

☆ رضاکارانہ بنیادوں پر کام کے جذبے پیدا کرنا۔

☆ پارکوں، سیرگاہوں اور دوسری پبلک جگہوں کی صفائی و دیکھ بھال کے لئے کمیونٹی کو متحرک کرنا۔

☆ شجرکاری مہم۔

☆ غربت اور بدحالی کے بارے میں یونین انتظامیہ کو آگاہ کرنا۔

☆ یونین انتظامیہ کی مدد و تعاون تاکہ معاشی و سماجی سروے کیا جاسکے اور میونسپل فریضوں کی ادائیگی و سہولیات کے بارے میں اندازے لگائے جاسکیں۔

☆ قبرستان کا انتظام و انصرام، لینڈ ریونیو اور دوسرے کاموں میں معاونت۔

☆ ان کے ذریعے "سی سی بیز"قائم کئے جاسکتے ہیں۔

☆ یہ کونسلیں عوامی شراکت سے فنڈز جمع کرکے از خود میونسپل ذمہ داریوں کی فراہمی کر سکتی ہیں۔

پہلی ٹرم میں ایسی کونسلوں کی تشکیل کو قانوناً لازمی قرار دیا گیا تھا مگر 4 سالوں میں کہیں بھی یہ قائم نہیں کی جا سکی ہیں۔ لہٰذا اب دوسری ٹرم میں ان کا قیام لازمی نہیں رہا ہے بلکہ جہاں ضرورت محسوس ہو تحصیل / ٹائون کونسل انہیں بنا سکتی ہیں۔ ان کی ذمہ داریوں میں بنیادی طور پر وہی کام ہیں جو پہلے گائوں یا علاقے کے نمبردار کیا کرتے تھے۔ ان کونسلوں کے لئے کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے۔ ان کے اخراجات کہاں سے آئیں گے یہ سوال ہے جن کا معقول جواب ڈھونڈے بغیر یہ کونسلیں فعال نہیں ہوسکتیں۔یہ اب ایسے ذیلی ادارے ہیں جو تحصیل یا ٹائون کونسل کی منشا سے تشکیل پا سکیں گے۔علاوہ ازیں ،درج ذیل دیگر ذیلی اداروں کی تشکیل لازمی اور قانونی تقاضہ ہے :

مصالحتی انجمن

ہر یونین کونسل میں تین کونسلروں پر مشتمل مصالحتی کونسل بنائی جائے گی۔ مصالحتی انجمن کا چیئرمین تینوں کونسلروں میں سے ایک کو یونین کونسل کی انصاف کمیٹی بنائے گی۔ انصاف کمیٹی 30 دنوں کے اندر اندر چیئرپرسن کو مقرر کرے گی، تاہم یونین ناظمین کو مصلحین کی حیثیت سے

مقرر نہیں کیا جاسکتا، اگر مصالحتی انجمن میں کوئی عہدہ خالی ہوتا ہے تو یونین کی انصاف کمیٹی اسے جلد از جلد پر کرے گی۔ بدعنوانی کے الزامات کے تحت انصاف کمیٹی کسی مصلح یا مصلحین کو شوکاز نوٹس جاری کر کے مصالحتی انجمن سے معطل بھی کر سکتی ہے۔ مصالحتی انجمن کی تشکیل کا بنیادی تصور یہ ہے کہ یونین کونسل کی حدود میں رہنے والے شہریوں کے مابین تنازعات کا پرامن مگر آؤٹ آف کورٹ تصفیہ کے لئے کوششیں کی جائیں، تاہم ایسے مقدمات جیسے حدود کیسز وغیرہ جو رائج الوقت قانون میں تصفیہ طلب نہیں ہیں کے بارے میں مصالحتی انجمن کچھ نہیں کر سکے گی۔ اسی طرح دیگر امور کے بارے میں جو مصالحتی انجمن تصفیہ یا مصالحت کروائے گی اور اگر وہ کسی عدالت میں زیر مقدمہ ہوں تو متعلقہ عدالت کی منشا سے ہی یہ تصفیہ مکمل ہو گا۔ مصالحت انجمن کو کوئی عدالت بھی مقدمہ بھیج سکتی ہے کہ وہ فریقین کے مابین مصالحت کروائیں، اگر فریق یا فریقین مصالحت انجمن میں کسی دوسرے شخص کو بطور مصلح مقرر کرنے کی درخواست کریں تو یونین ناظم انصاف کمیٹی کے مشورہ سے اس شخص کو متعلقہ معاملہ تک مصلح مقرر کرسکتا ہے۔ مصالحت انجمن کی کارروائی میں فریقین اصالتاً یا وکالتاً حصہ لے سکتے ہیں۔ انجمن کے

احکامات کی نقول سیکرٹری جاری کرے گا۔ مصالحتی انجمن کی کارروائی میں کوئی رجسٹرڈ وکیل کسی فریق کی نمائندگی نہیں کر سکتا۔ مصالحتی انجمن کی کارروائی غیر رسمی انداز میں ’جہاں انجمن مناسب خیال کرے‘ چلائی جائے گی۔انجمن کی رپورٹ کو باقاعدہ لکھا جائے گا اور اس کی تصدیق شدہ کاپی یونین کونسل کے سیکرٹری سے حاصل کی جا سکے گی۔ کوئی مجاز عدالت کسی بھی معاملے کو جس کے بارے اسے خیال ہو کہ آئوٹ آف کورٹ تصفیہ ضروری ہے اسے مصالحتی انجمن کو بھیج سکتی ہے اس کیلئے ٹائم فریم اور شرائط کار طے کر سکتی ہے اور مصالحتی انجمن کے فیصلے کو ”رول آف کورٹ“ کے طورپر لے سکتی ہے ۔اگر مصالحتی انجمن مقررہ مدت میں تصفیہ نہ کرا سکے تو اس مدت میں اضافے کی درخواست کر سکتی ہے۔ مصالحتی انجمن کے صدر کو کنوینئر کہا جائے گا۔

سٹیزن کمیونٹی بورڈز (سی سی بی)

اس نظام کے تحت جو اچھے پہلو متعارف کرائے گئے ان میں سٹیزن کمیونٹی بورڈوں کا قیام بھی تھا۔ اس ضمن میں کئی ضلعوں میں مختلف ملکی و عالمی اداروں کی معاونت سے کمیونٹی بورڈ بنانے کی ترغیب اور معاونت کی ایک مہم چلائی گئی۔ لوکل گورنمنٹ قوانین کے تحت ہر سطح کی لوکل کونسل کے علاقہ

میں سٹیزن کمیونٹی بورڈز قائم ہو سکتے ہیں-سی سی بی ’ضلع، تحصیل ، ٹائون،یونین کونسل یا پھر محلہ یا گائوں ‘کی سطح پر قائم ہوسکتا ہے، مگر رجسٹریشن ضلع میں ہو گی- ان بورڈوں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں ہے، تاہم ان کی تشکیل میں علاقے کے منتخب نمائندے لوکل کونسلرز، ممبران اسمبلی حصہ نہیں لے سکتے اور نہ ہی ان کے عہدیداران بن سکتے ہیں، تاہم سرکاری ملازمین اس کے ممبران اور عہدیداران منتخب ہو سکتے ہیں- ان بورڈوں کی تشکیل کے لئے کچھ افراد نااہل ہیں جیسے کہ نابالغ، فاترالعقل، جسے عدالت نے مالی طور پر دیوالیہ قراردیا ہواور ڈیفالٹر-سٹیزن کمیونٹی بورڈ ضلع گورنمنٹ کے پاس باقاعدہ رجسٹرڈ ہوں گے- کمیونٹی بورڈ کے باقاعدہ عہدیداران ہوں گے اور ممبران جنرل کونسل ہوں گے- عہدیداران منتخب ہوں گے-

سٹیزن کمیونٹی بورڈوں کو چلانے کے لئے باقاعدہ آئین ہو گا جس میں عہدیداران، ان کے اختیارات اور فرائض، جنرل کونسل کے اختیارات، اجلاس کب ہوں گے، اجلاس کا کورم، فنڈز کا حساب کتاب وغیرہ کا ذکر کرنالازمی ہو گا- رجسٹرڈ بورڈوں کے سیکرٹری کے لئے لازم ہو گا کہ وہ سالانہ کارکردگی کی رپورٹ جنرل کونسل میں پیش کرے اور منظور شدہ کارروائی سے رجسٹریشن اتھارٹی کو آگاہ کرے- یہ سٹیزن کمیونٹی بورڈ ایک غیر منافع بخش رضاکار ادارہ کے طور پر کام کریں گے- ان کا باقاعدہ اکائونٹ کھولا جائے

گا اور دو ممبران کے دستخط سے یہ اکائونٹ چلایا جائے گا، جبکہ سیکرٹری حساب کتاب کا ذمہ دار ہو گا۔

سٹیزن کمیونٹی بورڈ دسمبر 2004ء

صوبہ جات	رجسٹرڈ	پراجیکٹ	زیرغور	منظور	تکمیل شدہ	جاری	فنڈز
پنجاب	7244	2622	179	1380	212	818	530.78ملین
NWFP	**4337**	**1226**	**59**	**716**	**124**	**457**	**101.56**ملین
سندھ	1837	1350	308	669	233	118	56.59ً ملین
بلوچستان	**442**	**76**	**0**	**0**	**0**	**0**	**0**
کل	13860	5274	546	2765	569	1393	688.93 ملین

بحوالہ ویب سائٹ NRB

(سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے بارے تفصیلات ضمیمہ**3**میں دیکھئے)

لوکل کونسلوں کااندرونی کنٹرول

لوکل گورنمنٹ قوانین کے مطابق ہر سطح کی لوکل کونسل کے اندر چیک اینڈ بیلنس کا ایک قانونی طریقہ موجود ہے جس کے ذریعے ناظمین، کونسلرز اور دوسرے افسران ایک دوسرے پر اور اداروں پر نگرانی کی ذمہ داریاں ادا کر سکتے ہیں۔ یہ اختیارات اور طریق کار درج ذیل ہیں۔

1- ضلع ناظم کو اختیار حاصل ہے کہ وہ تحصیل / تعلقہ / ٹائون / یونین اور میونسپل ایڈمنسٹریشن کی انسپکشن کے لئے افسر معائنہ مقرر کر سکتا ہے۔ اس طرح کی انسپکشن کی رپورٹیں، مقررہ فارمیٹ اور مقررہ مدت میں ضلع ناظم کو موصول ہونا لازمی ہیں، اس طرح کے معائنوں کی روشنی میں ضلع ناظم متعلقہ کونسل کے ناظمین کو مطلوبہ اقدامات کی تکمیل کے لئے احکامات جاری کر سکتاہے اور اگر ان احکامات کی تعمیل مقررہ مدت میں نہ کی جائے جو 30 دن تک ہو گی تو ضلع ناظم یہ معاملہ لوکل گورنمنٹ صوبائی کمیشن کو بھجوا سکتا ہے۔

2- ضلع ناظم کسی بھی ذیلی کونسل کے ناظم کو کسی معاملہ کی انکوائری کے لئے کہہ سکتاہے جس کی رپورٹ بمع انکوائری طریق کار کے بارے میں ضلع ناظم کو مطلع

کیا جانا ضروری ہے اور اگر ضلع ناظم اس انکوائری سے مطمئن نہ ہو تو وہ ضلع گورنمنٹ کے کسی آفیسر کے ذریعے ازسرِنو انکوائری کرا سکتا ہے اس انکوائری کی روشنی میں معاملات کے بارے میں ضلع ناظم مطلوبہ اقدامات کے لئے متعلقہ کونسل کو 30 دن کے اندر اندر اقدامات پر عملدر آمد کے لئے ہدایات بھیج سکتاہے۔ متعلقہ ناظم کو اس انکوائری کے بارے میں اپنی کونسل کو آگاہ کرناضروری ہو گا۔

-3 ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ وہ ضلع گورنمنٹ/ تحصیل / تعلقہ / ٹائون / میونسپل ایڈمنسٹریشن اور یونین ایڈمنسٹریشن کے بارے میں معلومات سے آگاہی حاصل کر سکے۔ ایسا کرنے کے لئے مقررہ فیس کی ادائیگی اور مقررہ فارموں پر درخواست ضروری ہے اور اگر مطلوبہ معلومات کی فراہمی پر کسی دوسرے قانون کی رو سے پابندی نہیں لگائی گئی تو ایسی معلومات درخواست کنندہ کو فراہم کی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح لوکل کونسل کی کارکردگی اور افسران بالا کے بارے معلومات ماہانہ بنیادوں پر کسی نمایاں جگہ پر آویزاں کی جائیں گی تاکہ شہری اس کا باآسانی ملاحظہ کر سکیں۔

4- **کمیٹیوں کے ذریعے مانیٹرنگ :** ضلع / تحصیل / ٹائون / تعلقہ / یونین کونسلوں میں اپنی کارکردگی اور دوسری خدمات کی فراہمی کا جائزہ لینے، معیار، مقدار اور طریقہ کار کے جائزہ کے لئے ہر کونسل میں کئی مانیٹرنگ کمیٹیاں منتخب کی جائیں گی جو سارا عرصہ متعلقہ امور کے بارے میں اپنی جائزہ رپورٹوں میں اپنی کونسل کو مطلع کرتی رہیں گی۔ یہ کمیٹیاں متعلقہ اداروں کے کام میں رکاوٹ بنے بغیر اپنی رپورٹیں مرتب کریں گی۔ رپورٹوں کے لئے مقررہ فارمیٹ طے کر دیا گیا ہے۔ یہ نگران کمیٹیاں ہیں ان کے اختیارات میں کمانڈ اینڈ کنٹرول شامل نہیں ہے۔ اسی طرح یہ اپنی رپورٹ صرف اپنی کونسل میں ہی پیش کر سکتی ہیں از خود کارروائی نہیں کر سکتیں۔ اگر کوئی ممبر کسی پبلک آفس کے کام میں مداخلت بے جا کا ارتکاب کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ مانیٹرنگ کمیٹی سے اس کی معطلی بھی ہو سکتی ہے اس طرح اگر کسی آفیسر کو کسی مانیٹرنگ کمیٹی سے کوئی شکایت پیدا ہو تو وہ متعلقہ کونسل کی ضابطہ اخلاق کمیٹی سے رجوع کر سکتا ہے۔ مانیٹرنگ کمیٹیاں کسی عہدیدار یا افسر کی کرپشن یا بے

ضابطگیوں کے بارے میں متعلقہ کونسل کے ناظم کو آگاہ کریں گی جو اپنی کونسل کو اعتماد میں لے کر قانون کے تحت کارروائی کر سکے گا۔

5- **ضابطہ اخلاق کمیٹی :** ہر سطح کی کونسل میں ایک ضابطہ اخلاق کمیٹی ہو گی جس کے ممبران کی تعداد کے بارے میں متعلقہ کونسل طے کرے گی۔ یہ کمیٹی ممبران کے ضابطہ اخلاق تیار کریں گی اور اس پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں گی۔ یہ کمیٹی اپنی کونسل کے تمام ممبران بشمول ناظمین کی بداعمالیوں کا نوٹس لے سکے گی اور اپنی کونسل کو مطلع کرے گی جو متعلقہ ممبر کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کا مجاز ادارہ ہے۔

ضلع ناظم کی معطلی

لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی ترمیمی دفعہ 129 کے تحت صوبے کے چیف ایگزیکٹو کے خیال میں کوئی ناظم جان بوجھ کر اس کے احکامات کی خلاف ورزی کر رہاہو اور دفعہ 128 کے تحت دیئے گئے احکامات کو جان بوجھ کر نظر انداز کرتا چلا آئے تو چیف ایگزیکٹو ایسے ناظم کی 90 دنوں کے لئے معطلی کے احکامات جاری کر سکتاہے اور اس عرصہ میں اس پر لگائے گئے چارج شیٹ کے حوالے سے لوکل گورنمنٹ کمیشن کو انکوائری کا حکم دے

سکتا ہے۔ انکوائری آفیسر کے لئے لازم ہے کہ متعلقہ ناظم کو صفائی کا موقع فراہم کرے اور اگر انکوائری درست ثابت ہو جائے تو ایسے ناظم کو برخاست بھی کیا جاسکتا ہے بصورت دیگر 90 روز کے اندر اگر کوئی فیصلہ نہیں لیا جاتاتو معطل شدہ ناظم بحال ہو جائے گا۔ ناظم کی معطلی کے دوران نائب ناظم قائم مقام ناظم ہو گا۔

صوبائی حکومت اور لوکل گورنمنٹ کے تعلقات

لوکل گورنمنٹ کا دائرہ کار متعلقہ صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار کے تحت ہے۔ لوکل گورنمنٹ صوبائی حکومت کے تفویض کردہ اختیارات کو بروئے کار لائے گی۔ صوبائی حکومت لوکل گورنمنٹ کے ذریعے اپنا کوئی ٹیکس اکٹھا کرا سکتی ہے ۔ایسی رقم کو متعلقہ صوبائی حکومتی محکمے کے اکائونٹ میں جمع کرانا لازمی ہو گا۔ اسی طرح صوبائی حکومت کی معاشی، سماجی اور ماحولیاتی پالیسیوں و تحفظات کی تکمیل بھی لوکل گورنمنٹ کا قانونی فرض ہو گا۔ صوبائی چیف ایگزیکٹو بذات خود یا اپنے نامزد کردہ خصوصی افسر کے ذریعے ضلعی ناظم کو ہدایات جاری کر سکتا ہے ۔ جہاں کسی فوری نوعیت یا مفاد عامہ کے معاملے میں مداخلت کی گنجائش ہو اور ضلعی ناظم ایسے معاملہ میں چیف ایگزیکٹو کے احکامات کو نظرانداز کر دے تو چیف ایگزیکٹو بذریعہ چیف سیکرٹری براہ راست اقدامات کے لئے ضلعی ڈی سی او اور

صوبائی پولیس آفیسر کو احکامات جاری کر سکتا ہے۔
اگر کسی ضلع میں امن و عامہ کے حوالے سے سنگین حالات پیدا ہو جائیں اور ضلعی ناظم غیر حاضر ہو تو صوبائی چیف ایگزیکٹو نائب ضلع ناظم کو تحریری حکم کے ذریعے ضلعی ناظم کے اختیارات تفویض کر سکتا ہے، تاہم ضلع ناظم واپسی پر خود چارج سنبھال لے گا۔ صوبائی حکومت کسی بھی ضلعی حکومت کو کوئی خاص فرائض کی ادائیگی کا حکم جاری کر سکتی ہے اور کسی صوبائی محکمہ کو ڈی سنٹرلائز کر سکتی ہے۔ تاہم اس صورت میں صوبائی حکومت متعلقہ ضلعی حکومت کے ساتھ خصوصی معاہدہ کرے گی۔

صوبائی لوکل گورنمنٹ کمیشن

سیکشن 131 کے تحت صوبائی حکومت صوبائی وزیر لوکل گورنمنٹ کی سربراہی میں مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل لوکل گورنمنٹ کمیشن مقرر کرے گی۔

- ☆ دو ممبران جنرل پبلک سے لئے جائیں گے ایک کو صوبائی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف نامزد کرے گا، جبکہ دوسرے کی نامزدگی قائد حزب اقتدار کرے گا۔
- ☆ صوبائی حکومت دو ٹیکنو کریٹ ممبر نامزد کرے گی۔
- ☆ صوبائی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ اس کمیشن کا بھی سیکرٹری ہو گا۔

☆ سیکرٹری کے علاوہ دیگر ممبران کا عرصہ اقتدار 4 سال ہو گا۔

☆ کمیشن کو سیکرٹریٹ کی سہولیات صوبائی محکمہ بلدیات فراہم کرے گا، جبکہ کمیشن کے لئے صوبائی بجٹ میں سے خصوصی بجٹ تفویض کیا جائے گا، تمام صوبائی محکمے اس کمیشن کی معاونت کے لئے پابند ہوں گے اس کمیشن کاسیکرٹری مالیاتی افسر اعلیٰ ہو گا۔

کمیشن کے بنیادی فرائض

☆ لوکل گورنمنٹ کی خصوصی اورسالانہ رپورٹیں مرتب کرنا اور وزیراعلیٰ کو پیش کرنا۔

☆ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ کسی واقعہ کی از خود نوٹس لیتے ہوئے یا وزیراعلیٰ کی ہدایت پر خودانکوائری کرنا یا ضلعی حکومت کے ذریعے انکوائری کا انعقاد کرنا۔

☆ از خود کارروائی یا وزیراعلیٰ کی ہدایت پر کسی ضلعی حکومت کا خصوصی آڈٹ کرانا۔

☆ دو ضلعی حکومتوں کے مابین یا کسی ضلعی حکومت اور صوبائی محکموں کے مابین اختلافات کو حل کرانا۔ البتہ اگر کمیشن کسی تنازعہ کو طے نہ کر اسکے تو ایسا معاملہ وزیراعلیٰ کے روبرو پیش کیاجاسکتا ہے۔

☆ تحصیل یا ضلعی حکومت کی سالانہ کارکردگی پر

مجموعی رپورٹ وزیراعلیٰ کو پیش کرنا۔

☆ اگر کسی ضلع کا ڈی سی او یہ خیال کرے کہ اس کے ناظم کا کوئی فعل خلاف قانون ہے یا ذاتی غرض کی بنا پرہے تو وہ اپنے صوبہ کے لوکل گورنمنٹ کمیشن کو تحریری طور پروضاحت کے لئے لکھ سکتاہے، مگر اس کی کاپی ضلع ناظم کو بھی بھیجی جائے۔ کمیشن ایسے معاملات کا جائزہ لے کر فیصلہ کرے گا جو حتمی فیصلہ ہو گا۔اسی طرح ضلع ناظم کو بھی اختیار حاصل ہے کہ اگر اس کے خیال میں ڈی سی او کی کارکردگی تسلی بخش نہیں ہے تو وہ صوبائی حکومت کو اس کی ٹرانسفر کے لئے کہہ سکتاہے اس کی نقل ڈی سی او کو بھی دی جائے گی۔ ایسی صورت حال میں یہ صوبائی حکومت کی مرضی ہے کہ وہ ضلع ناظم کی درخواست مان لے یا رد کر دے، ایسے حالات میں بھی کمیشن واقعات کی جان کاری لے کر وزیراعلیٰ کورپورٹ پیش کرے گا۔

☆ مقامی حکومتوں کی طرف سے قانونی خلاف ورزیوں کا نوٹس لے کر ایکشن لے گا۔

☆ کسی ضلع میں قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی ممبران اور ضلع، تحصیل یا ٹائون ناظمین کے مشترکہ مشاورتی اجلاسوں کے گاہے بگاہے انعقاد کی ذمہ داری بھی کمیشن

کے پاس ہو گی تاکہ سالانہ ترقیاتی منصوبوں، اسمبلی ممبران کے ترقیاتی گرانٹس کا استعمال، مشاورتی اجلاسوں کے فیصلوں کی تکمیل اور ترقیاتی سکیموں کا جائزہ، صوبائی حکومتوں کے ڈی سنٹر لائز محکموں کی کارکردگی کا جائزہ، تجزیہ، نگرانی اور تربیت وغیرہ کے مسائل بھی اس کمیشن کے توسط سے طے کئے جائیں گے۔

☆ کمیشن کے تحت ہونے والی انکوائری کے ضمن میں فیصلہ حتمی ہو گا اور متعلقہ ضلعی حکومتوں کو تسلیم کرنا ہو گا بصورت دیگر کمیشن وزیراعلیٰ کو سخت اقدامات کے بارے میں درخواست کر سکتا ہے۔

☆ اگر کسی انکوائری کے ضمن میں کمیشن کے خیال میں غیر جانبدارانہ انکوائری کے لئے متعلقہ ناظم کو معطل کرنا ضروری ہے تو کمیشن وزیراعلیٰ کو اس ناظم کو زیادہ سے زیادہ 90 دن تک معطل کرنے کی سفارش کر سکتا ہے۔ اسی طرح نائب ناظم کے خلاف بھی سفارش بھیج سکتا ہے۔

☆ کمیشن کو ضابطہ دیوانی کے تحت وہی اختیارات حاصل ہیں جو کسی سول کورٹ کو ہیں جیسے کسی شخص کو طلب کرنا یا حاضر ہونے کے احکامات دینا یا حلفاً بیان لینا وغیرہ۔

ضلعی محتسب

صوبوں میں 1997ء کے قوانین کے تحت صوبائی محتسب کام کر رہے ہیں۔ یہ بھی طے ہوا کہ ہر ضلع میں ایک محتسب مقرر کیا جائے گا جو اپنے ضلع کے شہریوں کی شکایات کی شنوائی کرے گا۔ شہریوں کی یہ شکایت تمام لوکل کونسلوں کے افسران ناظمین، نائب ناظمین کونسلران کے علاوہ تمام ''ہولڈرز آف پبلک آفس'' کے خلاف ہو سکتی ہیں۔ تمام عہدیداران اور افسران ضلع محتسب کے ساتھ اس کے فرائض کی بجا آوری میں معاونت کریں گے۔ ضلع محتسب کے عہدے کی معیاد 4 سال ہو گی اور وہ اس سے قبل مستعفی ہو سکتا ہے، جبکہ دوسری مرتبہ بھی 4 سال کے لئے مقرر ہو سکتاہے۔ وہ اپنا استعفیٰ ضلع کونسل کو بذریعہ نائب ضلع ناظم پیش کرے گا۔ اس کی تقرری:برخاستگی، دائرہ کار، فرائض منصبی، طریق کار اور اختیارات کی تفصیل درج ذیل ہے:

تقرری

گورنمنٹ ایک سلیکشن کمیٹی بنائے گی جس میں ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی طرف سے نامزد کردہ جج ہائی کورٹ ہو گا۔ ایک پبلک سروس کمیشن کا ممبر ہو گا اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہو گا۔ یہ کمیٹی ضلع محتسب کی تقرری کے لئے اشتہار شائع کرے گی اور امیدواران سے درخواستیں طلب کرے گی اور

کمیٹی کا منتخب کردہ ضلع محتسب باقاعدہ نوٹیفکیشن کے بعد ضلع کونسل میں اپنے عہدے کا حلف اٹھائے گا۔ ضلع محتسب کوئی دوسرا منافع بخش سرکاری عہدہ ملازمت یا کسی حکومتی خدمت کا حصہ نہیں بن سکتا۔ ضلع محتسب کا معاوضہ اور دیگر مراعات کے بارے میں حکومت فیصلہ کرے گی۔ ضلع محتسب پر سرکاری ملازموں کے قواعد و ضوابط لاگو نہیں ہوں گے۔

برخاستگی

ضلع محتسب کو ضلع کونسل ذہنی اور جسمانی نااہلیت کی بناپر برخاست کر سکے گی اس طرح کی برخاستگی کے بعد ضلع محتسب متعلقہ لوکل گورنمنٹ میں کوئی ملازمت نہیں کر سکے گا۔

اختیارات اور فرائض منصبی

ضلع محتسب لوکل گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں آنے والے تمام امور کے بارے میں پبلک کی شکایات سنے گا اور ازالہ کے لئے تحقیقات کر سکتا ہے۔ لوکل گورنمنٹ کے کسی بھی افسر کی طرف سے ناظمین یا نائب ناظمین یا افسران کی بے ضابطگیوں اور خلاف قانون افعال کے بارے میں تحقیقات کر سکتا ہے، تاہم یہ شکایت ذاتی نوعیت کی نہیں ہونا چاہئیں اور نہ ہی ایسے معاملات کے بارے میں ہونا چاہئیں جو کسی مجاز عدالت میں زیر سماعت ہوں۔

طریق کار

ضلع محتسب کو کوئی بھی متعلقہ شکایت کنندہ تحریری اور بیان حلفی کے ساتھ اپنی شکایت بھیج سکتا ہے اور اگر کسی کی حق تلفی ہوئی ہو یا نقصان پہنچا ہو اور اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے قانونی وارث بھی یہ شکایت پہنچا سکتے ہیں۔ شکایت جس معاملے کے بارے میں ہو اس کے وقوعہ کو 6 ماہ سے زائد عرصہ نہ گزرا ہو۔ ایسی کوئی شکایت موصول ہونے پر ضلع محتسب متعلقہ محکمہ کے ای ڈی او یا متعلقہ محکمے کو نوٹس جواب طلبی جاری کرے گا اگر اس طرح کے نوٹس کا جواب 30 دن کے اندر اندر موصول نہیں ہوتا تو ضلعی محتسب معاملہ کے بارے میں تحقیقات شروع کر سکتا ہے یا جواب کی مدت بڑھا سکتا ہے۔ ضلعی محتسب تحقیقات کے حوالے سے کوئی بھی قانونی ذریعہ اختیار کر سکتا ہے۔ ضلع محتسب کے روبرو اصالتاً یا وکالتاً پیش ہوا جا سکتا ہے۔ ضلع محتسب کی طرف سے ہونے والی تحقیقات کی بناپر محکمانہ طریق کار اور عملدرآمد متاثر نہیں ہوں گے۔ ضلع محتسب کسی معاملہ پر تحقیقات نہ کرنے کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے وہ شکایت کنندہ کو وجوہات سے آگاہ کرے گا۔ تحقیقات کی غرض سے ضلع محتسب کسی بھی افسر یا نمائندے سے مطلوبہ معلومات، دستاویزات یا اطلاعات طلب کر سکتا ہے۔ ان کو کہاں تک خفیہ

رکھا جائے اور کہاں ظاہر کیا جائے اس بات کا فیصلہ ضلع محتسب پر منحصر ہو گا۔

ضلع محتسب کی سفارشات اور عملدرآمد

☆ ضلع محتسب کو ضلع کونسل کی طرف سے موصول ہونے والے ریفرنس یا کسی شکایت یا کسی مسئلہ پر از خود نوٹس لے سکتا ہے یا ضلع ناظم کی درخواست یا ڈسٹرکٹ جج کی طرف سے موصول ہونے والے کسی ریفرنس پر تحقیقات کے بعد ضلع محتسب کو اگر محسوس ہو کہ شکایت کردہ معاملے میں بدعنوانیاں یا بے ضابطگیاں پائی گئی ہیں تو وہ ان کی اصلاح کے لئے متعلقہ ادارے، افسران، ناظمین کو اپنی سفارشات بھیجے گا جس میں اصلاح کے اقدامات بھی تجویز ہوں گے۔ وہ اس معاملے پر مزید غور کی ہدایت بھی کر سکتاہے۔ وہ اس فیصلے یا معاملے کی معطلی یا منسوخی کے بارے میں بھی کہہ سکتا ہے۔ وہ مزید تشریح یا وضاحت کے بارے میں کہہ سکتاہے۔ اسی طرح وہ ڈسپلنری ایکشن بھی لے سکتا ہے کہ فلاں پبلک آفیسر کے خلاف کارروائی کی جائے۔ ایک مقررہ مدت میں شکایت کردہ مسئلے کے حل کی سفارش کر سکتا ہے۔ ضلع محتسب اپنے اختیارات کی حدود کے اندر

کوئی بھی قدم اُٹھا سکتا ہے۔

☆ ضلع محتسب سفارش کرے گا کہ متعلقہ ادارہ یا آفس مقررہ مدت کے اندر اندر ان سفارشات پر عملدرآمد کے بارے میں ضلع محتسب کو رپورٹ بھیجے گا۔ اگر ضلع محتسب کی سفارشات پر عملدرآمد نہ کیا جائے تو وہ متعلقہ ضلع ناظم کو کہہ سکتا ہے جو ان پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے متعلقہ آفس کو حکم دے گا۔ اگر ضلع ناظم کے خیال میں ان سفارشات پر عملدرآمد مفاد عامہ کے خلاف ہو تو وہ ضلع ناظم کو اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے نظرثانی کے بارے کہہ سکے گا۔ اگر دوبارہ پھر ضلع محتسب اپنی سفارشات کی تصدیق کر دے تو ضلع ناظم صوبائی لوکل گورنمنٹ چیئرمین کو مسئلہ بھجوا دے گا جس کا حکم حتمی ہو گا۔

☆ اگر ضلع محتسب کے خیال میں کسی آفیسر نے مجرمانہ غفلت کی ہے تو وہ متعلقہ اتھارٹی کو مذکورہ آفیسر کے خلاف فوجداری کارروائی کے لئے کہہ سکتاہے۔

ضلع محتسب کو ضابطہ دیوانی 1908ء کے تحت مندرجہ ذیل اختیارات بعینہ سول کورٹ حاصل ہوں گے:

-1 کسی شخص کی طلبی اور حاضری اور بیان حلفی لینے کے اختیارات۔

-2 دستاویزات کی طلبی۔

-3 شہادتوں کا حصول اور جائزہ۔

4- شہادتوں کے لئے لوکل کمیشن بنانا۔

5- کسی مسئلہ کے بارے میں معلومات کی فراہمی کے لئے متعلقہ فرد یا آفس کو حکم دینے کا اختیار۔

6- ضلع محتسب کے خیال میں اگر کسی شخص کی شکایت غلط یا جان بوجھ کر کی گئی ہواور اس کی وجہ سے جس پبلک آفس یا ادارے کو تکلیف پہنچی ہوتو اس کے لئے زرتلافی یا ہرجانہ شکایت کنندہ سے وصول کیا جائے گا اور یہ لینڈ ریونیو کی وصولی کی طرح ہو گی، تاہم متعلقہ شخص کو قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہو گا۔ ضلع محتسب کے احکامات یا سفارشات کو نظر انداز یا خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف ضابطہ کے تحت کارروائی کا حق بھی حاصل ہو گا۔ ضلع محتسب کو بک آف اکائونٹس یا متعلقہ دستاویزات کے معائنہ، نقول کے حصول اور انہیں سیل بند کرنے کا اختیار ہو گا۔ ضلع محتسب شکایت کنندہ کے حق میں زرتلافی کا ایوارڈ جاری کر سکتا ہے جو متعلقہ آفس سے وصول کیا جا سکے گا۔ ضلع محتسب لوکل گورنمنٹ کے تمام عہدیداران اور افسران کی معاونت اور خدمات حاصل کر سکے گا۔ لوکل گورنمنٹ کے افسران و عہدیداران کے بیانات اور دستاویزات جو وہ فراہم کریں گے کسی دوسرے سول مقدمہ

میں ان کے خلاف استعمال نہ کیا جاسکے گا۔ ضلع محتسب اپنے محکمہ کا انتظامی سربراہ ہو گا اور اپنی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ ضلع کونسل کو پیش کرے گا۔ یہ پبلک کے معائنہ کے لئے بھی دستیاب ہو سکے گی۔

ضلعی مشاورت کمیٹی

ہر ضلع میں قانون کی رو سے ایک ضلعی مشاورت کمیٹی ہو گی جس کا سربراہ ضلع ناظم ہو گا اور تمام تحصیل / ٹائون ناظمین و نائب ضلع ناظم اس کے ممبران ہوں گے۔ ڈی سی او اس کمیٹی کے سیکرٹری کے طور پر کام کرے گا۔ ضلعی مشاورت کمیٹی کم از کم ماہانہ بنیادوں پر ہر صورت اجلاس کرے گی۔ بہرحال کوئی دو ناظمین اور ضلع ناظم اس کا اجلاس کسی وقت بھی طلب کر سکتے ہیں۔ اس کے اجلاسوں کی کارروائی صوبائی گورنمنٹ کو بھیجی جائے گی۔ کمیٹی کی بنیادی ذمہ داریوں میں یہ شامل ہے کہ وہ ضلع کے لئے مربوط ترقیاتی پلان کا خاکہ وضع کرے۔ تحصیلوں کے باہمی مشترکہ منصوبوں پر غور کرے۔ باہمی تنازعات کو طے کرنا، آفات کی صورت میں مشترکہ ذرائع ڈھونڈنا، ضلع کے اقتصادی امکانات کی روشنی میں سمت کا تعین بھی کمیٹی کی ذمہ داری ہے۔

لوکل گورنمنٹ کے انتخابات

لوکل کونسلوں کے انتخابات دو مرحلوں میں ہر چارسال بعد منعقد ہوں گے۔ انتخابات کا انعقاد چیف الیکشن کمشنر کی ذمہ داری ہو گی۔ انتخابات کی تاریخ کا اعلان ہونے کے بعد لازمی ہو گا کہ وہ انتخابی شیڈول جاری کرے۔ یونین کونسلوں کے انتخابات بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست ہوں گے۔ووٹرز اپنی یونین کونسل میں یونین ناظم، نائب یونین ناظم اور 4 جنرل کونسلرز، 2 خواتین کونسلرز، 2 مزدور کسان کونسلرز اور 2 خواتین کونسلرز اور ایک اقلتی کونسلر کو منتخب کریں گے

☆ یونین کونسل کے ناظم اور نائب ناظم ایک پینل کے طور پر الیکشن لڑیں گے، جبکہ تحصیل، ٹائون اور ضلع کے ناظم اور نائب ناظم الگ الگ حیثیت میں انتخاب لڑیں گے۔

☆ ضلع ناظم کے انتخاب میں ضلع میں موجودہ تمام یونین کونسلوں کے تمام کونسلرز اور تحصیل / ٹائون یا تعلقہ ناظم کے انتخاب کے لئے تحصیل یا ٹائون میں واقع یونین کونسلوں کے تمام کونسلرز ووٹ ڈالیں گے۔

ضلع کونسل میں عورتوں، محنت کشوں اور اقلیتی آبادی کے لئے مخصوص نشستوں کے انتخاب کے لئے ضلع بھر کے یونین کونسلرز بمع ناظمین ووٹ ڈالیں گے اسی طرح تحصیل اور ٹائون کونسلوں میں

بھی ان مخصوص نشستوں پر تحصیل اور ٹائون کی حدود میں واقع یونین کونسلوں کے تمام ممبران ووٹ ڈالیں گے۔تاہم ضلع کونسل میں موجود عورتوں کی نشستیں تمام تحصیلوں یا ٹائون کے مابین تقسیم کردی جائیں گی تاکہ ہر تحصیل یا ٹائون کو نمائندگی مل سکے ۔

☆ ضلع ناظم، تحصیل ناظم یا ٹائون ناظم کے عہدے کا انتخاب لڑنے والے امیدواران اپناانتخابی منشور الیکشن سے قبل جاری کریں گے اور اس کی کاپی کاغذاتِ نامزدگی کے ساتھ نتھی کی جائے گی۔

☆ نائب ناظم ضلع، تحصیل اور ٹائون کو متعلقہ کونسل منتخب کرے گی یعنی پہلے ناظم منتخب ہوں گے اور مخصوص سیٹوں پر انتخابات ہوں گے پھر نائب ناظمین کے انتخابات ہوں گے۔ صرف یونین کونسل کے نائب ناظم کو براہ راست ووٹرز منتخب کریں گے۔

☆ لوکل کونسلوں کے انتخابات چار سالوں کے بعد منعقد ہوں گے اور اس مدت کا تعین 14اگست سے ہوگا۔

☆ لوکل گورنمنٹ کے انتخابات چیف الیکشن کمشنر کی وساطت اور زیر نگرانی ہوں گے وہ اپنی معاونت کے لئے سرکاری مشینری سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ ضلع، تحصیل، ٹائون کے ناظم کے لئے جو شخص سب سے زیادہ ووٹ لے گا وہ منتخب تصور ہو گا اسی طرح یونین

کونسلوں کے انتخابات میں ناظم اور نائب ناظم کا جو پینل سب سے زیادہ ووٹ لے گا وہ منتخب ہو گا۔

گزشتہ انتخابات میں ضروری تھا کہ جیتنے والا پینل یا ناظم 51 فیصد ووٹ حاصل کرے۔وگرنہ رن آف الیکشن کے ذریعے اوپر والے دو پینل یا دو امیدوار ایک بارپھر انتخابی عمل سے گزریں گے۔ جن جگہوں میں کسی پینل کو 51 فیصد ووٹ نہیں ملتے تھے وہاں دوبارہ انتخاب ہوتا تھا جو اب ختم کر دیا گیا ہے۔

☆ عورتوں کی مخصوص نشستوں اور محنت کشوں و اقلیتی آبادی کے لئے مخصوص نشستوں پر انتخابات ملٹی ممبر وارڈ کی طرز پر ہوں گے یعنی جتنی نشستیں ہوں گی امیدواروں کی فہرست سے اوپر والے اتنے امیدوار منتخب ہو جائیں گے۔ ون ٹو ون مقابلہ نہیں ہو گا۔

☆ کسی لوکل کونسل میں سیٹ خالی ہو جائے تو اس پر ضمنی انتخاب ہو گا اور کونسل کی باقی ماندہ مدت کے لئے امیدوار منتخب کیا جائے گا، یہ ضمنی انتخابات سال میں ایک دفعہ ہوں گے۔ اس سال کا تعین کونسل کے آغاز سے ہو گا۔ البتہ جس سال صوبائی و قومی اسمبلی کے انتخابات منعقد ہوں گے اس سال یہ مدت 18 ماہ پر محیط ہو جائے گی۔ ضلع ، تحصیل، ٹائون اور یونین ناظمین کی خالی ہونے والی نشست پر ضمنی انتخاب 120 دنوں کے اندر اندر ہو گا۔

☆ جب تک نئے ناظم کا انتخاب نہیں ہو گا۔ کونسل کے ممبران اپنے میں سے ایک قائم مقام ناظم کو منتخب کر لیں گے جو نئے منتخب ناظم کے اقتدار سنبھالنے تک کام کرے گا، مگر وہ خود ناظم کا امیدوار نہیں بن سکے گا۔ وہ بطور ممبر بھی اپنی نشست پر قائم رہے گاہر کونسل میں نائب ناظم اپنی کونسل کے ناظم کی نشست خالی ہونے پر قائم مقام ناظم نہیں بن سکے گا۔

☆ نائب ناظمین کی خالی نشست دس دنوں کے اندر اندر پُر کی جائے گی۔

ووٹر کون ہو گا

جو پاکستان کا شہری ہو، اس کی عمر الیکشن والے سال کی پہلی جنوری کو 18 سال ہو گئی ہو۔ وہ دوسری شرائط جن کا اعلان چیف الیکشن کمشنر کریں پر پورا اُترتا ہو وہ بطور ووٹر رجسٹر ہوسکے گا۔ انتخابی فہرستیں برائے لوکل گورنمنٹ انتخابات کی تیاری کی ذمہ داری چیف الیکشن کمشنر کے پاس ہے جو انہیں تیار بھی کرے گا اور نظرثانی کے ذریعے ترامیم و اضافے کا اختیار بھی رکھے گا۔

☆ ہر کونسل کے ناظمین اور نائب ناظمین اپنے عہدوں سے مستعفی ہو کر کسی بھی دوسرے عہدے کے لئے امیدوار بن سکتے ہیں، تاہم یونین ناظم یا نائب

یونین ناظم ضلع کونسل اور تحصیل کونسل کی مخصوص ن شستوں یا نائب ضلع ناظم یا نائب تحصیل ناظم کے عہدوں کے لئے انتخاب نہیں لڑ سکتے، مگر یونین کونسلرز، تحصیل اور ضلع کونسلوں کے ممبران بغیر استعفیٰ دیئے کسی بھی دوسرے عہدے کے انتخاب لڑ سکتے ہیں۔

☆ کوئی بھی ممبر ایک وقت میں دو عہدے نہیں رکھ سکتا۔

☆ ناظمین ایک ہی عہدے پر دو بار سے زیادہ بار منتخب نہیں ہو سکتے۔

☆ اگر چیف الیکشن کمیشن از خود کارروائی کرے یا کسی شخص کی شکایت پر کارروائی کرے کہ کسی ممبر یا ناظم نے مطلوبہ شرائط اہلیت بابت کچھ چھپایا ہے یا غلط بیانی کی ہے یا وہ اہلیت نہیں رکھتا تو چیف الیکشن کمشنر خود یا کسی افسر مجاز کی وساطت سے اس ممبر یا ناظم کو شوکاز نوٹس جاری کرے گا اور اگر اس کے جواب سے مطمئن نہ ہو تو اسے برطرف کیا جائے گا، تاہم برطرفی سے قبل اس کو صفائی کا موقع دیا جائے گا۔

☆ ممبر اور ناظمین اپنی کونسل کے نائب ناظم کو تحریری دستخطوں کے ساتھ اپنا استعفیٰ بھیج سکتے ہیں، تاہم جس کے خلاف انکوائری ہو رہی ہو وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

☆ برطرفی، برخاستگی، منتخب ہونے اور کسی نشست کے

خالی ہونے کے بارے میں تمام نوٹیفکیشن چیف الیکشن کمشنر جاری کریں گے۔

☆ ہر سطح کی لوکل کونسل شکایات کے ازالہ کے لئے ایک خصوصی سیل قائم کرے گی۔

☆ ناظمین، نائب ناظمین اور ممبران کو حکومت کی جانب سے گاہے بگاہے دی جانے والی ٹریننگ میں شریک ہونا لازمی ہو گا۔

☆ لوکل گورنمنٹ کے کسی فعل یا آرڈر سے اگر کسی شخص کو گزند پہنچے تو وہ قانون کے مطابق اپیل کر سکے گا۔

☆ صوبائی گورنمنٹ سرکاری گزٹ کے ذریعے رولز بنا کر ان کی تشہیر کرے گا۔

☆ ہر سطح کی لوکل کونسل اپنے لئے بائی لاز خود وضع کرے گی۔

☆ صوبائی حکومت لوکل گورنمنٹ قوانین میں موجود کسی بھی ابہام کو دور کرنے کے لئے بااختیار ہے۔

انتخابی جرائم

انتخابات کے دوران مندرجہ ذیل افعال انتخابی جرائم تصور ہوں گے جن کی سزا متعلقہ ریٹرننگ افسر موقع پر ہی دے سکیں گے:

(i) درج ذیل انتخابی جرائم کی سزا تین سال تک قید یا پانچ ہزار روپے جرمانہ یا دونوں ہوں گے؛

– رشوت ،بے جا اثر و رسوخ اور کسی ترغیب و تحریص کے

ذریعے کسی بھی طرح سے ووٹر پر اثر انداز ہونا کہ وہ اپنا ووٹ کسی خاص امیدوار کو دے یا نہ دے۔ رشوت میں نقد رقم، ملازمت یا کوئی اور لالچ شامل ہوں گے۔

- کسی امیدوار کو کاغذات واپس لینے یا مقابلے سے دست بردار کرانے کی کوشش کرنا۔
- کسی اور کی جگہ ووٹ ڈالنے کی کوشش کرنا۔

(ii) درج ذیل جرائم کی سزا ایک ہزار روپے تک جرمانہ ہو گی؛

- کسی سرکاری افسر پر بے جا اثرورسوخ ڈالنے کی کوشش کرنا۔
- کسی پولنگ سٹیشن سے بیلٹ پیپر ضائع کرنا۔
- الیکشن مہم میں کسی ایسے نشان کو استعمال کرنا جو اسے الاٹ نہ کیا گیا ہو۔
- کسی ووٹر کو ووٹ ڈالنے سے روکنا۔
- پولنگ والے دن پولنگ سٹیشن کی حدود کے دو سو میٹر کے اندر کنویسنگ کرنا۔
- ووٹ ڈالنے سے روکنے کے لئے زخم یا نقصان پہنچانا یا اغوا زیادتی اور زبردستی کی کوشش کرنا۔
- کسی قسم کا غلط بیان دینا یا شائع کرنا۔

(iii) درج ذیل افعال کی سزا تین ماہ تک قید، دو ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں ہوں گی؛

- پولنگ اسٹشن کی حدود میں غل غپاڑہ اور شور و غوغا مچانا۔
- گراموفون یا سپیکر استعمال کرنا، نعرہ بازی یا کوئی ایسا کام جس سے پولنگ متاثر ہو۔
- کاغذات نامزدگی یا بیلٹ پیپر میں ہیر پھیر، کسی بیلٹ بکس کو نقصان پہنچانا، بیلٹ پیپر پھاڑنا، کسی دوسرے کو بیلٹ پیپر دینا، کاغذات یا پیکٹوں پر لگی ہوئی سیل یا مہر کو بغیر اتھارٹی کے نقصان پہنچانا۔

(iv) پولنگ اسٹیشن پر تعی‌نات کوئی ایجنٹ، امیدوار یا کوئی دوسرا شخص ووٹ کا خفیہ پن قائم نہ رکھے یا راز افشا کرے تو سزا چھ ماہ تک قید یا ایک ہزار روپے جرمانہ یا دونوں ہوں گی۔

(v) انتخابات کے دوران ڈیوٹی دینے والا کوئی سرکاری افسر بشمول پریزائیڈنگ آفیسر، پولنگ آفیسر، ڈیوٹی کلرک ی ا پولیس مین اگر درج ذیل کام کرے گا تو اسے چھ ماہ تک کی قید یا ایک ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی؛

- کسی ووٹر کو مخصوص امیدوار کو ووٹ ڈالنے کے لئے کہنا،
- کسی ووٹر کو ووٹ ڈالنے سے روکنا،
- کسی بھی ذریعے سے ووٹنگ پراثر انداز ہونا،
- کسی امیدوار کے انتخاب کو بہت آسان یا مشکل بنانا،
- ووٹنگ کو خفیہ نہ رکھنا،

- اتھارٹی کے بغیر ووٹنگ کے بارے میں کسی کو آگاہ کرنا،
- کسی امیدوار کو ایسی اطلاع دینا جس سے کسی خاص بیلٹ پیپر کی شناخت ممکن ہو۔

(vi) اپنی مقررہ ڈیوٹی سے غفلت برتنے پر ایک ہزار روپے جرمانہ ہو گا۔

منتخب ممبران اور امیدواران کی اہلیت

پاکستان کا شہری ہو۔ کم از کم عمر 25 سال ہو۔ اپنی وارڈ میں بطور ووٹر درج ہو۔ بااخلاق ہو، اس کی شہرت اس حوالے سے نہ ہو کہ وہ شعائر اسلام کی تضحیک کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے بخوبی واقف ہو، گناہ کبیرہ سے بچا ہو۔ غیر مسلم ہونے کی شکل میں اچھی شہرت کا حامل ہو۔ ناظم، نائب ناظم کے امیدوار کے لئے تعلیم میٹرک ۔اسے فاترالعقل قرار نہ دیا گیا ہو، کسی سرکاری ملازمت سے بدعنوانی کے تحت نکالا نہ گیاہو۔ وفاقی، صوبائی لوکل گورنمنٹ یا اس کے زیرانتظام کسی ادارہ کی ملازمت نہ کرتا ہو اور ملازمت چھوڑے 6 ماہ سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہو۔ ذاتی اثاثہ جات اس کی اعلان کردہ آمدن سے مماثل ہوں چاہے یہ اثاثے اس کے اپنے نام یا زیر کفالت بیوی بچوں کے نام پر ہوں۔ ڈیفالٹر نہ ہواور اس کے ذمہ سرکاری واجبات بشمول 6 ماہ سے زائد یوٹیلیٹی بلز واجب الادا نہ ہوں۔ کسی بھی طور سزا یافتہ نہ ہو۔ تین ماہ سے زائد سزا نہ ملی ہو اور ایسی سزا کو پانچ سال گزر گئے ہوں۔ کسی عدالت نے دیوالیہ قرار نہ دیاہو۔ جس لوکل کونسل کا ممبر ہو اس

کے ساتھ مالیاتی فوائد کے حصول کا بزنس نہ کر رہا ہو۔ مملکت کے نظریہ پالیسی سے متصادم سرگرمیوں میں حصہ نہ لے۔ کسی پارٹی، نسلی گروپ، فرقہ پرست گروہ اور ذات برادری کی بنیادپر انتخاب میں حصہ نہ لے۔ اگر وہ ان شرائط کی خلاف ورزی کا مرتکب پایا جائے تو چیف الیکشن کمشنر اسے 4 سال کے لئے نااہل قرار دے سکتا ہے۔بے شك وہ امیدوار ہو یا منتخب ممبردونوں صورتوں میں اس کی نااہلیت قراردی جاسکتی ہے۔

لوکل گورنمنٹ فنانس

ہر سطح کی لوکل کونسل کے لئے الگ فنڈ ہو گا جسے سٹیٹ بینک، ڈاکخانہ، سرکاری خزانے یا کسی شیڈولڈ بنک میں رکھا جائے گا۔ اس کے بارے میں قواعد حکومت جاری کرے گی اور گاہے بگاہے نظر ثانی بھی کرے گی۔ یہ فنڈز متعلقہ اکائونٹس آفیسر جس کی تقرری متعلقہ کونسل کرے گی کے ذریعے استعمال کیا جائے گا۔ ہر قسم کی آمدن، گرانٹ، ریونیو، عطیات ، کرایہ جات اور جرمانوں سے وصول شدہ رقم اس فنڈ میں آئے گی۔ اخراجات کے لئے ہر کونسل صوبائی بجٹ اجلاس کی منظوری کے بعد اپنا سالانہ بجٹ کونسل میں پیش کرے گی اور سادہ اکثریت سے اسے منظور کرے گی۔ اس بجٹ سے کونسل ناظمین، نائب ناظمین اور کونسلروں کے لئے اعزازیہ جات کا فیصلہ کرسکتی ہے۔

لوکل کونسل فنڈز سے کوئی کونسل اپنے لئے اعلیٰ کونسل کو فنڈز ٹرانسفر نہیں کر سکے گی ماسوا قرضہ جات کی واپسی یا ذمہ داریوں کے عوضانے کے علاوہ۔ مگر لوکل کونسل اپنے سے نیچے اورسی سی بی کو مطلوبہ فنڈز فراہم کر سکے گی۔سی سی بی کو فنڈز فراہم کرنے کے لئے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی دفعہ 119 کے تحت وضع کئے گئے قانونی شقوں کی پابندی لازمی ہو گی۔لوکل گورنمنٹ فنڈ میں کچھ اخراجات لازمی ہیں جو چارجڈ اخراجات کہلاتے ہیں۔ ان میں متعلقہ کونسل کا سالانہ بجٹ تمام انتظامی اخراجات اور کسی عدالتی فیصلے کی تعمیل میں اُٹھائے گئے اخراجات شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اگر سود یا قرضوں کی ادائیگی کی جائے تو وہ بھی اس فنڈ سے ہو گی۔ سالانہ بجٹ کی تیاری انتظامیہ کی مدد کے ساتھ ناظم کرے گا اور وہی اسے متعلقہ کونسل میں پیش کرے گا۔ اس بجٹ میں چارجڈ اخراجات کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے، مگر اس پر رائے شماری نہیں ہو سکتی۔ بجٹ کی منظوری سادہ اکثریت سے کی جائے گی۔

آڈٹ

ہرسطح کی لوکل کونسل کے اکائونٹس اور حساب کتاب کا سالانہ آڈٹ حکومت پاکستان کے آڈیٹر جنرل کے زیراہتمام ضلع گورنمنٹ اور تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے ناظمین ایک

آڈیٹر مقرر کریں گے جو آزادانہ اور خود مختار حیثیت میں سالانہ بنیادوں پر آڈٹ کرے گا جو ناظم کی وساطت سے متعلقہ کونسلوں میں پیش کیا جائے گا۔

صوبائی لوکل گورنمنٹ فنانس کمیشن

ہر صوبہ میں گورنر لوکل گورنمنٹ قوانین کے تحت صوبائی فنانس کمیشن قائم کرے گا۔ جس کے 10 ممبران ہوں گے۔ ان میں سے 4 ممبران بحیثیت عہدہ اس کے ممبر ہوں گے ان میں متعلقہ وزیر خزانہ کمیشن کا چیئرمین ہو گا، جبکہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ ، سیکرٹری محکمہ خزانہ، سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ 3 ممبران پرائیویٹ سیکٹر سے نامزد کئے جائیں گے۔ ان کی نامزدگی گورنر کرے گا۔ پرائیویٹ سیکٹر سے مراد ہے غیر سرکاری ملازمین ان کے علاوہ ایک ضلع ناظم، ایک تحصیل یا ٹائون ناظم اور ایک یونین ناظم بھی اس کمیشن کا ممبر ہو گا۔ کمیشن کے ممبران کی مدت 3 سال ہو گی۔ کوئی بھی ممبر گورنر کو تحریری حکم کے ذریعے اپنا استعفیٰ بھیج سکتا ہے۔ ممبران باقاعدہ حلف اُٹھائیں گے۔ ممبران کو اعزازیہ بھی دیا جائے گا ہر ممبر کو ضروری سٹاف اور سرکاری معاونت فراہم ہو گی۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ بطور سیکرٹریٹ کام کرے گا۔غیر سرکاری ممبران دو بار سے زائد کمیشن کے ممبران منتخب نہیں ہو سکیں گے اور اپنا عہدہ

چھوڑنے کے دو سال بعد تک کسی سرکاری یا لوکل گورنمنٹ کی ملازمت اختیار نہیں کر سکیں گے۔

کمیشن کے فرائض اور ذمہ داریاں

کمیشن کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ گورنر کو سفارشات پیش کرے کہ کس فارمولا کے تحت ذرائع کو تقسیم کیا جائے:

- ☆ صوبائی جمع شدہ فنڈز (provincial consolidated funds)حکومت اور مقامی حکومتوں کے درمیان صوبے کے لیے رکھی گئی رقم (Provincial Retained Amount) اورصوبائی تفویض کردہ رقم (provincial Allocable Amount) کو کس شرح سے تقسیم کیا جائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ کسی صورت میں بھی صوبائی تفویض شدہ رقم کا تعین اس طرح کیا جائے گا کہ وہ صوبائی حکومتوں کو منتقل کی گئی رقم 2001-02ء سے کم نہ ہو اور اس میں محصول چنگی اور ٹیکس کے عوض ملنے والی رقوم شامل نہ ہو۔
- ☆ قابل تقسیم فنڈز میں سے مختلف اضلاعی حکومتوں، تحصیل ٹاؤن اور یونین کونسلوں کو کس شرح سے تقسیم کی جائے۔
- ☆ نمبر 1 فنڈز سے حکومتی گرانٹس کی شکل میں کیسے تقسیم کی جائیں۔

اسی طرح کمیشن مختلف مالیاتی اعتراضات و شکایات کی شنوائی

بھی کرے گا۔ کمیشن کے فیصلے اکثریت رائے سے ہوں گے مگر شرط یہ ہے کہ پروفیشنل ممبرز (غیر سرکاری) کی اکثریت اجلاس میں لازمی حاضر ہوں۔

2-ضمیمہ

بنیادی اعدادو شمار

2005ء لوکل گورنمنٹ انتخابات کے لئیپاکستان میں رجسٹرڈ ووٹرز

کل ووٹرز	6 کروڑ 34 لاکھ 65 ہزار 5 سو 5
مرد ووٹرز	3 کروڑ 42 لاکھ 53 ہزار 6سو 65
خواتین ووٹرز	2کروڑ 92 لاکھ 12ہزار 1سو 40

مقامی حکومتوں کی تفصیل 2005ء انتخابات

صوبہ جات	ضلع کونسلیں	سٹی گورنمنٹ	ٹائون کونسلیں	تحصیل کونسلیں	یونین کونسلیں	کل
سندھ	22	1	18	101	1108	1250
پنجاب	30	5	38	106	3464	3643
سرحد	23	1	4	50	986	1064
بلوحستان	27	1	2	75	567	672
کل	**102**	**8**	**62**	**332**	**6125**	**6629**

بحوالہ الیکشن کمیشن آف پاکستان ویب سائٹ

یونین کونسلوں میں کل نشستیں

	پنجاب 2005-2001ء	سندھ 2005-2001ء	بلوچستان 2005-2001ء	سرحد 2005-2001ء
مسلم جنرل	13846-27584	4299-8439	2268-766	3944-4144
خواتین جنرل	6928-13812	2183-4310	1134-2072	1972-3828
مزدور کسان جنرل	6928-13812	2216-4376	1134-2072	1972-3828
مزدور کسان خواتین	6928-6906	2216-2188	1134-1036	1972-1936
مذہبی اقلتیں	3474-3493	1274-1473	567-518	986-957
ناظمین	6928-6906	2216-2188	1134-1036	1972-1914
کل تعداد	**45032-72513**	**14404-22974**	**7371-10878**	**12818-20097**

2001ء پنجاب میں 40 جنرل نشستیں اقلیتی آبادی کو دے دی گئیں۔ سندھ میں 313 جنرل نشستیں اور 66 خواتین جنرل نشستیں اقلیت کو دی گئیں۔ 2005ء پنجاب میں 10 مسلم جنرل نشستیں اقلیت کو دی گئیں۔ سندھ میں 133 مسلم جنرل نشستیں+ 33 خواتین جنرل نشستیں اقلیت کو دی گئیں۔

لوکل کونسلوں کے انتخابات

1959ء سے قبل معلومات دستیاب نہیں ہیں۔	
1960ء میں پہلی بار بی ڈی ممبرز کے انتخابات ہوئے۔	فوجی حکمرانی (ایوب خاں)
1964ء میں دوسری بار بی ڈی ممبرز کے انتخابات ہوئے۔	فوجی حکمرانی (ایوب خاں)
1972ء میں قانون سازی ہوئی مگر انتخابات نہیں ہوئے۔	سول حکومت (ذوالفقار علی بھٹو)
1975ء میں قانون سازی ہوئی مگر انتخابات نہیں ہوئے۔	سول حکومت (ذوالفقار علی بھٹو)
1979ء میں نیا قانون بنا، پنجاب، سندھ، سرحد میں انتخابات ہوئے۔	مارشل لاء (ضیاء الحق)
1980ء میں بلوچستان سرحد میں انتخابات ہوئے۔	مارشل لاء (ضیاء الحق)
1983ء پنجاب، سندھ میں انتخابات ہوئے۔	فوجی حکمرانی(//)
1984ء بلوچستان، سرحد میں انتخابات ہوئے۔	فوجی حکمرانی(//)
1987ء پنجاب، سندھ سرحد میں انتخابات ہوئے۔	فوجی حکمرانی(//)

1988ء میں بلوچستان میں انتخابات ہوئے۔	سول حکومت بینظیر بھٹو
1991ء میں انتخابات ہوئے۔	سول حکومت نوازشریف
1992ء میں بلوچستان میں انتخابات ہوئے۔	سول حکومت نوازشریف
1998ء ملک بھر میں اعلان ہوا مگر صرف پنجاب میں انتخابات ہوئے۔	سول حکومت نوازشریف
1999ء بلوچستان میں انتخابات کا انعقاد۔	سول حکومت نوازشریف
2001ء پاکستان بھر میں پانچ مراحل میں انتخابات ہوئے	پرویز مشرف حکومت
2005ء دوسری ٹرم کے انتخابات تین مراحل میں انتخابات ہوئے	پرویز مشرف حکومت

یونین کونسلوں میں نشستوں کی تعداد2001ء

انتخابات

صوبہ جات	پنجاب	سندھ	سرحد	بلوچستان	ٹوٹل
اضلاع کی تعداد	34	16	24	26	100
یونین کونسلوں کی تعداد	3453	1094	957	518	6022
مسلم جنرل نشستیں	27584	8439	7656	4144	47823
خواتین نشستیں(جنرل)	13812	4310	3828	2072	24022
مزدور کسان(جنرل)	13812	4376	3828	2072	24088
مزدور کسان(خواتین)	6906	2188	1914	1036	12044
اقلیتی نمائندگی	3493	1473	957	518	6441
ناظمین+نائب ناظمین	6906	2188	1914	1036	12044
ٹوٹل	72513	22974	20097	10878	126462

ضمیمہ -3

سٹیزن کمیونٹی بورڈز (سی سی بیز)

لوکل گورنمنٹ نظام کے تحت جو اچھے پہلو متعارف کرائے گئے - ان میں سٹیزن کمیونٹی بورڈوں(سی سی بیز) کا قیام بھی تھا- ان بورڈوں کے ذریعے مقامی آبادی کو مختلف ترقیاتی منصوبوں میں شراکت کی ترغیب دی گئی تھی کہ اگر وہ اپنے طے کردہ منصوبے کے لئے 20 فیصد بجٹ اپنے طور پر فراہم کرنے پر رضا مند ہوں تو باقی 80 فیصد متعلقہ لوکل کونسل فراہم کرنے کی پابند ہو گی-اس ضمن میں کئی ضلعوں میں مختلف ملکی و عالمی اداروں کی معاونت سے کمیونٹی بورڈ بنانے کی ترغیب اور معاونت کی ایک مہم چلائی گئی، مگر کسی ایک ضلع میں بھی (سی سی بیز) کے ذریعے ترقیاتی منصوبہ سازی کا ماڈل قائم نہیں کیا جا سکا بلکہ پہلی ٹرم میں تو ہر سطح پر سی سی بیز قائم بھی نہیں ہو سکی تھیں-

لوکل گورنمنٹ قوانین کے تحت ہر سطح کی لوکل کونسل کے علاقہ میں سٹیزن کمیونٹی بورڈز قائم ہو سکتے ہیں- سی سی بیز ضلع، تحصیل ، ٹائون اور یونین کونسل یا پھر محلہ یا گائوں کی سطح پر قائم ہوسکتا ہے، مگر رجسٹریشن ضلع میں ہو گی- ان

بورڈوں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں ہے، تاہم ان کی تشکیل میں علاقے کے منتخب نمائندے لوکل کونسلرز، ممبران اسمبلی حصه نہیں لے سکتے اور نہ ہی ان کے عہدیداران بن سکتے ہیں، تاہم سرکاری ملازمین اس کے ممبران اور عہدیداران منتخب ہو سکتے ہیں۔ ان بورڈوں کی تشکیل کے لئے یہ افراد نااہل ہیں۔ نابالغ، فاترالعقل، جسے عدالت نے مالی طور پر دیوالیہ قراردیا ہواورڈیفالٹر۔ سٹیزن کمیونٹی بورڈ ضلع گورنمنٹ کے پاس باقاعدہ رجسٹرڈ ہوں گے۔ رجسٹریشن کا طریقہ کار قواعد میں بیان کیا گیا ہے جو اپنے ضلع کے (ای ڈی او)ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر کمیونٹی ڈویلپمنٹ، ڈسٹرکٹ سوشل ویلفیئر محکمه یا (ڈی سی او) ضلع رابطہ افسر اور ضلعی ناظم کے دفاتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ کمیونٹی بورڈ کے باقاعدہ عہدیداران ہوں گے اور ممبران جنرل کونسل ہوں گے۔ عہدیداران منتخب ہوں گے۔

سٹیزن کمیونٹی بورڈوں کو چلانے کے لئے باقاعدہ آئین ہو گا جس میں عہدیداران، ان کے اختیارات اور فرائض، جنرل کونسل کے اختیارات، اجلاس کب ہوں گے، اجلاس کا کورم، فنڈز کا حساب کتاب، وغیرہ کا ذکر کرنالازمی ہو گا۔ رجسٹرڈ بورڈوں کے سیکرٹری کے لئے لازم ہو گا کہ وہ سالانہ کارکردگی کی رپورٹ جنرل کونسل میں پیش کرے اور منظور شدہ کارروائی سے رجسٹریشن اتھارٹی کو آگاہ کرے۔ سٹیزن کمیونٹی بورڈ ایک غیر

منافع بخش رضا کار ادارہ کے طور پر کام کریں گے۔ ان کا باقاعدہ اکائونٹ کھولا جائے گا اور دو ممبران کے دستخط سے یہ اکائونٹ چلایا جائے گا، جبکہ سیکرٹری حساب کتاب کا ذمہ دار ہو گا۔ کمیونٹی بورڈوں کے عہدیداران کی مدت دو سال ہو گی جس میں جنرل کونسل اضافہ کر سکتی ہے۔ کمیونٹی بورڈ کے سارے اثاثے اور ذرائع کی مالک اس کی مجلس عاملہ ہو گی اور بورڈ کے ذریعے ہونے والی آمدنی کو کسی بھی شکل میں بطور منافع یا بطور معاوضہ اس کے ممبران یا عہدیداران میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ اگر بورڈ از خود تحلیل ہو جائے یا اسے قانوناً ختم کر دیا جائے تو اس کے اثاثہ جات متعلقہ لوکل کونسل کو ٹرانسفر ہو جائیں گے اور وہ از خود یا کسی دوسرے ادارے یاسی سی بیز کے ذریعے ان اثاثہ جات کو مفاد عامہ میں بروئے کار لا سکتی ہے۔

کمیونٹی بورڈوں کے توسط سے ہونے والی سرگرمیوں کا ایک مخصوص مقررہ طریقہ کار ہے اور اس کے لئے سرکاری فارم تیار کئے گئے ہیں جو ہر ضلع میں ای ڈی او محکمہ کمیونٹی ڈویلپمنٹ یا سوشل ویلفیئر محکمہ سے مل سکتے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ قوانین کے تحت ہر سطح کی لوکل کونسل کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنے کل سالانہ ترقیاتی بجٹ کا 25 فیصد حصہ صرف اور صرف سی سی بیز کے ذریعے خرچ کرے۔ اس مقصد کے لئے ہر خواہش مند سی

سی بیز کو کسی ترقیاتی منصوبے کی کل لاگت کا 80 فیصد متعلقہ کونسل کی وساطت سے اس مخصوص شدہ ترقیاتی فنڈز سے حاصل ہو گا، جبکہ 20 فیصد اسے اپنی مدد آپ کے تحت خود جمع کرنا ہو گا۔ اس میں بھی چندشرائط اور ہیں کہ سی سی بی نے متعلقہ منصوبے کی بابت متعلقہ سرکاری ادارے یا افسر سے تخمینہ لگوایا ہو اور لاگت کا 20 فیصد منظوری سے قبل اپنے اکائونٹ میں جمع کرایا ہو اور منصوبہ اس کونسل کے دائرہ اختیار میں ہونے والے کاموں سے متعلق ہو اور مفاد عامہ کے لئے تیار کیا گیا ہو۔ سٹیزن کمیونٹی بورڈوں کے ذریعے پایہ تکمیل منصوبوں میں درج ذیل شامل ہیں:

☆ کلینک / ہسپتال / ڈسپنسریاں / ہسپتالوں میں وارڈوں کا قیام یا مختلف شعبوں کا قیام یا مختلف سہولیات کی فراہمی، یعنی ایک سرکاری ہسپتال میں ایمبولینس سروس سی سی بی کے ذریعے فراہم ہوسکتی ہے یا پھرسی ٹی سکین کی سہولت بذریعہ سی سی بی فراہم کی جاسکتی ہے۔
☆ ہر قسم کے ترقیاتی کام کئے جا سکتے ہیں۔
☆ سینی ٹیشن / فراہمی آب کے منصوبے بنائے جا سکتے ہیں۔
☆ میونسپل سہولیات کی فراہمی و انتظام کیا جا سکتاہے۔
☆ تعلیمی سہولتوں کی فراہمی ہو سکتی ہے۔

☆ مختلف النوع خدمات کی فراہمی۔

☆ ماحولیات سے متعلق منصوبے بن سکتے ہیں۔

☆ انسانی حقوق، جمہوریت سے متعلق اور سیاسی تعلیم پر مبنی منصوبوں کو چھوڑ کر لاتعداد اقسام کے منصوبوں پر کام کیا جاسکتاہے۔

قواعد برائے کمیونٹی سٹیزن بورڈ

یہ قواعد حکومت پنجاب نے وضع کئے ہیں مگر دوسرے صوبوں میں بھی اسی طرح کے رولز موجود ہیں۔ان کے بارے میں متعلقہ ضلع میں ای ڈی او کمیونٹی ڈویلپمنٹ سے رابطہ کرنا چاہئے۔

1- ابتدائیہ

-1 ان قوانین کو پنجاب لوکل گورنمنٹ (سٹیزن کمیونٹی بورڈ) رولز 2003ء کہاجائے گا۔

-2 ان کااطلاق فوری ہوگا۔

2- تعریفات

(i) سی سی بی کا مطلب ہوگا سٹیزن کمیونٹی بورڈ جیسا کہ آرڈیننس میں بیان کیا گیا ہے۔

(ii) سی سی بی کے اہلکارسے مراد ضلعی حکومت، تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن یا یونین ایڈمنسٹریشن کے وہ عہدیدار جن کو سی سی بی کی جانب سے پراجیکٹ پروپوزل

جمع کرائی جائیں گی۔

وضاحت

ضلعی حکومت کے لئے سی سی بی کے اہلکاروں کا مطلب ہوگا ای ڈی او کمیونٹی ڈویلپمنٹ ۔اس طرح تحصیل /ٹائون میونسپل ایڈمنسٹریشن کے لئے سیکرٹری کمیونٹی ڈویلپمنٹ سی سی بی کے اہلکار افسران ہوں گے۔

(iii) **چارٹر:** اس سے مراد سی سی بی کاوہ آئین ہے جو اس کے بنیادی اور بانی ممبران کا تیار کردہ اور دستخط شدہ ہوگا جیسا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے اور اس میں مقاصد،منصوبے، اور کام کرنے کے دوسرے طریقے شامل ہونگے۔

(iv) **حالت :** حالت کا مطلب ہے کہ وہ حالت جو ان قوانین کے تحت بیان کی جائے۔

(v)۔ **بانی ممبر:** وہ ممبر جو سی سی بی کے آئین کی تیاری میں حصہ لے اور اس کی رجسٹریشن کے لئے چارٹر پر دستخط کرکے درخواست دے۔

(vi) **حکومت کا مطلب:** اس سے مراد حکومت پنجاب ،مقامی حکومت اور محکمہ دیہی ترقی۔

(vii) **سی سی بی کا ممبر:** یعنی وہ شخص جس کا نام سی

سی بی کے ممبران کے رجسٹر میں شامل ہو۔

(viii) آرڈیننس2001ء

(XIII) اس کا مطلب ہے پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس2001ء

(ix) **پراجیکٹ پروپوزل** کا مطلب ہے کہ کسی منصوبے کی وہ تجویز جو کوئی سی سی بی تیار کر کے منظوری کے لئے متعلقہ دفتر میں جمع کرائے۔

(x) **سی سی بی کا رجسٹر:** وہ رجسٹر جس میں سی سی بی کے ممبران کے نام، پتے،مخصوص کوائف کے علاوہ انتظامی ممبران کا اندراج ہواور جس کو رجسٹریشن اتھارٹی مرتب کرے اور اپنے دفتر میں رکھا ہو۔

(xi) **ممبران کا رجسٹر**: سی سی بی کے دفتر میں رکھا گیا وہ باختیار رجسٹر جس میں تمام ممبران کے نام پتے یا دیگر کوائف اور معلومات درج ہوں۔

(xii) رجسٹریشن اتھارٹی سے مراد ہے ضلعی آفیسر رجسٹریشن جو کہ ایگزیکٹوڈسٹرکٹ آفیسر کمیونٹی ڈویلپمنٹ جواس مقصد کے لئے ضلعی حکومت کی طرف سے مشتہر کیا گیا ہو۔

(xiii) **ذمہ دار شخص** سے مراد ہے - **(الف)** سی سی بی کا چیئر مین **(ب)** سی سی بی کا سیکرٹری **(ج)**سی سی بی کا کوئی دیگر

ممبرجس کوتحریری طورپراو پربیان کیے گے اشخاص کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو۔

(xiv) **شیڈول** سے مراد ایسا شیڈول ہے جو ان قوانین سے متعلقہ ہو۔

(2) **الفاظ اور تاثر** جو یہاں استعمال ہوئے ہیں لیکن ان کی تعریف بیان نہیں کی گئی ان کاوہی مطلب ہوگا جو لوکل گورنمنٹ آرڈنینس (Xiii)میں دیا گیا ہے ۔

(حصہ دوم) سٹیزن کمیونٹی بورڈ کی رجسٹریشن

3-سی سی بی کے لئے ناموں کی دستیابی کی درخواست

(1) وہ افراد جو سی سی بی کے طور پر رجسٹر ہونا چاہیں وہ ایک سادہ کاغذپر درخواست جس پر کم از کم دو بانی ممبران کے دستخط ہوں ، ان کے ساتھ شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ہو متعلقہ رجسٹریشن اتھارٹی کو دیں۔

(2) ان رولز کے تحت رجسٹرڈ کی گئی سی سی بی کو چاہیے کہ آخر میں اس یونین کونسل کا نام درج کریں جس کی علاقائی حدود میں اس کا دفتر ہو۔

(3) ایک سی سی بی کو ایسے نام سے رجسٹرڈ کیا جائے گا جو کسی دوسری سی سی بی سے ملتا جلتا نہ ہو اور اسکی پہچان ایسی نہ ہو کہ عام سمجھ بوجھ کے آدمی کو سمجھنے میں دھوکہ ہو۔

(4) رجسٹریشن اتھارٹی کی طرف سے دستیاب ناموں کی تصدیق سی سی بی فارم 1 پر مہیا کی جائے گی۔

(5) اگر کسی وجہ سے رجسٹریشن اتھارٹی درخواست کی وصولی کے 15 یوم کے اندر جواب نہ دے تو ایسی سی سی بی کے مجوزہ ناموں کو منظور تصور کیا جائے گا۔

(6) مجوزہ سی سی بی کے ناموں کو ایک ماہ تک رجسٹریشن اتھارٹی اپنے پاس محفوظ رکھے گی جس کے ایک ماہ کے بعد سی سی بی کو دوبارہ درخواست دینا ہو گی کہ آیا مجوزہ ناموں کی دستیابی یقینی ہے۔

4- رجسٹرڈ سی سی بی کے نام کی تبدیلی

(1) ایک رجسٹرڈ سی سی بی اگر اپنا نام تبدیل کرنا چاہے تو اس کو وہی طریقہ کار اختیار کرنا ہو گا جو رول نمبر 3 میں دیا گیا ہے۔

(2) علاوہ اس کے کہ ان رولز میں کوئی متضاد ہدایت ہو اگر رجسٹریشن اتھارٹی سمجھے کہ سی سی بی کا نام نامناسب ہے اور مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے والا ہے تو رجسٹریشن اتھارٹی سی سی بی کا نام تبدیل کروا سکتی ہے۔

5- سی سی بی کی رجسٹریشن کے لئے درخواست

(1) افراد کا ایک گروپ جو تعداد میں 25 سے کم نہ ہو ایک چارٹر تیار کر کے اپنے آپ کو رجسٹریشن اتھارٹی کے پاس

بطور سی سی بی رجسٹر کرا سکتے ہیں۔

(2) سی سی بی اپنے مرتب کردہ چارٹر میں دئیے گئے دفتر پر رجسٹرڈ ہو گی بشر طیکہ یہ دفتر ضلع کی حدود کے اندر ہو۔

(3) مقامی سطح پر رجسٹریشن کے لئے سی سی بی کی تعداد کی کوئی حد نہ ہو گی۔

(4) جب سی سی بی کی رجسٹریشن کی درخواست دی جائے گی تو اس کے ساتھ

(i) سادہ کاغذ پر درخواست جس پر چیئرمین اور سیکرٹری کے دستخط ہوں گے۔

(ii) سی سی بی کے تیار کردہ چارٹر کی ایک کاپی جو مصدقہ ہو گی۔

(iii) رجسٹریشن اتھارٹی کی جانب سے سی سی بی کے لئے دستیاب ناموں کی منظوری کی ایک نقل یا اس بات کا ثبوت کہ درخواست ایک نقل رجسٹریشن کی درخواست دیے جانے کی تاریخ سے 15دن پہلے جمع کروائی گئی تھی۔

(iv) سی سی بی کے فارم 2 میں دی گئی شکل کی کم از کم 25بانی ممبران کی لسٹ۔

(5) رجسٹریشن اتھارٹی انکوائری یا مزید ایسی معلومات لینے کے بعد جو وہ مناسب سمجھے ، اگرمطمئن ہو تو رجسٹریشن کا سرٹیفکیٹ 15 دن کے اندر سی سی بی کے فارم نمبر3 میں دے۔

(6) اگر سی سی بی کی رجسٹریشن کے لئے دی گئی درخواست تا

ریخ کے 30دن گزر جانے کے بعد تک رجسٹریشن اتھارٹی کوئی اعترا ض نہ کرے تو سی سی بی کو رجسٹریشن جاری کر دی جائے گی۔

(7) اس رجسٹر یشن کی تجدید کی ضرورت نہ ہو گی اور یہ اس ضلع کی علاقائی حدود کے اندر رجسٹریشن اتھارٹی کے تحت کارگر ہو گی۔

(8) رجسٹریشن اتھارٹی اگر کسی سی سی بی کے کام، مقاصد اور سرگرمیوں کے بارے یہ محسوس کرے کہ وہ عوامی پالیسی یا قواعد و ضوابط کے منافی ہیں تو وہ ایک حکم کے ذریعے مگر وجوہات بتاتے ہوئے رجسڑیشن سے انکار کر سکتی ہے۔

(9) ذیلی رول 8 کے تحت کوئی حکم جاری کرتے وقت رجسٹریشن اتھارٹی سی سی بی کے چیئرمین یا سیکرٹری کو پندرہ دن کے اندر اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کرے گی کہ وہ مقررہ تاریخ کے اندر جو 15دن سے کم نہ ہو گی وضاحت کریں کہ کیوں نہ ان کی رجسٹریشن کی درخواست مسترد کر دی جائے۔

(10) رجسٹریشن اتھارٹی کے کسی حکم جو زیر سب رول 9 کوئی بھی نالاں شخص متعلقہ کو آرڈنیشن آفیسر ضلع کے پاس رجسٹریشن اتھارٹی کے حکم کے بعد تیس دن کے اندر تحریری اپیل داخل کر سکتا ہے۔ ڈسٹر

کٹ کو آرڈ نیشن آفیسر اپیل مو صول ہونے کے بعدمتعلقہ شخص کی سماعت کرے گا اور 30دن کے اندر تحریری فیصلہ دے گا۔

(11) کوئی بھی شخص ذیلی رو ل 10کے تحت مستر د کی گئی اپیل کے مستر د ہونے یا 30یو م کے اند ر جوا ب نہ ملنے کے صورت میں ضلع کونسل میں تیس دن کے اند ر اپیل کر سکے گا اور اس طرح سے ضلع کونسل میں کی گئی ا پیل ضلع کونسل کے آئندہ اجلا س میں پیش کی جا ئے گی او ر ضلع کونسل کا فیصلہ حتمی اور آخری ہو گا۔

6- دستا ویزا ت جو رجسٹر یشن اتھا رٹی کو پیش کی جا ئیں گی

(الف) ہر سا ل 31 دسمبر کو یا اس سے پہلے ہر سی سی بی رجسٹریشن اتھا رٹی کو مندرجہ ذیل دستاویزات مہیا کرے گی :

(i) اپنے ممبرا ن کی فہرست بمعہ شنا ختی کا رڈ کی فوٹو کا پی

(ii) سی سی بی کے چیئر مین ، سیکر ٹری اورمجلس عا ملہ کے ممبرا ن کے کوائف۔

(iii) گزشتہ سا ل کے حسا با ت کے آڈٹ کی نقول۔ ما لی سا ل جو کہ جون میں ختم ہو تا ہے کی بابت یہ دستا ویزا ت دسمبر تک رجسٹر یشن اتھارٹی کو دی جائیں گی۔

(iv) سی سی بی کی جانب سے لئے گئے ترقیاتی منصوبوں کی لسٹ۔

(ب) جب بھی رجسٹریشن اتھارٹی مناسب خیال کرے یا ضرورت محسوس کرے یہ دستاویزات سی سی بی سے طلب کر سکتی ہے ۔

7- دستاویزات پیش کرنے کا طریقہ

(1) ہر درخواست ، فارم یا دستاویزات یا کوئی اور امدادی دستاویزات جو داخل کی جائیں گی وہ

i- سی سی بی کے مجاز فرد کی تصدیق شدہ اوردستخط شدہ ہونی چاہیے ۔

ii- درخواست میں متذکرہ دستاویزات ساتھ منسلک ہوں ۔

iii- ایک فاضل نقل بھی ساتھ دی جائے گی جو کہ باقاعدہ طور پر دستخط شدہ، تصدیق شدہ ہواور جس پر تاریخ بھی درج ہو گی۔

iv- بنک یا ڈاکخانہ کی اصل رسید ات دینا ہونگی اور اگر مجوزہ فیس کی ادائیگی ضروری ہو تو اس کی ادائیگی کا ثبوت بھی دینا ہو گا ۔

(2) ہر درخواست ، دستاویزات ، کوئی بیان ، رپورٹ جو آئے گی یا واپس جائے گی اس کی وصولی اور ڈلیوری کی رسید دی جائے گی یا پھراس کی ترسیل رجسٹرڈ پوسٹ کے ذریعے سے ہو گی۔

(3) کوئی بھی شخص تحریری درخواست دے کر اس میں وجہ

بیان کر کے سی سی بی کی ریکارڈ جو رجسٹریشن اتھارٹی کے پا
س یا لوکل گورنمنٹ کے دفتر میں ہو گا، کا معائنہ کر سکے گا۔

8- چارٹر میں تبدیلی

(1) ایک سی سی بی جو اپنے چارٹر میں تبدیلی یا ترمیم کرنے کی خواہشمند ہو، وہ ایسا کر سکتی ہے مگر تحریری نوٹس یا تبدیلی کی اطلاع رجسٹریشن اتھارٹی کو دے۔

(2) اگر ان ترامیم یا تبدیلیوں کو رجسٹریشن اتھارٹی منظور کر لے تو یہ ترامیم مؤثر ہونگی۔

(3) اگر رجسٹریشن اتھارٹی ایسی ترامیم یا تبدیلیوں کی درخواست وصول ہونے کی تاریخ کے تیس دن تک کوئی جواب نہ دے تو ان ترامیم کو رجسٹریشن اتھارٹی کی جانب سے منظور سمجھا جائے گا لیکن اس حد تک کہ وہ آرڈیننس اور ان قواعد کے خلاف نہ ہوں۔

9-فیس کی ادائیگی

(1) شیڈول دوئم کے معاملات کی بابت مخصوص کردہ فیس ادا کرنا ہو گی۔

(2) صوبائی حکومت وقتاً فوقتاً شیڈول دوئم میں مخصوص کردہ فیس کے ڈھانچہ میں ترمیم کر سکتی ہے یہ ترمیم سرکاری نوٹیفیکیشن کے ساتھ شائع کی جائے گی۔

(حصه سوئم)

10- سی سی بی کی تحلیل

(1) ایک سی سی بی کو رجسٹریشن اتھارٹی ضلع کونسل کی منظوری کے بعد تحلیل یا ختم کرسکتی ہے اگر

(i) سرکاری اہلکاروں کی انکوائری کی بنیاد پر رجسٹریشن اتھارٹی یہ خیال کرے کہ سی سی بی آرڈیننس یا قوانین کے مطابق اپنے مقاصد پورے نہیں کر پارہی۔

(ii) ایک سی سی بی کے 75 فیصد ممبران قراداد پاس کریں کہ اس سی سی بی کی رجسٹریشن کو ختم کیا جانا چاہیے۔

(2) سی سی بی کے اہلکار ضلع ناظم کے ذریعے ایک کیس بنا کرد اخل کریں کہ سی سی بی ختم کی جائے۔

(3) ضلع کونسل سی سی بی کے چارٹرڈ اکائونٹ جس میں اثاثے، واجبات اور دیگر دستاویزات شامل ہوں، کی جانچ پڑتال کے بعد سی سی بی کی تحلیل کی اجازت دے سکتی ہے۔

(4) ایک سی سی بی کی طرف سے سی سی بی کو ختم کرنے کی درخواست جو رجسٹریشن اتھارٹی کو سب رول (1) (ii) کے تحت دی گئی، ضلع کونسل کی طرف سے 60دن گزرنے کے بعد منظورہوگی جب تک کہ تحریری طور سی سی بی کو ایسی درخواست کی منظوری سے مطلع نہ کرد یا جائے۔

(5) کسی سی سی بی کی تحلیل پر رجسٹریشن اتھارٹی ایک مہتمم مقرر کرے گی جو اس سی سی بی کو تحلیل کرنے کی کارروائی کرے گا۔

(حصہ چہارم) ترقیاتی منصوبہ کی تیاری، منظوری اور اس کا اطلاق

11-سی سی بی کی طرف سے ترقیاتی منصوبہ کا چنائو

(1) سی سی بی لوکل گورنمنٹ کے قواعد وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے ضابطہ کے اندر رہ کر ترقیاتی منصوبہ بنائے گی۔

(2) سی سی بی کے لئے ترقیاتی فنڈ ہر سطح پر موجود ہیں اور سی سی بی کسی بھی سطح کی لوکل گورنمنٹ کے سامنے اپنا ترقیاتی منصوبہ پیش کر سکتی ہے۔

(3) سی سی بی متعلقہ لوکل گورنمنٹ کے مقرر کردہ درجات اور تقسیم کے مطابق ترقیاتی منصوبے کی تجویز دے گی اور اس مدت کے اندر ان منصوبوں کی تجاویز کو داخل کرنا ہوگا جو شیڈول سوئم میں دیا گیا ہے یا جس طرح حکومت نوٹیفیکیشن جاری کرے۔

(4) سی سی بی کا ترقیاتی منصوبہ بالکل بنیادی سطح سے شروع کیا جا سکے گا اور اس جگہ کے لوگ بنیادی طور پر

اس منصوبہ کی ضرورت اورانتظامات میں شامل ہوں گے اور علاقائی دفتر سی سی بی سے رابطہ رکھیں گے۔

(5) منصوبے کا تصور اس علاقائی مقامی سی سی بی کے عہدہ داران اور اہل کاران سے بحث کیا جائے گا جس کے علاقے میں ترقیاتی کام ہونا ہے۔ سی سی بی کے ممبران علاقائی عہدہ داران کے ساتھ میٹنگ کا اہتمام کریں گے۔

(6) ایک سی سی بی ان شرائط کے تحت منصوبے کا چناؤ کرے گی۔

(i) سکیم متعلقہ لوکل گورنمنٹ کی جانب سے طے کردہ درجہ بندی کے مطابق ہو۔

(ii) علاقے کی ضرورت ہو۔

(iii) سی سی بیمنصوبے پر عملدر آمد کی اہلیت رکھتی ہو۔

(iv) لاگت اور منصوبے کے فوائد کا تجزیہ

(v) منصوبے کی مدت

(vi) اخراجات یا لاگت

(vii) وسائل کی دستیابی اور

(viii) منصوبے کی پائیداری

12-سی سی بی کے منصوبے کی تجاویز کی تیاری

(1) لوکل گورنمنٹ کا علاقائی دفتر جس کے علاقے میں وہ سی سی بی آتی ہو گی اس کا مالی تخمینہ لگائے گا اور دو

سے متعلقہ معا ملا ت کی رپو رٹ تیا ر کریگا۔

(2) سی سی بی فا رم نمبر 4پر منصوبہ کی تجو یز تیسرے شیڈول میں دیئے گئے وقت کے مطا بق متعلقہ سی سی بی کے عہدہ دا ر ان کو پیش کرے گی یا جس طرح حکو مت نوٹیفیکیشن جا ری کرے گی۔

(3) سی سی بی 13 (iii) میں بیا ن کر دہ اصول کے تحت پرا جیکٹ ،خرچہ یا لا گت کے لئے 20 فیصد اکٹھا کرے گی اوراس 20فیصد کو اضا فی چندہ سمجھا جائے گا اور اسکو پرو پوزل کی درجہ بندی میں شما ر کیا جائے گا۔

(4) جہا ں دو یا دو سے زیا دہ لو کل گو رنمنٹ جو ایک ہی سطح کی ہو ں اور ایک پرو پو زل میں ملو ث ہو ں تو متعلقہ حکو متو ں کے نا ظمین سے منظو ری لینی ضروری ہے۔

(5) ایک سی سی بی کو چا ہیے کہ وہ لو کل گو ر نمنٹ کو صر ف ا یسے منصو بے جمع کر وا ئے جو لو کل گورنمنٹ آر ڈیننس کے تحت اس لو کل گو رنمنٹ کے فرائض میں شامل ہے۔

13-لو کل گو ر نمنٹ کی طر ف سے سی سی بی کے پرا جیکٹ پر کا ر وا ئی

اس سے پہلے کہ سی سی بی کے عہدہ دا را ن منصو بہ کو متعلقہ

محکمہ یا پلا ننگ آفیسر کو جمع کرا ئیں ، مندر جہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں:

(i) متعلقہ سی سی بی آرڈنینس کے مطابق رجسٹرڈ ہے -

(ii) پیش کی جانے والی پراجیکٹ پروپوزل متعلقہ لوکل گورنمنٹ کی درجہ بندی سے مطابقت رکھتی ہے -

(iii) کیا پروپوز پراجیکٹ کے لئے مجوزہ رقم کا 20 فیصد کا ڈرافٹ فائل کے ساتھ ہے جو کونسل کے فیصلہ کے بعد متعلقہ سی سی بی کو واپس کر دیا جائے گا - یہ ڈرافٹ سی سی بی کے نام ہو گا -

(iv) پراجیکٹ پروپوزل جو پیش کی گئی ہو وہ سی سی بی کے فارم 4سے مطابقت رکھتی ہو -

14-محکمہ پلاننگ و ترقی کی جانب سے سی سی بی کے پراجیکٹ کی درجہ بندی

(1) متعلقہ پلاننگ و ڈویلپمنٹ آفیسر سب سے پہلے ایک سٹیٹمنٹ تیار کرے گا جس میں پراجیکٹ کی درجہ بندی ،کل رقم اور اکھٹی کی گئی رقم کی درجہ بندی کو زیر غور رکھے گا **(مزید تفصیل کے لئے شیڈول v دیکھیں)**

(2) دوسری رپورٹ میں مذکورہ آفیسر تمام سی سی بی کے رقوم اور ان کے لحاظ سے درجہ بندی اور مقامی لوگوں سے کل اکھٹی کی گئی رقوم کا تناسب دیکھتے ہوئے پورے سال کی رقوم کا تخمینہ لگا کر اس کے بجٹ میں اس مقصد کے لئے مقرر کردہ رقم کے لحاظ سے درجہ بندی کرے

گا ۔(**مزید تفصیلات کے لئے شیڈول V دیکھیں**)

(3) تیسری سٹیٹمنٹ اس بارے میں ہو گی کہ رقوم کی کس درجہ بندی میں کتنے پرا جیکٹ پر پوزل ہیں ۔ ہردرجہ بندی میں سی سی بی کی زیادہ سے زیادہ اکھٹی کی گئی رقم کتنی ہے۔ یہاں تک کہ اس درجہ بندی میں تمام پراجیکٹ منتخب ہو جائیں یا ان کے لئے مختص کردہ فنڈ پورا ہو جائے ۔ (**مزید وضاحت کے لئے شیڈولV دیکھیں**)

(4) درجہ بندی تیار کرتے وقت سی سی بی کی طرف سے اکھٹی کی گئی رقم کو اضافی تصور کیا جائے گا۔ اس اکھٹی کی گئی رقم کی بازاری قیمت متعلقہ لوکل گورنمنٹ جس سے پراجیکٹ متعلقہ ہو گا مقرر کرے گی ۔

(5) ڈویلپمنٹ اور پلاننگ آفیسر سی سی بی پراجیکٹ فنانس اور بجٹ آفیسر کو سالانہ ڈویلپمنٹ پروگرام میں شامل کرنے کے لئے پیش کرے گا۔

15-کونسل کی طرف سے پراجیکٹ پروپوزل کی منظوری

(1) متعلقہ کونسل سی سی بی کے ایسے پراجیکٹس کو منظور کرے گی جن کو وہ موزوں سمجھے۔

(2) جو پراجیکٹ پروپوزل منظور ہو جائیں گے ان کے بارے بجٹ کی منظوری کے بعد متعلقہ سی سی بی کے عہداداران کے ذریعے سی سی بی کو مطلع کیا جائے گا ۔

16-سی سی بی کے بینک اکائونٹ وغیرہ

(1) کونسل کی طرف سے پراجیکٹ کی منظوری کے بعد سی سی بی کو چاہیے کہ

(i) کسی بینک یا ڈاک خانہ میں پراجیکٹ کا ایک اکائونٹ کھولے لیکن یہ بینک ان حدود کے اندر ہو جس لوکل گورنمنٹ کے علاقہ میں سی سی بی کا دفتر ہو۔

(ii) کونسل کی طرف سے منظور کردہ پراجیکٹ کے حصہ کی رقم جمع کرائے

(2) سی سی بی کو ہر پراجیکٹ کے لئے الگ اکائونٹ کھولنا ہو گا

(3) سی سی بی کی طرف سے کھولا جانے والا اکاوئنٹ جوائنٹ اکائونٹ ہو گا جس کو چیئر مین اور سیکرٹری سی سی بی چلائیں گے

(4) سی سی بی کبھی ا د ھا ر نہیں اٹھائے گی -

17-سی سی بی کی جانب سے پراجیکٹ پر عملدرآمد

(1) ایک سی سی بی پراجیکٹ پروپوزل کے بجٹ کی منظوری کی اطلاع کے بعد مندرجہ ذیل دستاویزات متعلقہ سی سی بی کے افسران کے پاس جمع کروائے گی -

(i) بینک یا ڈاک خانے کا سرٹیفکیٹ جس سے ثابت ہو کہ سی سی بی نے پراجیکٹ پروپوزل کا 20فیصد جمع کرادیا ہے

(ii) سی سی بی کے فارم نمبر5 کے مطابق سی سی بی اور متعلقہ لوکل گورنمنٹ کا معاہدہ عمل

(iii) سی سی بی معاہدہ فارم نمبر 6 کے مطابق پہلی قسط دئیے جانے کی درخواست ۔

(2) سی سی بی معاہدہ کئے گئے پراجیکٹ پر عمل کرے گی جو باقاعدہ منظور شدہ ہو گا ۔

(3) سی سی بی منظور شدہ اور طے شدہ فنڈ ز کے اندر رہے اور مقررہ وقت کے اندر ہی عمل کرے گی۔

(4) او پر بیا ن کی گئی ذ یلی د فعہ (1) کے مطا بق جب د ستا و یزا ت جمع کرائی جائیں گی تو سی سی بی کے ا فسرا ن ذ یلی د فعہ (1)(ii) کے تحت کئے گئے معاہد ہ کے مطا بق سی سی بی کے اس ا کا ؤ نٹ میں رقم کی پہلی قسط جمع کرا ئیں گے جو ذ یلی دفعہ (1) (ii) کے تحت کھو لا گیا ہو گا۔

(5) لوکل گورنمنٹ کی طرف سے بعد کی اقساط سی سی بی اور لوکل گو ر نمنٹ کے در میا ن طے شدہ معاہدہ کے تحت ہی سی سی بی کے حوالہ کی جائیں گی ۔

(6) بعد کی اقساط لوکل گورنمنٹ کی منظوری سے جاری کی جائیں گی ۔

(7) جب کوئی سی سی بی قسط کی ادائیگی کی درخواست کرے گی تو اس منظور شدہ شیڈول کے مطابق تیس دن کے

اندر قسط جاری کر دی جائے گی ۔

(8) تیس دن سے زیادہ دن گزرنے کی صورت میں سی سی بی کونسل سے رابطہ کرے گی جو اپنی آئندہ میٹنگ میں اس معاملہ کو زیر بحث لائے گی ۔

(9) سی سی بی کو دی جانے والی مالی اقساط کولوکل گورنمنٹ کے اخراجات پر ترجیح دی جائیگی۔

(10) متعلقہ آکائونٹ آفیسرز بجٹ کے برعکس کوئی ادائیگی نہیں کریں گے اگر:

(i) ترقیاتی بجٹ کا 25%سی سی بی کے لئے نہ رکھا گیا ہو۔

(ii) گزشتہ سال میں خرچ نہ کی جانے والی رقم موجودہ سال میں سی سی بی کے لئے مختص کی گئی رقم میں جمع نہ کی گئی ہو۔

(11) متعلقہ اکائونٹ آفیسر اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ سی سی بی کیلئے مخصوص کردہ رقم مالی سال کے دوران محفوظ رہے بلکہ اپنے مخصوص مقصد کے لئے ہی استعمال ہو۔

18-پراجیکٹ کی نگرانی اور جائزہ

(1) سی سی بی کے تحت چلائے جانے والے پراجیکٹ آرڈیننس کے تحت بنائی گئی مانیٹرنگ کمیٹی کی نگرانی میں ہوں گے یا اگر حکومت نے نوٹیفکیشن کے ذریعے کسی دیگر ادارے

یا افسر کو مقرر کیا ہو تو اس کی زیر نگرانی کام کرے گی۔

(2) نگران ٹیم اپنی نگرانی اور جائزہ کی بنیاد پر سی سی بی پراجیکٹ پر رپورٹ تیار کرے گی اور کونسل کے علاوہ متعلقہ ناظم کو بھی دی جائے گی۔

(3) یہ نگران اور جائزہ کمیٹی نہ تو سی سی بی کے کام میں مداخلت کر سکتی ہے اور نہ ہی سی سی بی کے کام کو بند کر سکتی ہے۔

(4) سی سی بی نگران اور جائزہ ٹیم کو ہر دستاویز دکھائے گی اور اسی طرح کسی بھی دوسرے ادارے کو جس کے بارے حکومت نے نوٹیفکیشن میں اعلان کر دیا ہو دستاویز دکھانے کی پابند ہے۔

(5) سی سی بی کی نگرانی کے لئے لوکل گورنمنٹ خود مختار ہو گی۔

19-بجٹ کی دوبارہ موزونیت

(1) سی سی بی مختص کردہ بجٹ کی حدود کے اندر رہے گی۔

(2) سی سی بی کی جانب سے کسی بھی زمرے میں کل بجٹ کے 20% کے برابر دوبارہ موزوں بجٹ بنانے کا اختیار ہے۔

(3) کل مختص کے 20فیصدسے زیادہ بجٹ کو موزوں بنانے اور منظور کرنے کے لئے سی سی بی کے اعلیٰ عہدہ داران کی رضا مندی لینا ضروری ہو گا۔

(4) اضافی بجٹ کی منظوری کے لئے سی سی بی کے مقرر کردہ

فارم پر درخواست دی جائے گی۔

20-بجٹ میں کمی بیشی

(1) منظور شدہ بجٹ کے علاوہ اضافی اخراجات کی منظوری کے لئے اختیار متعلقہ کونسل کو ہو گا۔ کونسل سب سے پہلے علاقائی دفتر کی سفارشات دیکھے گی۔

(2) دستیاب بجٹ کی اضافی ضروریات کیلئے فنڈز کی منظوری متعلقہ کونسل دے گی اور ایسی شرائط بھی لگائی جا سکتی ہیں جو متعلقہ کونسل مناسب سمجھے۔

(3) مندرجہ ذیل شرائط کے تحت فنڈ سے دستبردار ہوا جا سکتا ہے :

(i) سی سی بی کو منظور شدہ بجٹ تجاویز اورلوکل گورنمنٹ کے ساتھ معاہدے کے مطابق پراجیکٹ مکمل کرنا ہو گا۔

(ii) اس طرح پراجیکٹ کے مکمل ہونے پر اگر کوئی رقم یا فنڈ باقی بچ جائے گا تو اس فنڈ کو سی سی بی کے کسی آئندہ پراجیکٹ کے لئے سی سی بی کے اکھٹے کیے جانے والے 20فیصد میں شامل کر لیا جائے گا۔

(4) بجٹ میں کمی یا زیادتی کے لئے سی سی بی کے فارم نمبر 8 پر درخواست دی جاے گی۔

21-آڈٹ اور اکائونٹ

(1) ایگزیکٹو کمیٹی کی سربراہی اور کنٹرول میں سیکرٹری سی سی بی اخراجات ،اثاثوں اور ذمہ داریوں کے بارے میں مکمل ریکارڈ رکھے گا۔

(2) سی سی بی اپنی جنرل باڈی کی طرف سے منظور کردہ طریقہ کار پر عمل کرے گی۔

(3) متعلقہ لوکل گورنمنٹ سی سی بی کو ہدایت کرسکتی ہے کہ حسابات کو کس طریقے پر تیار کیا جائے ۔

(4) اگر پراجیکٹ ،ضلعی معاونت سے ہو تو اس کا آڈٹ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق کیا جائے گا اور اگر پراجیکٹ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن یا یونین ایڈمنسٹریشن کی معاونت سے ہو تو لوکل فنڈ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ آڈٹ کرے گا۔

(5) سی سی بی آڈٹ کرنے والوں کو تمام ریکارڈ فراہم کرے گی۔

شیڈول اول

(درخواست برائے رجسٹریشن)

رول نمبر 5 دیکھیں

نام____________ سی سی بی یونین کونسل نمبر

____________کا چارٹر

ہم لوگوں نے یہ چارٹر ترتیب دیا ہے اور ہم پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001ء کے تحت بطور سی سی بی رجسٹرڈ ہونے کے خواہشمند ہیں اور اس مقصد کے لئے ہم چارٹر پر مندرجہ ذیل طریقہ سے عمل، معاہدہ اور اسے اختیار کرنے کے پابند ہیں۔

-1 **تعریفات:** آنے والے آرٹیکل میں مختلف الفاظ 'جب تک کسی دیگر طریقہ سے مقصود نہ ہوں' کا مطلب یہ ہوگا:

(i) **آرٹیکل۔:** اس چارٹر کا آرٹیکل۔

(ii) **سی سی بی:** سی سی بی کا جو نام ہوگا

(iii) **چیئرمین:** اس سی سی بی کا چیئرمین

(iv) **ایگزیکٹو کمیٹی:** اس چارٹر کے تحت بنائی گئی ایگزیکٹو کمیٹی۔

(v) **پراجیکٹ کوآرڈینیٹر:** سی سی بی کا ممبر جس کو

اس چارٹر کے آرٹیکل 14 کے تحت مقرر کیا گیا ہو۔

(vi) **سیکرٹری** : سے مراد ہے سی سی بی کا سیکرٹری الفاظ جو مذکر کے لئے مخصوص ہیں یہاں ان میں مونث کو بھی شامل سمجھا جائے گا۔

-2 **نام :(1)**سی سی بی کا نام ہو گا ,(نام) سٹیزن کمیونٹی بورڈ

(2) **(یونین کونسل کا نام)**،جس کو یہاں بعد میں صرف "سی سی بی" کہاجائے گا۔

(3) **پتہ** : سی سی بی کا رجسٹرڈ پتہ سی سی بی کا ایڈریس کہلائے گا۔

(4) **فیلڈ**:سیکٹریا عمل کے ذیلی فیلڈ :

☆ زراعت ☆ سماجی ترقی

☆ تعلیم ☆ صحت

☆ انفارمیشن ٹیکنالوجی ☆ خواندگی

☆ کام اور خدمات ☆ دیگر میدان ہائے عمل

(چند منصوبوں کے بارے میں اگلے صفحات میں ذکر کیا گیا ہے)

5-سی سی بی کے مقاصد

سی سی بی مندرجہ ذیل میں سے تمام یا چند ایک کو کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے :

(i) خد مات کی انجام دہی کی مو جو دہ صورت میں‌ترقی ۔

(ii) کسی نئی عوامی سہولت کی ترقی یا انتظام

(iii) کاشتکاروں ، خریداروں اور کاروباری حضرات کی تنظیم کے ذریعے کو آپریٹو اداروں کی بنیاد

(iv) معذوروں ، بیوائوں ، بہت غریب خاندانوں اور محروم لوگوں کی فلاح و بہبود

(v) میونسپل سہولیات و ضروریات کی ترقی

(vi) عوم کی تحریک کے ذریعے وسائل کی تلاش

(vii) شہریوں کو ملنے والی سہولتوں کی بابت ایسے گروہوں کی بنیاد رکھنا جو ان سہولیات کی فراہمی،مرمت اور ترقی میں حصہ دار رہوں ۔

(viii) متعلقہ کونسلوں کی نگران کمیٹیوں کی استعداد کار کو بہتر بنانا۔

6-سی سی بی ممبران کی درجہ بندی

(1) ایک سی سی بی میں ممبران کی درجہ بندی مندرجہ ذیل ہو سکتی ہے:

(i) بانی ممبر:یہ وہ ممبران ہیں جو سی بی کے چارٹر پر دستخط کرتے ہیں ۔

(ii) ممبران :یہ انفرادی طور پر رجسٹرڈ ممبران ہوتے ہیں ۔

(2) ہر ممبر کا ایک ووٹ ہو گا اور جنرل باڈی کی ہر میٹنگ میں خود یا کسی نمائندہ کے ذریعے ووٹ کاسٹ کر سکتا ہے لیکن ایسا نمائندہ سی سی بی کے ممبران میں سے ہی ہو سکتاہے۔

(3) جنرل باڈی مخصوص شرائط پر جیسا کہ وہ مناسب سمجھے ممبران کی مزید درجہ بندی کر سکتی ہے۔

(4) ممبربننے کے لئے درخواست ایک سادہ کاغذ پر سی سی بی کے سیکرٹری کو دینا ہو گی۔

(5) سی سی بی کے تمام ممبران رضاکارانہ فرائض سرانجام دیں گے۔ اگر کوئی ممبر معاوضہ کے عوض کسی کام کو کرنے کا ذمہ لیتا ہے تو اسے سی سی بی کی ممبر شپ سے مستعفی ہونا ہو گا۔ جب ایسے ممبر کو سی سی بی سے کوئی معاوضہ لیے چھ ماہ سے زائد کا عرصہ گزر جائیگا تو پھر وہ دوبارہ ممبر بن سکتا ہے۔

7-جنرل باڈی کے فرائض

(1) جنرل باڈی کے ممبران 25سے کم نہیں ہونگے۔

(2) جنرل باڈی کے فرائض یہ ہونگے کہ

(i) ایگزیکٹو کمیٹی کا انتخاب کرے (جس میں چیئر مین، سیکرٹری اور دیگر عہدہ رکھنے والے شامل ہوں) جو مخصوص شرائط پر مخصوص فرائض اور ذمہ داریاں نبھا

ئیںیہ شرائط ایسی ہوں گی کہ جن کو جنرل باڈی سی سی بی
کے معاملات چلانے کے لئے موزوں خیال کرے۔

(ii) ایگزیکٹو کمیٹی کے منصوبے اور سرگرمیوں کی منصوبہ سازی کرے

(iii) لوکل گورنمنٹ کو منظوری کے لئے دئیے جانے والے منصوبہ جات کی تجاویز تیار کرے ۔

(iv) ایگزیکٹو کمیٹی کے ذریعے اپنے منصوبہ جات کی تکمیل کو یقینی بنائے ۔

(v) ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبران اور دیگر ممبران سی سی بی کے لئے قوائد و ضوابط مقرر کرے۔

(iv) ایگزیکٹو کمیٹی کی جانب سے داخل کی جانے والی رپورٹوں اور بیانات کا جائزہ لے ان کو منظور کرے ۔

(vii) سی سی بی کے چارٹر میں ترامیم منظور کرے ۔

(viii) سی سی بی کے سالانہ حسابات کی منظوری دے ۔

(ix) ممبر شپ کی درجہ بندی اور فیس طے کرے

(x) کسی بھی دیگر معاملہ پر جو سی سی بی سے متعلقہ ہو بحث کرے ۔

8-جنرل باڈی میٹنگ

(1) جنرل باڈی کی پہلی میٹنگ سی سی بی کی رجسٹریشن

کی تا ریخ سے تیس دن کے اندر ہو گی ۔

(2) جنرل با ڈی کی میٹنگ ہر تین ما ہ بعد کم از کم ایک مر تبہ ضرو ر ہو گی ۔

(3) ایگزیکٹو کمیٹی جب ضرو ری سمجھے تو جنرل با ڈی کی میٹنگ بلا سکتی ہے ۔

(4) سی سی بی کے سا دہ اکثر یتی ممبرا ن کی طر ف سے تحر یری قرا ر داد پیش کیے جا نے پر جنرل با ڈی کی میٹنگ بلا ئی جا سکے گی ۔

(5) میٹنگ کے لئے کم از کم پندرہ دن کا نو ٹس دیا جا ئے گا ۔جس میں تاریخ ،وقت ،جگہ اور ایجنڈا کا ذ کر ہو گا اور ان پند رہ د نو ں میں نو ٹس دئیے جا نے کا دن شا مل ہو گا جبکہ نو ٹس وصو ل ہونے کا دن خارج ہو گا لیکن حا دثا تی طور پر کسی ممبر کے نا م نو ٹس جا ری نہ ہو سکنے یا نہ ملنے سے میٹنگ کی قا نو نی حیثیت پر کو ئی فرق نہیں پڑے گا ۔

(6) جنرل باڈی سی سی بی کے کسی بھی کام کی منظوری اُس وقت تک نہیں دے سکتی جب تک کل ممبران میں سے ایک چوتھائی ممبران پر مشتمل کورم پورا نہ ہو۔ اگر کورم پورا نہ ہو تو جنرل باڈی کی میٹنگ اسی وقت ٹھیک سات دن بعد تک کے لئے ملتوی ہو جائے گی۔

(7) علاوہ اس کے کہ قوانین ،ضوابط اور چارٹر میں کسی اور

طرح کہا گیا ہو ۔جنرل باڈی کی کسی بھی میٹنگ میں ممبران کی اکثریت کا عمل پوری سی سی بی کا عمل کہلائے گا ۔اور اگر ووٹ برابر برابر ہو جائیں تو چیئرمین کو دوسرا ووٹ کاسٹ کرنے کا حق حاصل ہو گا ۔

9-ایگزیکٹو کمیٹی

(1) ایگزیکٹو کمیٹی کو وہ تمام اختیارات حاصل ہوں گے اور وہ ایسے تمام اختیارات کو استعمال کر سکے گی جو اس کو قواعدوضوابط یاچارٹر کے ذریعے دئیے گئے ہیں ۔

(2) ان قوانین اور چارٹر کے تحت سی سی بی کے معاملات پراپرٹی خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ کی بابت انتظام کا اختیار ایگزیکٹو کمیٹی کو حاصل ہو گا ۔

(3) سی سی بی دعویٰ جات کر سکے گی اور اگر سی سی بی کے خلاف کوئی دعوی ڈگری یا فیصلہ ہو جائے گا تو اس کا اطلاق صرف سی سی بی کی جائیداد اور اثاثوں تک محدود ہو گا۔

(4) ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبران کی تعداد علاوہ اس کے کہ کسی فوری وجہ سے کوئی آسامی خالی ہو بمطابق ذیلی رول 10 کے تحت سات سے کم نہ ہو گی۔

(5) ایگزیکٹو کمیٹی کے زیادہ سے زیادہ ممبران کی تعداد جنرل

باڈی وقتاًفوقتاً طے کر سکتی ہے لیکن کسی بھی صورت میں ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبران کی تعداد پندرہ سے زیادہ نہ ہو گی ۔

(6) ایگزیکٹو کمیٹی مندرجہ ذیل پر مشتمل ہو گی :

(i) ایک چیئرمین (ii) ایک سیکرٹری

(iii) جنرل باڈی کی طرف سے طے کردہ دفتری عہدیداران ۔

(7) ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبران کا انتخاب سی سی بی جنرل باڈی کے ممبران میں سے ہو گا ۔

(8) ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبران دوسال کے لئے منتخب ہوں گے ۔ یہ ممبران اگلی مدت کے لئے منتخب ہونے کے بھی اہل ہوں گے ۔تاہم مسلسل دو مرتبہ چیئرمین یا سیکرٹری رہنے کے بعد ایسے افراد اپنا عہدہ چھوڑ دیں گے اور ایک دورانیہ گزرنے کے بعد دوبارہ منتخب ہونے کے اہل ہوں گے ۔

(9) ایگزیکٹو کمیٹی میں خالی ہونے والی آسامی کو جنرل باڈی کی میٹنگ میں سادہ اکثریت سے انتخاب کے ذریعے 'پر کیا جائے گا لیکن اس طرح منتخب ہونے والے ممبر کے کام کا دورانیہ باقی ماندہ مدت کے لئے ہو گا۔

(10) ایگزیکٹو کمیٹی میں کوئی آسامی خالی ہونے کی صورت میں ایگزیکٹو کمیٹی اسی طرح میں کا م کرے گی اور اس کا کوئی عمل اور کا ر وا ئی صرف خا لی سیٹ ہو

نے یا کسی ممبر کے تقرر کے لیٹ ہونے کے وجہ سے غیر معقول قرار نہیں دی جا سکے گی لیکن ضروری ہے کہ ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبران کی تعداد سات سے کم نہ ہو۔

(11) جنرل باڈی ایک قرارداد کے ذریعے جو اس کے کل ممبران کی سادہ اکثریت نے پاس کی ہو ایگزیکٹو کمیٹی کے کسی ممبر کو اس کے عہدہ سے ہٹا سکتی ہے۔

10-ایگزیکٹو کمیٹی کے کام

(i) جنرل باڈی کی طرف سے آئے ترقیاتی منصوبے اور سرگرمیوں کی منظوری

(ii) جنرل باڈی کے لئے مختلف ادوار کی رپورٹیں اورسٹیٹمنٹ تیار کرنا

(iii) لوکل گورنمنٹ اور دوسرے اداروں کی جانب سے فنڈنگ کے لئے ترقیاتی کاموں کے پراجیکٹ پروپوزل تیار کرنا

(iv) سی سی بی جنرل باڈی کی قراردادوں میں منظورشدہ معمولات کو چلانا۔

(v) ان شرائط اور قواعدوضوابط کے تحت جیسا کہ وہ مناسب خیال کرے پراجیکٹ کے لئے کوآرڈینیٹر مقرر کرنا اور اس کو اختیارات اور ذمہ داریاں دینا

(vi) جب ضروری خیال کرے کوئی ذیلی کمیٹی بنائے اور اس

کے ممبران مقرر کرے

(vii) دیگر کوئی کام جو جنرل باڈی نے ان کے سپرد کیا ہو کرے۔

11-ایگزیکٹو کمیٹی کا طریقہ کار

(1) ایگزیکٹو کمیٹی کی تمام میٹنگوں کی صدارت چیئرمین کرے گا،تاہم کسی میٹنگ میں اُس کی عدم موجودگی کی صورت میں ممبران وقتی طور پر کوئی دوسرا چیئرمین منتخب کریں گے۔

(2) سیکرٹری عمومی کنٹرول اور ایگزیکٹو کمیٹی کی نگرانی کے لئے ایسے کام کرے گا جو اَسے ایگزیکٹو کمیٹی کی طرف سے وقتاَفوقتاَ کرنے کے لئے کہے جائیں گے۔

(3) سیکرٹری تمام کاروائیوں کو جو ایگزیکٹو کمیٹی کی میٹنگ میں ہونگی یا جنرل باڈی کی میٹنگ میں ہو نگی ،ریکا رڈ کر ے گا یا ریکا رڈ کر نے کا بندو بست کرے گا۔ سیکر ٹری چا رٹر کے مطابق تما م نو ٹس دے گا ۔ اور سی سی بی کے تما م ما لیا تی حسا با ت اس کے قبضہ میں ہو ں گے ۔

(4) قوا عدو ضوا بط اور چا رٹر کے تحت ایگز یکٹو کمیٹی جس طرح وہ منا سب خیا ل کرے کسی کا م کو نپٹا نے کے لئے کوئی میٹنگ کر سکتی ہے ۔ میٹنگ کو ملتوی کر سکتی ہے یا کسی دیگر طرح سے طے کر سکتی ہے اور بہتر کا ر کر

دگی کے لئے کارروائی کا طریقہ کار طے کر سکتی ہے۔

(5) ایگزیکٹو کمیٹی اس وقت میٹنگ کرے گی جب چیئر مین بلائے یا ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبران کی سادہ اکثریت تحریری طور پر میٹنگ طلب کرے۔

(6) ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبران کا کورم اس کے کل ممبران کی چالیس فیصد تعداد پر مشتمل ہو گا جو ایگزیکٹو کمیٹی کے کسی کام کی منظوری دے سکے گا۔

(7) اگر کسی میٹنگ میں کورم پورا نہ ہو گا تو کورم پورا ہونے تک میٹنگ ملتوی کر دی جائے گی اور ایگزیکٹو کمیٹی کی ایک ماہ میں کم از کم ایک میٹنگ ضرور ہو گی۔

(8) علاوہ اس کے کہ قواعدو ضوابط اور چارٹر میں کسی اور طرح دیا گیا ہو ایگزیکٹو کمیٹی کا اجلاس جس میں کورم پورا ہو گا اگر اکثریت کوئی فیصلہ کر دے تو وہ فیصلہ اس طرح سمجھا جائے گا گویا پوری ایگزیکٹو کمیٹی نے کیا ہو۔ ووٹنگ میں ممبران کی تعداد برابر ہونے کی صورت میں چیئر مین کو دوسرا ووٹ کاسٹ کرنے کا حق حاصل ہو گا۔

(9) سی سی بی کے ہر ممبر کو حق حاصل ہے کہ وہ ایگزیکٹو کمیٹی کی میٹنگ میں شرکت کرے لیکن اسے وہاں ووٹ کا حق حاصل نہ ہو گا۔

12-پہلی ایگزیکٹو کمیٹی

نمبر شمار	نام، شناختی کارڈ نمبر	ولدیت	سکونت یعنی پتہ	پیشہ اور کاروباری پتہ	کسی رضا کار تنظیم کی ممبر شپ

(1) ایگزیکٹو کمیٹی کے پہلے ممبران کے کوائف اس طرح ہونگے۔

(2) سی سی بی کے چیئرمین کا نام

(3) سی سی بی کے سیکرٹری کا نام

13- ذیلی کمیٹیاں

(1) ایگزیکٹوکمیٹی ذیلی کمیٹیاں بنا سکتی ہے اور اس کے ممبران مقرر کر سکتی ہے اور ان ذیلی کمیٹیوں کے لئے ایسے قواعد و ضوابط اور اختیارات طے کر سکتی ہے جو اعلیٰ کار کردگی کے لئے مناسب سمجھے۔

(2) ایسی قائم کردہ ذیلی کمیٹی جب چاہے میٹنگ کر سکتی ہے اور ایسے تمام اختیارات استعمال کر سکتی ہے جو اسے دیئے گئے ہوں۔

(3) ایسی ذیلی کمیٹی کی مدت بھی ایگزیکٹو کمیٹی ہی طے کرے گی۔

14-سی سی بی کی پراجیکٹ مینجمنٹ

(1) ایگزیکٹو کمیٹی ہر پراجیکٹ کیلئے ایک کوآرڈینیٹر مقرر کرے گی جو سی سی بی کا ممبر ہو گا اور ایگزیکٹو کمیٹی کو اختیار ہو گا کہ وہ پراجیکٹ کوآرڈینیٹر کو اس کے عہدہ سے ہٹائے۔

(2) پراجیکٹ کو آرڈینیٹر کے فرائض محدود نہیں ہونگے لیکن اس میں مندرجہ ذیل فرائض بھی شامل ہونگے:

(i) جو پراجیکٹ ایگزیکٹو کمیٹی دے اس کی نگرانی کرنا اور اس کا انتظام کرنا

(ii) جب اور جیسے ضرورت ہو پراگریس رپورٹ تیار کرنا اور ایگزیکٹو کمیٹی کو دینا۔

(iii) پراجیکٹ کے بجٹ کے مطابق دئیے گئے فنڈز خرچ کرنا

(iv) اپنی معاونت کے لئے ممبران کے ایسے گروپ بنانا جو فرائض کی انجام دہی میں اسکی مدد کرسکیں۔

(v) دیگر فرائض سرانجام دینا جو ایگزیکٹو کمیٹی اسے وقتاً فوقتاً سونپے۔

15-نوٹس

جب کبھی میٹنگ کانوٹس قانوناً یا جیسی صورت حال ہو دینا مطلوب ہو تو ایسا نوٹس ممبر کو ملنا تب سمجھا جائے گا جب سیکرٹری تحریری طور پر بذریعہ، ڈاک، ٹیلی گرام ، فیکس ، یا دستی رسید لے کر ایگزیکٹو کمیٹی یا ممبران کو ان کے رجسٹر میں درج شدہ ایڈریس پر دے گا۔

16- چارٹر میں ترمیم

(1) ان قوانین ، اصول اور چارٹر کے مطابق چارٹر میں ترمیم کی جاسکتی ہے ۔ کسی آرٹیکل کو ختم کیا جاسکتا ہے کوئی نیاآرٹیکل شامل کیا جاسکتا ہے اور ایسا جنرل باڈی کی میٹنگ میں قرار داد کے ذریعے سی سی بی کے کل ممبران میں سے تین چوتھائی ممبران کی منظوری سے کیا جاسکتا ہے۔

(2) اس طریقہ سے جنرل باڈی کی طرف سے کی جانے والی ترمیم اس وقت تک قابل عمل نہ ہو گی جب تک کہ رجسٹریشن اتھارٹی اسے منظور نہ کرلے

17-داخلی طریقہ کار

(1) ایسے معاملات جن کے بارے واضح ہدایات موجود نہ ہوں سی سی بی کواختیار رہے کہ ان کے داخلی طریقہ کار طے کرلے لیکن یہ طریقہ کار بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی بھی

طرح سے لو کل گو رنمنٹ آرڈیننس یا اس چا رٹر کے متضا د و منا فی نہ ہو۔

(2) سی سی بی کی ممبر شپ ، اس کے ممبرا ن کے طر ز عمل اور سی سی بی کے مقا صد کے حصول کے لئے سی سی بی کو آزا دی حا صل ہے کہ وہ فیس اور دیگر وا جبا ت طے کرے جیسا کہ وہ مناسب سمجھے ۔

18-متفر ق

سی سی بی کی صوا بدید سے پر ہو گا-ہم زیر دستخطی اس چا رٹر کی منظوری کے لئے استدعا کر تے ہوئے اس کی منظوری دیتے ہیں اور اس کی تصدیق کر تے ہیں ۔

نمبر شمار	نا م	ولدیت	قو میت بمعہ سابقہ قو میت اگر ہو تو	پیشہ کا ر و با ری پتہ

تا ریخ ________ مندرجہ با لا د ستخطوں کے گوا ہ ۔

1- نا م ________ ولد یت ________ پیشہ ________

پتہ ________ قو می شنا ختی کارڈنمبر ________

2- نام ________ ولدیت ________ پیشہ ________

پتہ ________قو می شنا ختی کا رڈ نمبر ________

شیڈو ل دو ئم

دیکھیں رول نمبر 9

فیس کا شیڈول

1- رجسٹریشن فیس 50روپے

2- نقول فیس 2 روپے فی صفحہ

3- چا رٹر میں تبدیلی 50 رو پے

شیڈو ل سو ئم

دیکھیں رو ل11

سی سی بی کی طر ف سے پراجیکٹ دا خل کر نا اور اس کی منظوری کا ٹا ئم ٹیبل

نمبر شما ر	سر گر می
1	سی سی بی سا را سا ل جنوری سے نو مبر تک پرا جیکٹ تیا ر کرے گی
2	ہر لو کل گو رنمنٹ سی سی بی کے لئے رہنما ئی ، درجہ بندی اور تر جیحی علا قوں کی پہچا ن کا کا م کرے گی ۔

پرا جیکٹ پرو پوزل سی سی بی کے افسرا ن کو پیش کی جائے گی۔	3
سی سی بی کے افسران کی طرف سے سی سی بی کی تجا ویز کا جا ئزہ۔	4
متعلقہ سی سی بی کے افسرا ن کی طرف سے سی سی بی کے لئے منظور کردہ پرا جیکٹ پرو پوزل میں ترا میم و تبد یلیاں۔	5
سی سی بی ا فسر ان کے ذریعہ بجٹ اور فنا نس کے ا فسر ان کو دو با رہ سے سی سی بی کی پراجیکٹ پرو پوزل دا خل کرنا۔	6
متعلقہ کو نسل کی طرف سے سا لا نہ بجٹ کی منظو ری۔	7
سی سی بی کے متعلقہ ا فسرا ن کی طرف سے سی سی بی کے پرا جیکٹ پر و پوزل کی سی سی بی کو منظور ی یا نا منظو ری کی ا طلا ع۔	8
پرا جیکٹ کے معا ہد ہ کے مطا بق پرا جیکٹ پر و پوزل پر سی سی بی کا عمل د ر آ مد۔	9

شیڈول چہارم ---- سی سی بی فارم 1(دیکھیں رول 3)

رجسٹریشن اتھارٹی کا نام __________ نام کی تصدیق

____

یہ تصدیق کی جاتی ہے کہ آپ کی طرف سے سٹیزن کمیونٹی بورڈ کا تجویز کردہ نام دستیاب ہے -

تاریخ ________ رجسٹریشن اتھارٹی کا نام ________ دستخط

____

سی سی بی فارم 2 (دیکھیں رول5)

ممبران کا رجسٹر__________ سی سی بی کا نام __________

حصہ الف: ایگزیکٹو کمیٹی کی لسٹ

نمبرشمار	ممبر کا نام بمع ولدیت	سکونت	کام اور پیشہ ورانہ تعلیم	شناختی کارڈ نمبر

حصہ ب: بانی ممبران کی لسٹ

نمبر شمار	بانی ممبر کا نام ولدیت	سکونت	شناختی کارڈ نمبر

حصہ ج: ممبران کی لسٹ

نمبر شمار	نام ممبر ولدیت	سکونت	شناختی کارڈ نمبر	موجودہ کاروباری پتہ

سی سی بی فارم 3 ---رجسٹریشن سرٹیفیکیٹ (دیکھیں رول 5)

رجسٹریشن اتھارٹی کا نام ________ رجسٹریشن نمبر ________

تصدیق کیا جاتا ہے کہ(سی سی بی کا نام) جس کا سرکاری پتہ (پتہ) ہے -پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈنینس 2001ء (XIII کا 2001) پنجاب لوکل گورنمنٹ (سٹیزن کمیونٹی بورڈ)رول 2003ء کے تحت بطور سٹیزن کمیونٹی بورڈ رجسٹرڈ کی جاتی ہے یہ سرٹیفکیٹ صرف (ضلع کا نام)ضلع کے لئے کارآمد ہے -

تاریخ اجراء ________ دستخط رجسٹریشن اتھارٹی ________

سی سی بی فارم 4 (پراجیکٹ پروپوزل)---دیکھیں رول 12 اور 13

1- سی سی بی پروفائل

(i) سی سی بی کا نام ________ (ii)سی سی بی کا پتہ و فون نمبر ________

(iii) رجسٹریشن نمبر ________ (iv) رجسٹریشن کی تاریخ ________

(v) رجسٹریشن کاضلع ________

2- پراجیکٹ پر عملدرآمد کے انتظامات

(i) پراجیکٹ کی ملکیت (گورنمنٹ یا سی سی بی)

(ii) پراجیکٹ کی انتظامیہ(حکومت یا سی سی بی یا مشترکہ)

(iii) موجودہ پراجیکٹ پروپوزل پرعملدرآمد کی استطاعت

(الف) پیشہ ور __________ (ب) امدادی سٹاف __________

(ج) سابقہ تجربہ __________ (د) دیگر __________

3- مجوزہ پراجیکٹ کی تعارفی فائل

(i) پراجیکٹ کا نام ____________________________

(ii) پراجیکٹ کے آغاز کی تاریخ ____________________

(iii) پراجیکٹ کی تکمیل کی تاریخ ____________________

(iv) پراجیکٹ کا علاقہ اور جغرافیائی کیفیت ____________________

(V) مرکزی علاقہ یا ذیلی علاقہ ____________________

(vi) پراجیکٹ کے اہم مقاصد (پراجیکٹ کا اصل مقصد کیا ہے؟)

4- پراجیکٹ کی سرگرمیاں

(کام/نتائج/کام کا منصوبہ)

نمبر شمار	سرگرمی	آغاز کی تاریخ	اختتام کی تاریخ

کام کے منصوبہ کی تفصیلی وضاحت الگ شیٹ پر لکھ کر ساتھ لگائیں۔

5- پراجیکٹ میں عوامی شمولیت کے عناصر

(i) کس طرح تمام لوگ اس پراجیکٹ کی ضرورت/شناخت اور تیاری میں شریک تھے؟

(ii) پراجیکٹ پر عملدرآمد کے لئے آپ کس طرح تمام لوگوں کو شریک ہونے کے لئے آمادہ کرتے ہیں؟

(iii) اس پراجیکٹ کی تکمیل کے بعد تمام لوگ کس طرح اس میں شرکت کریں گے یا شریک ہوں گے؟

6- سی سی بی کی طرف سے پراجیکٹ انتظام

(i) آپ کس طرح کام، اس کے نتائج، کام کے منصوبہ اور پراجیکٹ کے اثرات کی نگرانی کریں گے اور کیا انتظام ہوگا؟

(ii) ریکارڈ کی تیاری اور رپورٹنگ کے طریقہ کار کی وضاحت

7- مختصر پراجیکٹ کے حسابات

i- فنڈز کے اندازا ذرائع ____ نقد حصہ ____ ٹوٹل ____ __

سی سی بی کے اپنے ذرائع _____ لوکل گورنمنٹ کی مجوزہ گرانٹ ___ ___

ii - **پراجیکٹ کی کل لاگت**

ترقیاتی لاگت / ایک بار لاگت ________

پراجیکٹ کی تکمیل کے بعد سالانہ لاگت ________

تنخواہ __________بغیرتنخواہ ______________

iii- بعد میں پیدا ہونے والی ضرورت کے لئے فنڈز کے ذرائع

منظور شدہ لوکل گورنمنٹ گرانٹ _______________

سی سی بی کے اپنے ذرائع _______ _____________

پراجیکٹ ریونیو (متوقع) ______________________

میزان ______________________________

8-مجوزہ لاگت / پراجیکٹ کا بجٹ (تمام سالوں کا)

نمبر شمار	بجٹ کس مد سے ہے تفصیل	سی سی بی کا حصہ	لوکل گورنمنٹ گرانٹ	دیگر ذرائع	میزان
1	کل ترقیاتی یک بار لاگت				
2	جاری اخراجات				
2.1	تنخواہیں				
2.2	بغیر تنخواہ دار				
میزان					

نوٹ (i) ہر سال کی تفصیل الگ صفحہ پر دیں (ii) تمام جمع و تفریق کی تفصیل بتائیں

9- پراجیکٹ کا مجوزہ ریونیو (تمام سالوں کا)

نمبر شمار	ریونیو کس مد سے ہے تفصیل	میزان
	میزان	

10- پراجیکٹ کی اقساط کا مجوزہ شیڈول

نمبر شمار	تاریخ	رقم

نوٹ: قسط کی ایڈوانس ادائیگی کے لئے کم از کم ایک ماہ پہلے درخواست بھیجنا ہوگی اور اس کے ساتھ

تازہ ترین پراگریس رپورٹ کا ہونا بھی ضروری ہے۔

11-پراگریس رپورٹ کا مجوزہ شیڈول

نمبر شمار	رپورٹ کی تفصیلات	جمع کرانے کی تاریخ

12- پراجیکٹ کوآرڈینیٹر کا نام رابطہ کا نمبر و پتہ

13-انتظامی اقدامات (سرکاری استعمال کے لئے)

نمبر شمار	تاریخ برائے سرگرمی
1	سی سی بی افسران نے پراجیکٹ پروپوزل وصول کی
2	پراجیکٹ پروپوزل فنانس اور بجٹ افسران کو داخل کی
3	پراجیکٹ پروپوزل پر بجٹ اور فنانس کے افسران کی رائے
4	تاثرات جو سی سی بی کو بھجوائے گئے
5	سی سی بی کی طرف سے سی سی بی کے افسران کو دوبارہ دی گئی پراجیکٹ پروپوزل
6	سی سی بی کی طرف سے فنانس اور بجٹ افسران کو داخل کی گئی پراجیکٹ پروپوزل
7	کونسل کے فیصلہ کے بعد سی سی بی کو مطلع کیا گیا۔

8	اگر کونسل کی طرف سے کچھ تبدیلیاں مطلوب ہیں تو تبدیل شدہ پراجیکٹ پروپوزل داخل کی گئی ۔
9	پراجیکٹ کا آغاز
10	تاریخ اور اقساط جو ادا کی گئیں ۔
11	پراگریس رپورٹ جو داخل کی گئی ۔
12	پراجیکٹ کی تکمیل

سی سی بی فارم 5 (معاہدہ)---- دیکھیں رول7

یہ معاہدہ مورخہ ________کوما بین ________(لوکل گورنمنٹ کا نام)

بذریعہ ________(عہدہ) (جسکوبعد میں صرف لوکل گورنمنٹ کہہ کر پکارا جائے گا)

فریق اول

اور ________(سی سی بی کا نام) بذریعہ ________

(عہدہ) (جس کواب بعد میں صرف سی سی بی کہا جائے گا)

فریق دوم

جو کہ ____(پراجیکٹ) جسے سی سی بی نے تجویز کیا اور لوکل گورنمنٹ نے منظور کیا ہے لہذا پراجیکٹ کی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 (2001 کاXIII) جس کواب بعد میں صرف آرڈیننس کہا جائے گا، کے مطابق تکمیل کے لئے باہمی طور پر مندرجہ ذیل شرائط پر رضامندہوئے ہیں:

1-عمومی

(i) منصوبہ جو کہ لوکل گورنمنٹ سے باقاعدہ منظور شدہ ہو گا ،یہ پراجیکٹ اس معاہدہ کا لازمی حصہ تصور کیا جائے گا۔

(ii) لوکل گورنمنٹ نے _____روپے (جسکو بعد میں صرف گرانٹ کہا جائے گا) اس پراجیکٹ کی تکمیل کے لئے دئیے ہیں۔

(iii) سی سی بی مجوزہ اور طے شدہ طریقہ کار کے مطابق پراجیکٹ کی تکمیل کی ذمہ داری قبول کرتی ہے۔

(iv) پراجیکٹ عرصہ _________سے _________تک مکمل ہو گا۔

(v) سی سی بی لوکل گورنمنٹ کو پراگریس رپورٹ داخل کرے گی جس میں پراجیکٹ کی مالی اور مادی سطح یا معیار کا بیان ہو گا۔

2-ذمہ داریاں

(i) لوکل گورنمنٹ کسی دعویٰ ،قرضہ،نقصان یا تقاضہ کی ذمہ دار نہ ہو گی جو اس پراجیکٹ پر عمل درآمد سے برآمد ہو گا۔

(ii) لوکل گورنمنٹ سی سی بی کے ممبران یا اس کے ذیلی ٹھیکیدار یا رضاکارانہ کام کرنے والوں کے معاملہ میں پراجیکٹ پر عملدر آمد کے دوران ہونے والی موت،معذوری یا نقصان کی صورت میں ذمہ دار نہ ہو گی۔

(iii) اس معاہدہ میں لکھی گئی کسی بات کا یہ تاثر نہیں لیا جائے گا کہ لوکل گورنمنٹ زبانی یا عملی طور پر کسی دعوی یا اپنے کسی حق کے بارے قانونی تحفظ یا حیثیت سے دستبردار ہو گئی ہے۔

(iv) اگر پراجیکٹ اپنی مقرر کردہ حدود اور معاہدہ کے مطابق نہ ہو گا تو لوکل گورنمنٹ اس کو بند کر سکے گی۔اس کی مالی معاونت بھی روک سکے گی،اور نقصان کی شکل میں سی سی بی کی پراپرٹی ، اس کے اثاثے لوکل گورنمنٹ کی تحویل میں آجائیں گے جیسا کہ آرڈیننس میں لکھا گیا ہے ۔

3- اس معاہدہ کے مندرجات خفیہ نہیں ہیں ۔ لہٰذا اس پراجیکٹ میں دلچسپی لینے والے کسی بھی شخص کو اس معاہدہ کے مندرجات فراہم کئے جا سکتے ہیں۔

4- پائیداری

سی سی بی ایسے تمام اقدامات کرئے گی جو اس کے پراجیکٹ کو مؤثر، کارگر،عوامی شرکت بمطابق قانون عملدرآمد اور باقی رہنے کے لئے ضروری ہوں گے ۔ لہٰذا لوکل گورنمنٹ اور سی سی بی بذریعہ معاہدہ ہذا اپنے آپ کو آج مورخہ ________ کو اس معاہدہ کا پابند کرتے ہیں ۔

العبدلوکل گورنمنٹ: بذریع ____عہدہ _____سی سی

بی کا نام ______ بذریعہ______موجودہ گواہان کے دستخط

________ عہدہ1_____ __

عہدہ 2 __________

سی سی بی فارم نمبر 6 (قسط کی منتقلی کی درخواست)

َ---- دیکھیں رول17

جناب سی سی بی افسران لوکل گورنمنٹ _________شہر ضلع کا

نام ________

عنوان: قسط کی منتقلی کی درخواست

جناب عالی !

مودبانہ گذارش ہے کہ {قسط نمبر}جو کہ __________روپے کی ہے- سی سی بی کے لیے مہربانی فرماکر اقساط کا شیڈول جو کہ باقاعدہ منظور شدہ دستاویزات میں شامل ہے، جاری کی جائے - پراجیکٹ کی تازہ ترین پراگریس رپورٹ لف ھذا ہے ملاحظہ ہو- آپ کے لئے نیک تمنائوں کے ساتھ-

عــــرضے

سیکرٹری سٹیزن کمیونٹی بورڈ

پتہ___________

دستخط__________

چیئرمین کمیونٹی بورڈ

سی سی بی فارم 7 (بجٹ کی دوبارہ تخصیص)---- دیکھیں رول 19

سی سی بی پراجیکٹ پروفائل سی سی بی کا نام ______

رجسٹریشن نمبر اور تاریخ ______

پراجیکٹ کا نام _____آغاز کی تاریخ ______تکمیل کی تاریخ ______

بجٹ کی دوبارہ تخصیص کی استدعا

نمبر شمار	از تادوبارہ تخصیص کی وجہ
	اکائونٹ کوڈ، بجٹ کی اصل تاریخ ______ رقم دوبارہ ________ اکائونٹ کوڈ _____ بجٹ کی اصل تاریخ______ نظر ثانی شدہ رقم کی تفصیل _____ رقم____اخراجات ______ تخصیص کی جانی ہے تفصیل ________ ________رقم ___________

سیکرٹری سٹیزن کمیونٹی بورڈ ______ پتہ__________

دستخط ________چیئر مین سٹیزن کمیونٹی بورڈ _________

تاریخ __________

سی سی بی فارم8 (کمی بیشی) ---- دیکھیں رول 20

مالی سال ______ سی سی بی پراجیکٹ پروفائل

____

سی سی بی کا نام ______ رجسٹریشن نمبر اور تاریخ

____

پراجیکٹ کا نام ______ تاریخ آغاز _____تاریخ اختتام

_____

کمی اور بیشی

اکائونٹ کوڈ	اکائونٹ کوڈ کی تفصیل	منظورشدہ بجٹ	اصل اخراجات	کمی / بیشی

میزان سیکرٹری سٹیزن کمیونٹی بورڈ

پتہ _________ دستخط _________چیئرمین سٹیزن کمیونٹی بورڈ

نوٹ : (یہ تمام فارم اوریجنل شکل میں متعلقہ ای ڈی او کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے دفتر سے دستیاب ہیں وہاں سے حاصل کرکے استعمال میں لائے جاسکتے ہیں-)

مندرجہ ذیل شعبوں کے منصوبہ جات بنائے جاسکتے ہیں تاہم یہ فہرست حتمی نہیں ہے :

الف۔ ضلع حکومت کو جمع کرائے جانے والے منصوبے:

1- زراعت کے شعبہ میں

- ☆ جوہڑوں، تالابوں کی تعمیر، حفاظتی بندوں کی تعمیر، حفاظتی پشتوں کی تعمیر پر مبنی منصوبے۔
- ☆ اصلاح اراضی کے ضمن میں آبپاشی کے پانی اور مٹی کا تجزیہ۔
- ☆ زراعت (توسیع) کے ضمن میں نرسری لگانا، نمائشی کھیت، زرعی میلے اور نمائشوں کا انعقاد، تحفظ نباتات، زرعی ادویات کی اجتماعی مارکیٹنگ، کھاد کا بہتر استعمال اور شجر کاری مہمیں۔
- ☆ امور حیوانات کے ضمن میں مال ومویشیوں کی صحت و نسل کشی ویٹرنری ہسپتال و کلینک، مال و مویشیوں کی دیکھ بھال و نگہداشت کے لئے تعلیمی تربیتی پروگرام، وبائی امراض اور بیماریوں کی روک تھام کے لئے ویکسینیشن مہمیں۔
- ☆ فش فارمنگ کے لئے تعلیمی و آگاہی پروگرام منعقد کرنا۔

2- تعمیرات کے شعبے میں منصوبہ جات

- ☆ سڑکیں، گلیاں پختہ کرنا جو ضلعی حکومت کے زیرانتظام ہوں۔

☆ پبلک مقامات پر انتظار گاہیں۔

☆ شیلٹرز اور بیت الخلاء تعمیر کرنا۔

☆ سرکاری عمارتوں کی تعمیر و ترقی۔

3- صحت کے شعبے میں منصوبہ جات

☆ صحت عامہ کے حوالہ سے آگاہی مہمیں۔

☆ ماں بچے کی صحت بارے تعلیم و تربیت۔

☆ وبائی امراض سے روک تھام کے لئے تعلیمی و آگاہی پروگرام۔

☆ زچہ بچہ کی صحت کے لئے ابتدائی مراکز قائم کرنا۔

☆ ایمبولینس سروس۔

☆ دائیوں اور دیگر پیرا میڈیکل سٹاف کی تربیت ۔

☆ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں اضافہ ، تعمیر، ضروری آلات اور ادویات کی فراہمی

☆ بہبود آبادی کے حوالہ سے خاندانی منصوبہ بندی، شعور و سہولیات۔

☆ بہبود آبادی کے حوالہ سے ثقافتی، سپورٹس، انٹرٹینمینٹ اور تعلیمی و آگاہی پروگراموں کا انعقاد۔

4- کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے شعبہ میں منصوبہ جات

☆ سماجی بہبود یا سوشل ویلفیئر کے تحت بے سہارا خواتین

بچوں، بوڑھوں کے لئے شیلٹرز ہوم، ڈے کیئر سنٹرز وغیرہ قائم کرنا۔

- ☆ مختلف پیشہ وارانہ طبقوں کے لئے تفریحی و تعلیمی مراکز یا کلب قائم کرنا
- ☆ مستحق و نادار لوگوں کی بحالی کے پروگرام
- ☆ ٹریننگ و تربیت کے پروگرام
- ☆ پیشہ وارانہ تربیت کیلئے ادارے بنانا
- ☆ خواتین کی بہبود و ترقی کے پروگرام بنانا
- ☆ ہنر سکھانا۔
- ☆ آمدنی میں اضافے کے لئے تربیت و عملی اقدامات۔
- ☆ خواتین کے قانونی حقوق کے تحفظ کے لئے اقدامات۔
- ☆ مزدوروں، کسانوں کی فلاح و بہبود کے منصوبے۔
- ☆ امداد باہمی کے تحت انجمن سازی، اہلیتوں میں اضافے کے لئے تربیت۔
- ☆ امداد باہمی کے تحت گھریلو صنعت سازی
- ☆ امداد باہمی کے تحت کاشتکاری

5-تعلیم کے شعبہ میں منصوبہ جات

- ☆ پرائمری تعلیم کے حوالہ سے نان فارمل سکول بنانا۔
- ☆ سرکاری سکولوں کے حالات بہتر بنانا۔

☆ سرکاری سکولوں کی اَپ گریڈنگ اور تعمیر و ترقی۔

☆ سکولوں میں بہتر سہولیات کی فراہمی۔

☆ کھیلوں اور ثقافتی سرگرمیوں کا فروغ۔

6- ثانوی سکولوں میں بہتر سہولیات کی فراہمی اور اَپ گریڈنگ

☆ عمارتوں میں توسیع و ترقی۔

☆ خصوصی تعلیم کے حوالہ سے تعلیمی و خدمات کی فراہمی کے مراکز۔

☆ موجود مراکز کی بہتری و ترقی۔

☆ تعلیمی پروگراموں کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں کا آغاز۔

☆ خواندگی کے فروغ کے حوالہ سے غیر رسمی تعلیم کے مراکز قائم کرنا۔

☆ تعلیم بالغاں کے مراکز۔

☆ رسمی تعلیم کا انتظام۔

☆ خواندگی کے فروغ کے لئے آگاہی پروگرام۔

☆ خواندگی مراکز کی تعمیر وتوسیع۔

7- تحصیل یا ٹائون میونسپل ایڈمنسٹریشن کے پاس جمع کرائے جانے والے منصوبہ جات

- ☆ انفراسٹرکچر بلڈنگ اور خدمات کے شعبے ۔
- ☆ واٹر سپلائی سکیمیں۔
- ☆ نکاسی آب کی بہتری، توسیع اور فراہمی۔
- ☆ سالڈویسٹ مینجمنٹ۔
- ☆ سٹریٹ لائٹس کی فراہمی، تنصیب و نگرانی۔
- ☆ کھیل کا فروغ۔
- ☆ پارکوں کی نگہداشت و بہتری۔
- ☆ آگ بجھانے کے بارے میں رضاکار دستوں کی تیاری و تربیت۔
- ☆ شجرکاری کی مہمیں وغیرہ۔

8-یونین کونسلوں کے پاس جمع کرانے والے منصوبہ جات

ان کے تحت ہر ایسے کام اور خدمات کے ضمن میں منصوبے شامل ہو سکتے ہیں جو متعلقہ یونین کونسل کے دائرہ اختیار میں شامل ہوں یا تحصیل / ضلع / ٹاؤن کی طرف سے اس یونین کونسل کو تفویض کئے گئے ۔

ضمیمہ-4

پولیس آرڈر 2002ء

پولیس آرڈر 2002ء پاکستان میں 14اگست 2002ء کو نافذ کیا گیا۔ یہ قانون 1861ء کے پولیس ایکٹ کی جگہ نافذ کیا گیا۔ پولیس آرڈر 2002ء میں باب 19، آرٹیکل 188 اور شیڈول 4 شامل ہیں۔ اس کے مقاصددراصل محکمہ پولیس میں بنیادی اصلاحات کا نفاذ کرناہیں تاکہ محکمہ آئین، قانون اور اہلیان پاکستان کی جمہوری خواہشات کے مطابق اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے سکے۔ ایک ایسی پولیس سروس کے قیام کی طرف پہلا قدم ہے جواعلیٰ تر پیشہ وارانہ صلاحیتوں کی حامل ہو اور اپنی کارکردگی کے لئے عوام کے سامنے جوابدہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ پولیس میں ایسی صلاحیتوں کو پیدا کیا جائے گا جو جرائم کی روک تھام اور امن و امان کے قیام میں ممدد معاون ہوں-پولیس آرڈر 2002ء کے ابتدائیہ میں درج اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے کچھ ایسے اداروں کو قائم کیا جائے گا جس سے محکمہ پولیس پر عوامی نگرانی کو قائم کیا جا سکے۔ ان اداروں میں ضلعی، صوبائی اور قومی سطح پر پبلک سیفٹی کمیشن کا قیام شامل ہے۔ علاوہ ازیں محکمہ پولیس میں بہت سی اصلاحات بھی نافذ کی جائیں گی جیسا کہ امن وعامہ کو

جرائم کی تحقیق سے الگ کرنا وغیرہ۔

پولیس کے فرائض و ذمہ داریاں

1- عوام کے ساتھ پولیس کا رویہ اور ذمہ داریاں

پولیس آرڈر 2002ء کے دوسرے باب کے مطابق ہر پولیس افسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ:

- ☆ عوام کے ساتھ شائستگی اور رواداری سے پیش آئے۔
- ☆ عوام کے ساتھ دوستانہ ماحول کو فروغ دے۔
- ☆ عوام الناس اور خاص طور پر غرباء، معذور اور جسمانی طور پر کمزور افراد کی مدد اور رہنمائی کرے۔ عوامی مقامات پر جو بچے گم ہو جائیں یا اپنے آپ کو بے یارو مددگار پائیں ان کی مدد کرے۔
- ☆ کسی بھی شخص یا منظم گروہ کے ہاتھوں عوام کا استحصال ہونے سے بچائے۔
- ☆ ایسے اشخاص کی مدد کرے جنہیں جسمانی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

2- پولیس کے فرائض

- ☆ شہریوں کی زندگی، املاک، آزادی کی حفاظت اور امن و امان کا خیال رکھے۔
- ☆ اس بات کو یقینی بنائے کہ زیرِ حراست شخص کے قانونی حقوق کا خیال رکھا جائے۔

- ☆ عوام کے لئے ضرر رساں امور اور جرائم کی روک تھام کرے۔
- ☆ امن و عامہ اور جرائم کے بارے میں معلومات اکٹھی کر کے انہیں متعلقہ اداروں تک پہنچائے۔
- ☆ میلوں ٹھیلوں کے مواقع پر اور عوامی تفریحی مقامات اور عبادت گاہوں کے گردونواح میں امن و امان کو قائم رکھے اور گلیوں اور عوامی گزر گاہوں میں رکاوٹوں کو ختم کرے۔
- ☆ سڑکوں اور گلیوں میں ٹریفک کو منظم کرے۔
- ☆ گم شدہ اشیاء کو اپنے قبضے میں لے اور ان کی فہرست تیار کرے۔
- ☆ مجرموں کا سراغ لگائے اور انہیں انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کرے۔
- ☆ ایسے تمام افراد کو گرفتار کرے جن کی گرفتاری کی اسے قانونی طورپر اجازت ہے اور جن کی گرفتاری کے لئے اس کے پاس کافی ثبوت موجود ہیں۔
- ☆ اس امر کو یقینی بنائے کہ کسی بھی شخص کی گرفتاری کے بارے میں معلومات فوری طور پر اس شخص کو پہنچائی جائے جس کو گرفتار شخص چاہتا ہے۔
- ☆ مصدقہ اطلاعات پر بغیر وارنٹ کے وہ مندرجہ ذیل جگہوں میں داخل ہو اور ان کا معائنہ کرے:

(i) عوامی مقامات، دکانیں اور قحبہ خانے، جہاں شراب یا منشیات کا کاروبار وہ رہا ہو جہاں غیر قانونی طور پر ہتھیار رکھے گئے ہوں۔

(ii) شرپسند عناصر کے ٹھکانے

☆ قانونی احکامات کی پیروی کرے اور انہیں فوری طور پر بجا لائے۔

☆ ایسے تمام فرائض ادا کرے اور اختیارات استعمال کرے جو پولیس آرڈر 2002ء یا وقتی طور پر نافذ العمل کسی بھی قانون کے تحت اسے تفویض کئے گئے ہیں۔

☆ تشدد، آگ یا قدرتی آفات کے دوران عوامی املاک کو تباہی سے بچانے کے لئے دوسرے متعلقہ اداروں کی مدد اور تعاون کرے۔

☆ مجنون یا ذہنی طور پر معذور افراد پر نظر رکھے، تاکہ وہ اپنے آپ کو یا عوام اور ان کی جائیداد کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

☆ عوامی مقامات پر خواتین اور بچوں کو ہراساں ہونے سے بچائے۔

☆ ایک پولیس افسر ہر ممکن کوشش کرے گا کہ:

(i) ناگہانی حالات میں عوام اور خصوصاً خواتین اور بچوں کی دستگیری کرے۔

(ii) حادثات کا شکار ہونے والے افراد کو مدد فراہم کرے۔

(iii) حادثات کا شکار ہونے والے افراد یا ان کے لواحقین کی ایسی دستاویز اور معلومات کے حصول میں مدد کرے جن سے ان کو کسی قسم کے ہرجانے کا دعویٰ دائر کرنے میں مدد مل سکے۔

☆ حادثات کا شکار ہونے والے افراد میں ان کے حقوق استحقاق کے متعلق آگاہی پیدا کرے۔

☆ ایک پولیس افسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ مشکوک افراد کے متعلق مجاز عدالت میں معلومات پیش کرے اور ان کی عدالت میں طلبی، وارنٹ برائے تلاشی یا کسی دوسری قانونی چارہ جوئی کے لئے درخواست کرے۔

ضلعی سطح پر پولیس کی تنظیم

ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ضلعی پولیس کاسربراہ ہے۔ وہ سالانہ پولیس پلان کی تیاری، پولیس کے بہتر انتظام ، نظم و نسق، ضلع میں پولیس اہلکاروں کی تقرری و تبدیلی اور پولیس کی بہتر کارکردگی کا ذمہ دار ہے۔ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ضلعی ناظم اور صوبائی پولیس آفیسر دونوں کے ماتحت کام کرتا ہے۔ ضلع میں امن و امان کے قیام کے لئے وہ ضلعی ناظم کو جوابدہ ہے جبکہ انتظامی معاملات اور جرائم کی تحقیقات کے لئے ضلع میں ایک علیحدہ برانچ قائم کی گئی ہے۔ بین الاضلاعی روابط کی ذمہ داری صوبائی پولیس آفیسر کی ہے۔

پولیس تھانہ کی نئی ساخت

تھانہ کی سطح پر بہت سی بنیادی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ استغاثہ کے عمل کو پولیس سے علیحدہ کرتے ہوئے ایک بالکل نئی ضلعی استغاثہ سروس (District Prosecution Service) قائم کی گئی ہے۔ امن وعامہ کا قیام اور جرائم کی تحقیقات پولیس کی ذمہ داریوں میں شامل ہے، لیکن ان دونوں شاخوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اس علیحدگی کا مقصد جرائم کی تحقیقات میں تسلسل حاصل کرنا، تحقیقاتی عمل میں مطلوبہ مہارتوں کا فروغ اور نتائج کے حصول کیلئے کارکردگی میں بہتری لانا ہے مگرابھی تک تھانوں میں ان دونوں امور کی انجام دہی کے لئے عملے کو علیحدہ نہیں کیا جاسکا۔ دونوں اقسام کا عملہ چونکہ تھانہ دار کے زیرِنگرانی ہوتاہے لہذا اکثر تحقیقاتی عملے کو بھی امن وعامہ کے قیام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔ نتیجتاًجرائم کی تحقیقات کا کام عدم توجہی کاشکار ہو جاتا ہے اور مقدمات کے فیصلے تعطل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر اس پر قابو پانا ہے تو اشد ضروری ہے کہ تحقیقاتی عملے کو علیحدہ نامزد کیا جائے اور اس عملے کو کسی صورت میں بھی تحقیقاتی ذمہ داریوں کے علاوہ کوئی کام نہ سونپا جائے۔ یاد رہے کہ تھانہ دار کا کام تحقیقاتی عملے کو صرف انتظامی سہولیات بہم پہنچانا ہونا چاہئے۔پولیس آرڈر 2002ء کے مطابق ہر

تھانہ کا انچارج ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس یا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہو گا۔

ڈی پی او اور ضلع ناظم میں تعلقات

1- ڈی پی او ضلع ناظم کے ساتھ مل کر سالانہ پولیس پلان تیار کرے گا۔ اِس پلان کی منظوری ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن دے گا۔

2- غیر قانونی گرفتاریوں کا پتہ چلانے کے لئے ضلعی ناظم کسی بھی وقت پولیس تھانہ کا دورہ کر سکتا ہے۔ اگر اس دوران ناظم کے علم میں یہ بات آئے کہ کسی شخص کو غیر قانونی طور پر گرفتار کیا گیا ہے تو وہ ڈی پی او کو قانون کے مطابق ہدایات دے سکتا ہے۔

3- اگر ضلعی ناظم کے پاس اس بات کے شواہد موجود ہوں کہ کسی پولیس اہلکار نے اپنے فرائض سے غفلت برتی ہے یا کسی شہری کے ساتھ زیادتی کی ہے یا وہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں ناکام رہا ہے تو ضلع ناظم ڈی پی او کو اس پولیس اہلکار کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور اس کے خلاف ایف آئی آر کے درج کرنے کی ہدایت کر سکتا ہے۔

4- ضلع ناظم ڈی پی او کی سالانہ کارکردگی رپورٹ لکھے گا۔

5- اگر ڈی پی او ضلع ناظم کی طرف سے جاری کردہ کسی

حکم کو غیر قانونی سمجھتا ہے تو وہ ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن سے رجوع کر سکتا ہے۔ اس بابت کمیشن کا فیصلہ حتمی ہو گا اور اس کا اطلاق ڈی پی او اور ضلع ناظم دونوں پر ہو گا۔

پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن

پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن ضلعی اورصوبائی سطح پر قائم کئے جائیں گے۔ قومی سطح پر نیشنل پولیس کمیشن اور پولیس کمپلینٹ اتھارٹی علیحدہ علیحدہ قائم کئے جائیں گے۔

نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن

نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن 12 اراکین اور ایک چیئرپرسن پر مشتمل ہو گا۔ کمیشن کے نصف اراکین کی نامزدگی قومی اسمبلی کا سپیکر اسمبلی کے اراکین میں سے قائد حزب اقتدار اور قائد حزب اختلاف کے مشورے سے کرے گا۔ ان میں سے نصف (یعنی تین) اراکین کا تعلق حزب اقتدار جبکہ باقی نصف اراکین کا تعلق حزب اختلاف سے ہو گا۔ کمیشن کے اراکین اس طرح چنے جائیں گے کہ کم از کم ایک رکن ہر صوبہ سے اور ایک رکن اسلام آباد سے ہو۔ ان میں سے کم از کم دو خواتین ہوں گی۔ کمیشن کے باقی ماندہ چھ اراکین کا تقرر آزاد اراکین کی حیثیت سے صدر مملکت نیشنل سلیکشن پینل کی سفارش کردہ فہرست سے کرے گا، تاہم

ہر صوبہ اور اسلام آباد سے کم از کم ایک امیدوار کا تقرر کیا جائے گا۔ آزاد اراکین میں کم از کم دو خواتین شامل ہوں گی۔ قومی اسمبلی کے وجود میں نہ ہونے کی صورت میں نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن آزاد اراکین پر ہی مشتمل ہو گا۔ وفاقی وزیر داخلہ بلحاظ عہدہ نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن کا چیئرپرسن ہو گا۔

نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن کی ذمہ داریاں

نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن ،فیڈرل انویسٹی گیشن ایجنسی، پاکستان ریلویز پولیس، اینٹی نارکوٹکس فورس، فرنٹیئر کانسٹیبلری اور محکمہ کسٹمز کے اینٹی سمگلنگ ونگ (جس کے پاس پولیس کے اختیارات ہوتے ہیں) کی کارکردگی پر نظر رکھے گا۔ کمیشن اسلام آباد میں کیپیٹل سٹی پولیس آفیسر کی تقرری کے لئے وفاقی حکومت کو تین افراد کی فہرست کی سفارش کرے گا۔ اس کے علاوہ کمیشن وفاقی حکومت کو فیڈرل انویسٹی گیشنایجنسی ، پاکستان ریلویز پولیس، پاکستان موٹروے اور ہائی ویز پولیس اور فرنٹیئر کانسٹیبلری کے سربراہ کے ناموں کی سفارش بھی کرے گا۔ کمیشن قانون نافذ کرنے والے مختلف اداروں کی طرف سے تیار کردہ پلان کے نفاذ کا بھی جائزہ لے گا۔

کمیشن حکومت اور پارلیمنٹ کو ایک سالانہ رپورٹ پیش کرے گا جو کہ مندرجہ ذیل پر مشتمل ہو گی:

☆ سال کے دوران نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن کی کارکردگی۔
☆ ملک میں امن و امان کی عمومی صورت حال پر ایک رپورٹ۔
☆ قانون نافذ کرنے والے مختلف وفاقی اداروں کی کارکردگی کا جائزہ۔

نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن مختلف صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشنوں کے درمیان رابطہ کا کام بھی سرانجام دے گا۔ یہ اسلام آباد کے ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کا جائزہ لے گا اور سالانہ رپورٹ پیش کرے گا۔ اگر نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن کی رپورٹ کے مطابق اسلام آباد ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کی کارکردگی تسلی بخش نہیں ہے تو حکومت اس کو تحلیل کر سکتی ہے۔ ایسی صورت میں 45 دن کے اندر اسلام آباد ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کو دوبارہ قائم کیا جائے گا۔ اسلام آباد ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کی تحلیل کے دور میں نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن اس کے فرائض سرانجام دے گا۔

صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن

ہر صوبہ میں ایک صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن قائم کیا جائے گا۔ اس کے بارہ اراکین اور ایک چیئرپرسن ہو گا۔

ساخت

-1 صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کے نصف ارکان کا چناؤ متعلقہ صوبائی اسمبلی کا سپیکر قائد حزب اقتدار اور قائد حزب اختلاف کے ساتھ مشورے کے بعد کرے گا۔ان اراکین میں سے چار کا تعلق حزب اقتدار اور دو کا تعلق حزب اختلاف سے ہو گا۔ ان چھ اراکین میں سے کم از کم دو خاتون اراکین ہوں گی۔ صوبائی اسمبلی کی مجلس قائمہ برائے داخلہ کے اراکین صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کے رکن بننے کے اہل نہیں ہیں۔

-2 باقی ماندہ نصف اراکین کا انتخاب آزاد اراکین کی حیثیت سے کیا جائے گا۔ حکومت ان اراکین کا تقرر سلیکشن پینل کی طرف سے سفارش کردہ فہرست میں سے کرے گی۔ آزاد اراکین میں کم از کم دو خواتین شامل ہوں گی۔

-3 صوبائی وزیر داخلہ کمیشن کابلحاظ عہدہ چیئرپرسن ہو گا، کمیشن میں فیصلہ سازی کے دوران چیئرپرسن کو ووٹ ک ا حق نہیں ہو گا، تاہم اگر کسی مسئلہ پر دونوں اطراف کے ووٹ برابر ہوں تو چیئرپرسن اپنے ووٹ کے ذریعے فیصلہ کرے گا۔

-4 اراکین کے عہدے کی معیاد تین سال ہو گی۔

-5 ضرورت پڑنے پر صوبائی پولیس افسر، استغاثہ سروس کے سربراہ

اور محکمہ جیل خانہ جات کے سربراہ کو کمیشن کے اجلاس میں مدعو کیا جا سکتا ہے، تاہم انہیں ووٹ کا حق حاصل نہیں ہو گا۔

صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کی ذمہ داریاں

صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کی عمومی ذمہ داریوں میں پولیس کی غیر جانبداری کو برقرار رکھنے اور کارکردگی میں بہتری لانے کے لئے حکومت کو سفارشات پیش کرنا شامل ہے۔ کمیشن ایسے اقدامات اٹھائے گا جس سے پولیس کو غیر قانونی احکامات کی بجا آوری کے لئے غیر قانونی کاروائیوں میں ملوث ہونے سے روکا جا سکے۔ کمیشن آرٹیکل 168 کے مطابق "شہری پولیس رابطہ کمیٹیوں" کا قیام اور فرائضِ منصبی کی انجام دہی میں آسانی پیدا کرے گا۔صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن، ضلعی کمیشنوں کے امور میں رابطہ کاری کا کام کرے گا۔

صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن غیر تسلی بخش کارکردگی کی بنا پر صوبائی پولیس آفیسر کی تعیناتی کی تین سالہ مدت ختم ہونے سے پہلے اس کی تبدیلی کی سفارش کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ صوبائی کمیشن پولیس کی مختلف برانچوں کو مالی امداد کی درخواستوں پر کارروائی کرے گا۔ صوبائی کمیشن صوبائی پولیس آفیسر کے تیار کردہ سالانہ صوبائی پلان کی منظوری

دے گا اور اس میں شامل اہداف کے حصول کا سہ ماہی بنیادوں پر جائزہ لے گا، اگر کسی ضلعی کمیشن کی کارکردگی غیر تسلی بخش ہو تو صوبائی کمیشن اس کی تحلیل کے لئے کارروائی کر سکتا ہے۔

ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن

ہر ضلع کے رقبہ اور آبادی کو پیش نظر رکھتے ہوئے صوبائی حکومت ہر ضلع میں 9افراد پر مشتمل ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن قائم کرے گی۔ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن ان لوگوں کی مدد کرے گا جوپولیس کی زیادتی و ظلم کا شکار ہوئے ہیں۔

پولیس آرڈر میں ترامیم کے بعد اب ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ہو گا:

-1 ایک تہائی اراکین کا تقرر حکومت متعلقہ ضلع کے اراکین صوبائی و قومی اسمبلی میں سے کرے گی جن میں سے ایک خاتون رکن بھی ہو گی۔یہ بطور ایکس اوفیشو ممبران فرائض انجام دیں گے۔

-2 ایک تہائی آزاد اراکین ہوں گے جن کا تقرر حکومت سلیکشن پینل کی طرف سے سفارش کردہ فہرست میں سے کرے گی جن میں سے ایک خاتون رکن بھی ہو گی۔

-3 ایک تہائی اراکین کا انتخاب ضلع کونسل اپنے اراکین میں سے خفیہ رائے شماری کے ذریعے کرے گی مگر ان میں سے کم از کم ایک خاتون رکن ہو گی۔

-4 اپنے قیام کے بعد منعقد ہونے والے پہلے اجلاس میں ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کے اراکین چیئرپرسن کا انتخاب 3 سال کے لئے کریں گے۔ کمیشن کا سربراہ دوسری مرتبہ منتخب ہونے کا اہل ہو گا۔

-5 ہر رکن کا عہدہ تین سال کے لئے ہو گا، تاہم کوئی بھی رکن اپنے عہدے کی معیاد ختم ہونے سے قبل کسی بھی وقت استعفیٰ دے سکتا ہے۔ ضلع کونسل کے منتخب کردہ اراکین کا عہدہ ضلع کونسل کی رکنیت کے ساتھ مشروط ہو گا، اگر کوئی رکن ضلع کونسل کا رکن نہیں رہتا تو وہ کمیشن کا رکن بھی نہیں رہے گا۔

ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کے فرائض

ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کے فرائض کو پولیس آرڈر 2002ء کے آرٹیکل 44 میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیاہے۔ یہاں ان فرائض کا خلاصہ بیان کیا جارہا ہے:

-1 ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن سالانہ

پولیس پلان کی منظوری دے گا۔ یہ پلان ضلعی پولیس کا سربراہ، ضلعی ناظم کے تعاون سے تیار کرے گا۔ اس پلان میں آئندہ سال کے لئے پولیس کی کارکردگی کے مختلف اہداف مقرر کئے جائیں گے۔ کمیشن ان اہداف کی تکمیل اور حصول کا جائزہ لے گا۔ ضلعی کمیشن صوبائی کمیشن کے ذریعے حکومت کو ایک سالانہ رپورٹ بھی بھیجے گا۔ اس رپورٹ میں دوسرے امور کے علاوہ ضلعی کمیشن اور ضلعی پولیس کی پچھلے سال کے دوران کارکردگی کی تفصیلات بھی شامل ہوں گی۔

-2 ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن پولیس اور شہریوں کے درمیان تعاون کے فروغ کے لئے "شہری پولیس رابطہ کمیٹیوں" کے قیام اور اس طرح کے دوسرے اقدامات کرے گا۔

-3 ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس کی بنیادی ذمہ داری ضلع کے اندر شہریوں کو پولیس کی زیادتیوں اور استحصال سے بچانا ہے۔ کمیشن ڈی پی او کو ہر اس پولیس اہلکار کے خلاف کارروائی کا حکم دے سکتا ہے جس نے کسی شہری کی درخواست پر ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کیا ہو یا جو اپنے فرائض سے غفلت کا مرتکب پایا گیا ہو یا جس کے خلاف کوئی زیادتی یا بدانتظامی کا ثبوت موجود ہو، اس کے ساتھ ساتھ کمیشن ایسے

اقدامات بھی اٹھائے گا جس سے پولیس کو ان غیر قانونی اقدامات سے بچایا جا سکے جو غیر قانونی احکامات کی بجاآوری کے لئے اٹھانے پڑتے ہیں۔

کمیشن کے مندرجہ ذیل معاملات میں وہی اختیارات ہوں گے جو کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی(Code of Civil Procedure) کے تحت سول کورٹس کو تفویض کئے گئے ہیں:

(الف) کسی بھی شخص کو بلانا، اسے حاضری کاپابند کرنا اور اس کا حلفیہ بیان لینا۔

(ب) دستاویز کی فراہمی کا حکم جاری کرنا۔

(ج) حلف نامہ پر ثبوت حاصل کرنا۔

پولیس کے خلاف شکایت موصول ہونے پر ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن مندرجہ ذیل طریقہ کار اپنائے گا:

☆ اگر پولیس ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کرے تو ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کو اس بابت درخواست دی جا سکتی ہے۔ اگر کمیشن کے اراکین مطمئن ہوں کہ پولیس نے غیر قانونی طورپر ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کیا ہے تووہ ضلعی پولیس کے سربراہ کو متعلقہ پولیس اہلکار کے خلاف انکوائری کرنے اور ایف آئی آر درج کرنے کی ہدایت کر سکتے ہیں۔ کمیشن

ضلعی پولیس کے سربراہ کو 48 گھنٹے کے اندر تمام کارروائی کی رپورٹ پیش کرنے کی بھی ہدایت کرسکتا ہے۔

☆ ضلعی پولیس کے کسی اہلکار کی جانب سے فرائض کی انجام دہی میں غفلت برتنے پر ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن ضلعی پولیس کے سربراہ کو متعلقہ پولیس اہلکار کے خلاف مناسب کارروائی کرنے اور مقررہ مدت میں رپورٹ جمع کرانے کی تحریری ہدایت کرے گا۔

☆ ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن اپنے دو اراکین یا اس ڈسٹرکٹ میں تعینات کسی سرکاری افسر جو گریڈ 18سے کمتر نہ ہو کے ذریعے انکوائری کرا سکتا ہے۔ اس انکوائری کی بنیاد پر اگر شکایت درست ثابت ہوں تو ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن ضلعی پولیس کے سربراہ کو ایک رپورٹ بھیجے گا جس میں متعلقہ پولیس اہلکار کے خلاف قانونی کارروائی کی ہدایت کی جائے گی، اگر ضلعی پولیس کا سربراہ اپنی کارروائی کے متعلق رپورٹ پیش نہیں کرتا یا وہ ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کی ہدایت کی روشنی میں کارروائی نہیں کرتا تو ڈسٹرکٹ کمیشن اس مسئلے کو صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ

کمیشن کے ذریعے صوبائی حکومت کو پیش کرے گا۔
ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن شکایت کنندہ کو انکوائری کے نتائج سے آگاہ کرے گا۔

☆ قانون نافذ کرنے والے کسی وفاقی ادارے یا ضلعی پولیس کی مدد کے لئے بلائی گئی سول آرمڈ فورسز کے کسی اہلکار کے خلاف زیادتی کی شکایت موصول ہونے پر ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن اس ادارے کے متعلقہ حکام کو مناسب کارروائی کرنے اور مقررہ مدت میں رپورٹ پیش کرنے کے لئے کہے گا۔ اگر متعلقہ ادارے کی طرف سے کوئی کارروائی عمل میں نہیں آتی تو ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن اس ادارے کے سربراہ یا وفاقی پولیس کمپلینٹ اتھارٹی سے رجوع کرے گا۔

ضلعی پولیس کے سربراہان کے خلاف فرائض سے غفلت برتنے،زیادتی یا اختیارات کے ناجائز استعمال کی درخواست صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کو دی جا سکتی ہے، تاہم ایسی شکایات کے ساتھ ایک حلف نامہ جمع کرانا بھی ضروری ہے۔ صوبائی کمیشن ضلعی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کی رپورٹ یا حکومت کی نشاندہی پر بھی کارروائی کر سکتا ہے۔ کمیشن شکایت پر از خود یا گریڈ 19 کے

کسی سرکاری افسر کے ذریعے انکوائری کرائے گا، اگر انکوائری کے دوران الزامات درست ثابت نہیں ہوتے تو درخواست داخل دفتر کر دی جائے گی۔ الزامات درست ثابت ہونے پر کمیشن متعلقہ پولیس سربراہ کو محکمانہ کارروائی کرنے اور اس کارروائی کی رپورٹ پیش کرنے کے لئے کہے گا۔ کمیشن پاکستان پینل کوڈ، پولیس آرڈر 2002ء یا کسی دوسرے نافذ العمل قانون کے تحت فوجداری مقدمہ درج کرنے کا حکم دے سکتا ہے۔ اگر کمیشن پولیس حکام کی طرف سے کی گئی کارروائی پر مطمئن نہ ہو تو وہ مناسب سفارشات کے ساتھ صوبہ کے وزیراعلیٰ کو معاملہ کی رپورٹ پیش کرے گا۔

1- ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کے نصف اراکین کا انتخاب ضلع کونسل اپنے کونسلروں میں سے کرے گی، ہر کونسلر خفیہ رائے دہی میں صرف ایک ووٹ ڈالے گا۔

2- دوسرے صف آزاد اراکین کا تقرر گورنر ڈسٹرکٹ سلیکشن پینل کے ناموں کی مہیا کردہ فہرست میں سے کریں گے۔

3- ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کے کل ممبران کا ایک تہائی خواتین ہوں گی۔

4- نائب ناظم ڈسٹرکٹ سلیکشن پینل کے چیئرمین سے ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کے ممبران کے چناؤ کے لئے الیکشن کروانے کی سفارش کرے گا۔

5- ممبران کی تقرری کا نوٹیفکیشن سرکاری گزٹ میں شائع کیا جائے گا۔

6- منتخب اور آزاد اراکین میں سے باری باری ہر سال چیئرپرسن کا انتخاب کیا جائے گا۔

7- کمیشن کے اجلاسوں کی صدارت چیئرپرسن کرے گا۔

8- چیئرپرسن کی غیر موجودگی میں کمیشن اپنے ممبران میں سے کسی کو اجلاس کی صدارت کے لئے منتخب کرے گا۔

9- کسی پولیس آفیسر کے خلاف زیادتی کی شکایت ملنے پر:

(i) کمیشن ڈی پی او یا سی پی او کو کارروائی کر کے ایک مقررہ وقت کے اندر رپورٹ پیش کرنے کا تحریری حکم دے گا۔

(ii) کمیشن حقائق معلوم کرنے کے لئے اپنے دو یا دو سے زیادہ اراکین کے ذریعے خود انکوائری کروائے گا اور شکایت درست ثابت ہونے کی صورت میں ڈی پی او کو اس آفیسر کو معطل کر کے اس کے خلاف رولز کے مطابق محکمانہ کارروائی کرنے کا حکم دے گا۔

(iii) اگر ڈی پی او کمیشن کی ہدایت کے مطابق عمل نہیں کرتا یا کارروائی کے بعد اسے رپورٹ پیش نہیں کرتا تو پھر کمیشن یہ معاملہ صوبائی حکومت، صوبائی پولیس آفیسر یا پولیس شکایات اتھارٹی کے پاس لے جائے گا۔

(iv) ضلعی پولیس کی کسی غفلت کی صورت میں کمیشن ڈی پی او کو انکوائری کرکے کارروائی کرنے اور خاص وقت کے اندر رپورٹ پیش کرنے کا حکم دے گا۔

(v) وفاقی قانون نافذ کرنے والی ایجنسی کے کسی رکن یا ضلعی پولیس کی مدد کرنے والی مسلح فوج کے کسی رکن کی زیادتی کی شکایت ملنے پر کمیشن اس محکمہ سے اس کے خلاف کارروائی کرکے رپورٹ پیش کرنے کی سفارش کرے گا۔ یہ ہدایت یا سفارش تحریری ہو گی، اگر اس محکمہ کی مجاز اتھارٹی اس کے خلاف کارروائی نہیں کرتی تو پھر کمیشن اس محکمے کے سربراہ یا وفاقی پولیس شکایات اتھارٹی کو کارروائی کی سفارش کرے گا۔

10- کمیشن کے اراکین کے عہدے کی معیاد 3 سال ہو گی، سوائے اس کے کہ وہ خود اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیں یا ان کی ضلع کونسل کی رکنیت ختم ہو جائے۔ کوئی رکن دوسری بار ممبر بننے کا اہل نہیں ہو گا۔ ممبران کو اجلاس میں شرکت کرنے پر رولز کے مطابق ٹی اے ڈی اے دیا جائے گا۔ آزاد اراکین کو ہو سکتا ہے رولز کے مطابق کچھ اعزازیہ (تنخواہ) بھی دیا جائے۔

کمیشن کے اراکین کی برطرفی

گورنر اپنی مرضی سے یا کمیشن کے اراکین کی سفارش پر مندرجہ ذیل وجوہات کی صورت میں کسی رکن کو اس کے عہدے سے ہٹا سکتا ہے، اگر

-1 اس کی پاکستانی شہریت ختم ہو جائے۔

-2 ذہنی یا جسمانی معذوری کی صورت میں۔

-3 بداعمالی یابدچلنی کے جرم میں ملوث پایا جائے ۔

-4 فوجداری جرم کے ارتکاب پر۔

-5 دیوالیہ، قرض نادہندہ یا ٹیکس چور ہونے پر۔

-6 ملکی مفادات، نظریات، قومی اتحاد یا امن و امان کے منافی سرگرمیوں میں ملوث ہونے پر۔

-7 اگر اس کی سرگرمیاں پبلک سیفٹی کمیشن کے لئے بدنامی کا باعث بن رہی ہوں۔

-8 بغیر کسی معقول وجہ کے مسلسل 3 بار کمیشن کے اجلاس میں شرکت نہ کرے۔

پولیس کمپلینٹ اتھارٹی

قانون نافذ کرنے والے وفاقی اداروں کے اہلکاروں کے خلاف سنگین نوعیت کی شکایات کی انکوائری کے لئے ایک پولیس کمپلینٹ اتھارٹی قائم کی جائے گی جو ایک چیئرپرسن اور6 اراکین پر مشتمل

ہو گی۔ چیئرپرسن کا تقرر صدر مملکت کریں گے، جبکہ اراکین کا تقرر حکومت فیڈرل پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر کرے گی۔ اتھارٹی مشہور اور نیک شہرت کے حامل افراد پر مشتمل ہو گی جن کی دیانتداری کسی شک و شبہ سے بالاتر ہو گی اور جنہیں ضروری مہارت، علم اور تجربہ حاصل ہو گا۔ اراکین کی تقرری 3 سال کے لئے کی جائے گی۔ چیئرپرسن اوراراکین دوسری بار تقرری کے اہل نہ ہوں گے۔

وفاقی پولیس کمپلینٹ اتھارٹی مندرجہ ذیل امور سر انجام دے گی:

☆ اتھارٹی ضلعی سطح پر قائم پبلک سیفٹی کمیشن یا کسی متاثرہ شخص سے اسلام آباد پولیس افسران یا قانون نافذ کرنے والے کسی وفاقی ادارے کے افسران کے خلاف غفلت، زیادتی یا نازیبا رویہ کی شکایت موصول کرے گی۔ ایسی تحریری شکایت کے ساتھ حلفیہ بیان آنا ضروری ہے۔

☆ اتھارٹی موصول ہونے والی شکایات پر ضروری کارروائی کرے گی۔ عمومی نوعیت کے معاملات پر اتھارٹی متعلقہ حکام کو ضروری اقدامات کے لئے کہے گی۔ سنگین نوعیت کے معاملات میں اتھارٹی اپنے طور کارروائی کا آغاز کرے گی۔

☆ اتھارٹی اسلام آباد ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن یا کیپیٹل سٹی ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر یا قانون نافذ کرنے والے

کسی وفاقی ادارے کے سربراہ کی جانب سے پولیس کی تحویل میں واقع ہونے والی اموات، آبرو ریزی یا زخمی ہونے کے واقعات کے متعلق رپورٹ موصول کرے گی اور ان واقعات کے متعلق ثبوتوں کو محفوظ کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے گی۔

☆ اتھارٹی سنگین معاملات میں عدالتی انکوائری کے لئے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے تقرر کے لئے درخواست کرے گی۔

☆ ضروری مقدمات میں قانون نافذ کرنے والے اداروں سے تعلق رکھنے والے کسی پولیس افسر کو انکوائری آفیسر مقرر کرے گی، انکوائری آفیسرعہدے میں اس پولیس آفیسر سے سینئر ہو گا جس کے خلاف انکوائری کی جارہی ہے۔ اتھارٹی انکوائری کی کارروائی کی نگرانی کرے گی۔

☆ اتھارٹی انکوائری رپورٹ کی کاپی مجاز حکام کو بھیجے گی اور انکوائری رپورٹ کی بنیاد پر محکمانہ کارروائی یا مقدمہ فوجداری درج کرنے کی ہدایت کرے گی۔ اتھارٹی مجاز حکام کو انکوائری رپورٹ پر کی جانے والی کارروائی کے متعلق رپورٹ پیش کرنے کی بھی ہدایت کرے گی۔

☆ جتنی جلد ممکن ہو اتھارٹی شکایت کنندہ کو انکوائری کے نتائج سے مطلع کرے گی۔

☆ اگر پولیس کمپلینٹ اتھارٹی مجاز حکام کی طرف سے کی جانے والی کارروائی سے مطمئن نہ ہو تو وہ متعلقہ حکام کو احکامات پر دوبارہ غور کرنے کے لئے کہے گی۔ یہ عمل اسی طرح دہرایا جائے گا حتیٰ کہ اعلیٰ ترین مجاز حکام کو غور کے لئے رپورٹ پیش نہ کر دی جائے۔

☆ غلط اور جھوٹی شکایات کی صورت میں اتھارٹی شکایات کنندہ کے خلاف کارروائی کا آغاز کریگی۔

☆ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ انکوائری آفیسر نے ارادتاً حقائق کو چھپایا ہے یا انکوائری کو درست طریقہ سے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچایا تو اتھارٹی انکوائری آفیسر کے خلاف انضباطی کارروائی کی سفارش کرے گی۔

☆ اتھارٹی سالانہ رپورٹ تیار کرے گی اور اسے پارلیمنٹ میں پیش کرنے کے لئے حکومت کو بھیجے گی۔ رپورٹ اتھارٹی کے متعلقہ عمومی امورپر مشتمل ہو گی۔ اس کے علاوہ رپورٹ میں ایسے معاملات بھی شامل ہوں گے جن کی اہمیت یا غیر معمولی حالات کی وجہ سے حکومت کی توجہ مبذول کرانا ضروری ہو۔

☆ اتھارٹی وفاقی حکومت کے مشورے سے ملک میں کسی بھی جگہ اپنے علاقائی دفاتر قائم کر سکتی ہے۔ اتھارٹی صوبائی حکومت کی منظوری سے صوبائی پبلک سیفٹی

اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن یا ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کو پولیس کے خلاف زیادتی یا غفلت کی شکایات نمٹانے کے لئے نامزد کر سکتی ہے۔

کریمنل جسٹس کوآرڈینیشن کمیٹی

ہر ضلع میں ایک کریمنل جسٹس کوآرڈینیشن کمیٹی قائم کی جائے گی۔ یہ کمیٹی نظام عدل میں شامل تمام ستونوں کا ضلعی سطح پر ایک مربوط ڈھانچہ استوار کرے گی۔

کمیٹی مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ہو گی:

☆ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج (چیئرمین)

☆ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر

☆ ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیٹیو (Prosecutive)

☆ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ (جیل)

☆ ڈسٹرکٹ پیرول (Parole) آفیسر

☆ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس (انویسٹی گیشن) کمیٹی کا سیکرٹری ہو گا۔

کمیٹی کا اجلاس ہر ماہ کم از کم ایک بار منعقد ہو گا۔ کمیٹی کا سیکرٹری اجلاس کی کارروائی ریکارڈ کرے گا۔

کمیٹی کو درپیش سب سے اہم چیلنج ضلع میں موجود نظام عدل کی کارکردگی پر کڑی نظر رکھنا اور نظام میں بہتری کیلئے

کام کرنا ہے۔ کمیٹی متعلقہ حکام کے سامنے مختلف مسائل کو اُٹھائے گی اور صحت مند روایات کو فروغ دے گی، کمیٹی اپنے کئے گئے مختلف فیصلوں کے نفاذ کا بھی جائزہ لے گی۔

شہری پولیس رابطہ کمیٹی

حکومت نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن اورصوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کے مشورے سے شہری پولیس رابطہ کمیٹ یاں **(citizen police liaison committee)**قائم کرے گی۔ یہ کمیٹیاں رضا کارانہ اور خود مختار بنیادوں پر قائم کی جائیں گی۔

شہری پولیس رابطہ کمیٹیاں مندرجہ ذیل امور سرانجام دیں گی:

☆ قومی، صوبائی اورضلعی سطح پر قائم کردہ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کے اراکین کی تربیت اور استعداد کاری۔

☆ متاثرہ شہریوں اور پولیس کے درمیان تعاون کے فروغ کے لئے حکمت عملی کی تیاری

☆ قومی،صوبائی اور ضلعی سطح پر قائم پبلک سیفٹی کمیشن، پولیس کمپلینٹ اتھارٹی اورپولیس کو فرائض کی فوری اور بہتر انجام دہی کے لئے معاونت فراہم کرنا۔

پبلک سیفٹی فنڈ

حکومت صوبائی اور ضلعی سطح پر پبلک سیفٹی فنڈ قائم کرے گی

جو مندرجہ ذیل رقوم پر مشتمل ہو گا:

☆ وفاقی، صوبائی اور ضلعی حکومتوں کی طرف سے پولیس کو دی جانے والی گرانٹ

☆ عوام کی طرف سے پولیس کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے عطیات

☆ صوبائی حکومت ٹریفک چالانوں سے حاصل ہونے والے محصولات کا نصف صوبائی پبلک سیفٹی فنڈ کو دے سکتی ہے۔

صوبائی سطح پر پبلک سیفٹی فنڈ کا انتظام صوبائی پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن سنبھالے گا۔ اسی طرح ضلعی سطح پر پبلک سیفٹی فنڈ کا نظم و نسق ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی اینڈ پولیس کمپلینٹ کمیشن کے پاس ہو گا۔

پبلک سیفٹی فنڈ مندرجہ ذیل مقاصد کیلئے استعمال ہو گا:

☆ عوام کے لئے سہولیات میں اضافہ اور تھانوں میں فراہم کی جانے والی خدمات کے معیار میں بہتری۔

☆ ٹریفک پولیس کے نظام میں بہتری۔

☆ بہتر کارکردگی پر پولیس افسران کو انعامات۔

حوالہ جات

1- Democracy in Japan by Takeshi Ishida and Ellis.

2- State and Local Politics by John A. Straayer & Robert,Polinard

3- Gazetter of D.I. Khan and D.G. Khan

4- Manual of Local Government Laws by Ray M. Arif

5- Punjab Local Government Act 1975 by Masudul Hassan

6- Goverment and Politics of Pakistan by Dr. P. Sharan

7- Local Politics in Britain. John Gayford

8- Local Government Finance by Ayaz Muhammad

9- Local Government LDCs. by Mian M. Jamil

10- Local Government in the Untited Kingdom

11- Sardari, Jirga and Local Government in Balochistan by Dr. M. A. Shah

12- Government and Politics in Pakistan by Mushtaq Ahmed

13- Sindh Local Government Digest by LG and RD Sindh

14- Democracy, Decentralization and Development Mumbay

15- Text Book of Basic Democracy by Masudul Hassan

16- Local Government in Pakistan by Muhammad Afzal

17- Websites of NRB, ECP, LOGOTRI and Local Government Resource Center, India

18- Constitution of Pakistan

19- Local Government Ordinances of Punjab, NWFP, Balochistan and Sindh

20- Study Reports published by Aurat Foundation, Pattan, Sangat and SAP-PK

21- Pak Jamhoriat-Lahore.